إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ إِنَّ رَبَّكَ يَبْعَثُكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۔ عیسیٰ

رجسٹرڈ ایل

جوبلی نمبر خلافت ثانیہ

نمبر (۸۳۵)

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبیؐ

The ALFAZL QADIAN.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالےٰ

کے رجسٹروں کا بھی حضور نے معائنہ فرمایا۔ اگر کوئی کام بقایا میں رہ جائے۔ اور اس کی تکمیل میں دیر ہو جائے۔ تو بعض اوقات حضور ناظر اور اس کے عملہ کو حکم دیتے ہیں۔ کہ اس وقت تک دفتر کھلا رکھیں۔ جب تک کام پورا کر کے اس کی رپورٹ نہ بھیجیں۔ خواہ ساری رات دفتر کھلا رکھنا پڑے۔ رپورٹ کے انتظار میں خود بھی جاگتے رہتے ہیں ؛

قدرشناسی

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے اوصافِ حمیدہ میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ آپ اپنے کارکنوں کی معمولی سے معمولی خدمات کو نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حضور نے کئی مرتبہ بعض موقعوں پر فرمایا۔ کہ جب کوئی مبلغ غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے جاتا ہے۔ تو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے ذاتی کام کے سرانجام دینے کے لئے جا رہا ہے۔ مبلغین کی خدمات کو حضور ایسا سمجھتے ہیں۔ کہ گویا وہ حضور پر احسان کر رہے ہیں ؛

ایک مبلغ کی نسبت جو باہر تبلیغ کے لئے گیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں اس کی ایک غلطی کی وجہ سے اس پر سخت ناراض تھا لیکن جب میں نے اس کو تبلیغ کے لئے بھیجا۔ تو میں نے اپنے دل سے ناراضگی بالکل نکال دی ؛

ذرّہ نوازی

حضور چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نہایت قدرشناسی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مجھے حضور سے نہایت ہی قیمتی حقائق اور معارف سننے کا موقعہ ملا۔ اور بہت سے علمی خزانے حاصل کئے۔ آپ نے میرے پاس کچھ انگریزی پڑھی جسے ان معارف اور علوم کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ جو میں نے آپ سے سیکھے۔ اس لئے حقیقت یہ ہے۔ کہ حضور میرے استاد ہیں۔ نہ کہ میں۔ آپ نے مجھے نہایت ہی قیمتی لعل و جواہر دیئے۔ اور میں نے صرف چند ٹھیکریاں پیش کیں لیکن پھر بھی حضور بندہ کی اس حقیر سی خدمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ایک دفعہ جب کہ آپ انفلوانزا کے ایام میں سخت بیمار ہو گئے۔ اور آپ نے اپنے جانشین کے انتخاب کے متعلق ایک وصیت بھی لکھوائی۔ ان دنوں میں بندہ کو ایک وقت حضور کی خدمت میں تنہائی میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ آپ جن محبت کے الفاظ کے ساتھ بندہ سے مخاطب ہوئے ان کا اس وقت تک میرے دل پر گہرا اثر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم میرے استاد بھی ہو۔ اور اتالیق بھی۔ استاد کا لفظ تو میری سمجھ میں آ گیا۔ لیکن اس بات کا مجھے کوئی خیال نہیں تھا۔ کہ آپ نے اتالیق کا لفظ کیوں استعمال فرمایا۔ مگر آپ نے خود ہی اس کی تشریح فرما دی۔ اور فرمایا۔ کہ میرے بچپن کے دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے سپرد یہ کام کیا تھا۔ کہ دوائی باقاعدہ کھلایا کرو۔ یہ آپ کے بچپن کے زمانہ کا واقعہ تھا مجھے تو یاد بھی نہیں تھا۔ مگر آپ نے اسے یاد رکھا۔ اور اس کی وجہ سے وہ لفظ استعمال فرمایا۔ جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ حضور کے دوائی کھلانے کے واقعہ کا ذکر کرنے سے اس وقت مجھے یاد آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شیشی میں مچھلی کے تیل کی گولیاں (یعنی کیپسیولز) دی ہوئی تھیں۔ آپ سبق کے لئے روزانہ میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ میں روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت کے مطابق آپ کو وہ گولیاں کھانے کے لئے دیا کرتا تھا۔ جب ایک شیشی ختم ہو جاتی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسری بھیجدیتے۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے کتنی شیشیاں استعمال کرائیں۔ لیکن آپ کی قدر شناسی کا یہ حال ہے۔ کہ اس حقیر سی خدمت کی وجہ سے آپ نے اس عاجز کی نسبت اتالیق کا لفظ استعمال فرما کر عزت افزائی کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بچپن میں ہی آپ کو اس خدمت کا احساس تھا۔ جس کی وجہ سے آپ ہمیشہ اس نظر سے دیکھتے رہے۔ جس کا اظہار آپ نے اس وقت فرمایا :-

آپ جو اس خاکسار کی عزت افزائی فرماتے رہتے ہیں۔ اس کی میں اور بھی بہت سی مثالیں پیش کر سکتا ہوں لیکن ان کا بیان موجبِ تطویل ہوگا۔

اعلیٰ اخلاق

آپ کے اخلاق کا یہ حال ہے۔ کہ جب کبھی کوئی شخص ملنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ تو خواہ وہ کیسا ہی غریب ہو۔ آپ اس کے اعزاز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ ملاقات کے بعد واپس جانے لگتا ہے۔ تو اس وقت بھی اس کے اکرام کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ لوگ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر آپ کے غلام اور مرید ہی ہوتے ہیں ؛

اسی طرح آپ نے ناظروں کو ہدایت دے رکھی ہے۔ کہ جب کوئی شخص ملنے کے لئے آئے۔ تو آپ کھڑے ہو کر ملیں۔ خواہ وہ شخص کیسا ہی غریب کیوں نہ ہو۔ اسی طرح آپ نے ناظروں کو یہ ہدایت بھی دی ہوئی ہے۔ کہ جب راستہ میں کوئی شخص ان کو ملے۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ پہلے اسے السلام علیکم کہیں ؛

خاکسار نے یہ چند باتیں حضور کی پاکیزہ سیرت کے متعلق لکھی ہیں۔ حضور کی سیرت کا یہ پہلو ایسا نہیں۔ جو جماعت سے مخفی ہو۔ لیکن جن واقعات کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ چونکہ وہ ایک مخصوص دائرہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کا علم عام طور پر لوگوں کو نہیں ہوتا۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں۔ کہ ان کا بیان احباب کے لئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے اولوالعزم چہ اعجاز نمایاں کردی

از جناب مولوی عبدالماجد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ بہار

نمبر ۱

اے اولوالعزم چہ اعجاز نمایاں کردی
لاجرم فضلِ عمر مصلح موعود آمدی
راست آمد ز دعائت خبرِ ختمِ رسل
در جگرگاہِ اروبا بہ زمینِ لندن
چیست یورپ کہ در امریکہ زمردِ صادق
اے امامِ خلفِ صادقِ مہدی و مسیح
منکرِ آلِ نبی سیرتِ محمود نگیر
پندۂ وسوسہ از گوش بروں کن خواجہ
باز بعیت بکن اے خادمِ قبر و دو کنگ
بافتی پرتو اسلام زماہِ کدعہ
احمدی زین غزلِ نغز کہ اکنوں گفتی

آنچہ مشکل بر شہاں بود تو آساں کردی
کہ بدورِ خودت اسلام درخشاں کردی
کہ ز مغرب تو طلوعِ خورِ تاباں کردی
مسجدے دیگرے اقصیٰ تو ثناں کردی
روشنی نیرِ اسلام فروزاں کردی
رحمتِ حق بتو بادا کہ چہ احساں کردی
ایں مسد چیست کزاں سینہ تو بریاں کردی
بشنو آں ذکر کہ تم گفتی و پنہاں کردی
کانچہ کردی ز خطا کردی و عصیاں کردی
اہلِ پیغام کنوں آہ چہ گفراں کردی
خاطرِ غم زدۂ قوم ز شاداں کردی

نمبر ۲

پنہاں چہ گونہ سازم یارب غمِ نہاں را
در دِ فراقِ یارے جاناں و جانِ جاں را
منکر بیا بکدعہ بنگر بچشمِ حق بیں
زیرِ زمیں چہ بینی انوارِ آسماں را
نورِ خدا ست تاباں در مرکزِ خلافت
پیغامیاں چہ دانند احوالِ قادیاں را
ذکرِ مسیحِ گشتہ تریاقِ بہرِ یورپ
پیغام دہ بشارت خواجہ و خواجگاں را
فضلِ عمر چو کردہ فتحِ دمشق و لندن
شادیست دوستاں را رنجست دشمناں را

یارب ز فضل و رحمت ہر احمدی نظر کن
بنمای قادیاں را ہم شاہ قادیاں را

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اپنے اہل و عیال میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از قلم صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی مصروفیت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیت کا یہ عالم ہے۔ کہ سارا دن کام میں مشغول رہنے کے علاوہ رات کو دو دو بجے تک کام کرتے رہتے ہیں۔ آپ کی ڈاک ہر روز کم و بیش اڑھائی تین سو خطوط پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور آپ ہر خط کو اس سرعت سے پڑھتے ہیں۔ کہ انسان محوِ حیرت ہو جاتا ہے۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ سرسری نظر سے خطوط ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ حضور کو ہر خط کے مضمون کا پورے طور پر علم ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے ایک خط پیش کیا۔ جس میں خط لکھنے والے نے لکھا تھا۔ کہ ان کے کسی عزیز کو دیوانے کتے نے کاٹا ہے۔ اور اس کے متعلق مشورہ طلب کیا گیا تھا۔ حضور نے فرمایا۔ اس خط کو آئے تو ایک ماہ گزر چکا ہے۔ اور آپ اب پیش کر رہے ہیں۔ جب خط کی مُہر دیکھی گئی تو واقعی اس کو آئے ہوئے ایک ماہ ہو چکا تھا۔

خطوط کے جواب کے متعلق حضور کا یہ طرز عمل ہے۔ کہ خطوط کو پڑھ کر بعض فوری خطوط پر جواب لکھ دیتے ہیں۔ جن کو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب لکھ کر بھجوا دیتے ہیں۔ باقی ماندہ خطوط کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور حضور ان کا جواب لکھا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ مہمانوں سے ملاقاتیں کرنے۔ اور نظارتوں کے کام میں کافی وقت خرچ ہوتا ہے۔ نہ صرف ناظر صاحبان وقتاً فوقتاً پیش آمدہ مشکلات پیش کر کے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ بعض کاغذات حضور کی منظوری کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ ۱۰ بجے سے ایک بجے تک لگاتار چلتا ہے۔ پھر تصنیف کا کام ہے نیز حضور ہر فن، ہر علم۔ اور ہر مذاق کی کتابیں بکثرت منگوا کر بالالتزام مطالعہ فرماتے ہیں۔ ان سب مصروفیات کے باوجود حضور گھر کی ہر بات کا خیال رکھتے۔ اور ہر ایک کا حق باحسن طریق ادا فرماتے ہیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کا حضور جس قدر ادب و احترام کرتے ہیں۔ اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

حضور کی چار بیویاں ہیں۔ اور ازدواجی زندگی میں تعدد ازدواج ایک بڑا نازک مرحلہ ہوتا ہے۔ مگر حضور کے گھر کی جو کیفیت ہے۔ اسے خدا تعالےٰ کا فضل اور حضور کی قوت قدسی کا اعجاز ہی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اتنے بڑے گھرانے میں جو محبت اور پیار کا نمونہ نظر آتا ہے۔ دنیا اس کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔ آپ اپنی بیویوں کے بارہ میں کامل عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں۔ افراد کی نسبت سے خرچ دیتے ہیں۔ کبھی کسی کو شکوہ و شکایت کا موقعہ نہیں ملتا۔ نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔ سب بیویاں دل کی گہرائیوں سے حضور کی مداح ہیں۔ سفروں میں باری باری ساتھ لے جاتے ہیں۔ گھر میں باریاں مقرر ہیں۔ اور ہر ایک کے حقوق کا پورا خیال رکھتے ہیں۔

اولاد کے ساتھ سلوک

حضور باوجود بے حد عدیم الفرصت ہونے کے اور باوجود اس کے کہ آپ کی اولاد خدا کے فضل سے بہت زیادہ ہے سب کی تربیت اور تعلیم کا خیال رکھتے ہیں۔ آپ نہایت ہی شفیق اور رحیم واقع ہوئے ہیں۔ سختی کو پسند نہیں فرماتے۔ کبھی تادیباً سختی کا موقعہ پیش آئے۔ تو کر لیتے ہیں۔ مگر لڑکیوں کے بارہ میں حضور صرف زبانی تادیب کافی سمجھتے ہیں۔ حضور کی طبیعت کا یہ خاصہ ہے۔ کہ بچوں کو ہمیشہ سبق آموز کہانیوں اور لطائف سے محظوظ کرتے ہوئے ان کی تربیت فرماتے ہیں خود خوش رہتے۔ اور دوسروں کو خوش رکھتے ہیں۔ لیکن خوشی کی گھڑیوں میں بھی حقیقی مقصد کبھی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ حضور کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ وہ مقصد آپ کے بچوں کی نگاہوں سے بھی اوجھل نہ ہو۔ شادی کے موقعہ پر آپ نے میری بڑی بہن امۃ القیوم بیگم صاحبہ کو اور تحفوں کے ساتھ کچھ کتابیں بھی عنایت فرمائیں۔ اور ہر کتاب پر اپنے دست سے کچھ نوٹس بھی رقم فرمائے۔ مثلاً قرآن کریم پر تحریر فرمایا:۔

"امۃ القیوم یہ خدا کا کلام ہے۔ میری زبان اس کے بارہ میں بند ہے۔ میں نے سب کچھ اس سے پایا۔ تم بھی سب کچھ ہی اس سے پاؤ۔ میرے اللہ تیرا یہ کلام میری اس بچی اور اس کی اولاد کے دل میں دائمی طور پر جاگزیں ہو۔ میرے اللہ اس کے متعلق میرے کرب کو اس کلام کے طفیل اور اس کے ذریعہ سے دور کر دے۔ اور اسے اور اس کی اولاد کو اپنا بنا لے۔ اے میرے پیارے یہ اور اس کی اولاد شیطان اور دجال کے فتنہ سے محفوظ رہیں۔ تو ان کا حافظ و ناصر ہو۔ میری زندگی میں بھی۔ اور میرے بعد بھی۔ اے میرے رب میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ تو ان کو اس مقام سے بھٹکنے نہ دیجیو۔ جو تو نے ہمارے لئے اپنے مسیح کے ذریعہ سے تجویز کیا ہے۔ ہم بھگوڑے نہ بنیں۔ ہم تیرے دین کے لئے جانیں دینے والے ہوں۔ اور ہماری عزتیں تیرے ہی دین کی خدمت سے وابستہ ہوں۔ میرے مولےٰ۔ میرے درد کا علاج تیرے ہی قبضہ میں ہے۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ اب اے میرے شافی۔ تو مجھ پر رحم کر کے میری غلطیوں کا ازالہ کر دے۔ اپنے دروازہ کے سوالی کو رد نہ کیجیو۔ دیکھ میری آنکھیں سفید ہو رہی ہیں۔ اور ہاتھ کانپ رہے ہیں مجھ پر رحم کر۔ مرزا محمود احمد"

وہ بچے جن کی مائیں فوت ہو چکی ہیں۔ ان کی دلجوئی خصوصیت کے ساتھ کرتے اور محبت و پیار سے رکھتے ہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دیتے۔

دیگر رشتہ داروں سے سلوک

دیگر رشتہ داروں کا بھی خاص خیال رکھتے ہیں۔ ہر موقعہ پر ان سے احسان کرنا مدنظر ہوتا ہے۔ اکثر دفعہ خود ان سے مل کر ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ ان کی خوشیوں اور ان کے غموں میں شریک ہوتے ہیں۔ ہمیشہ ان کی تعظیم اور اکرام مدنظر رہتا ہے۔ اور جملہ رشتہ دار آپ کے حسن سلوک سے خوش ہیں۔

حضور کے بعض خصائص

ہر وقت خدا تعالےٰ کی یاد میں محو۔ "دست باکار دل بایار" کے مصداق نظر آتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے حقیقی عاشق ہر وقت اس کی ذات پر کامل وثوق اور پورا اعتماد رکھتے ہیں۔ ہر کام کو اس کے فضل اور رحم سے شروع کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کو غیر اللہ پر اعتماد کرنے سے مجتنب رکھنے اور حقیقی مولا کے ساتھ وابستہ رہنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے میری بہن امۃ القیوم صاحبہ کے رخصتانہ پر چند اشعار رقم فرمائے۔ جن میں ان کو اللہ تعالےٰ کی ذات پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی۔

صحت کی حالت میں تمام نمازیں مسجد میں پڑھاتے ہیں۔ سنتیں اور نوافل گھر آکر ادا فرماتے ہیں۔ سفر کے موقعہ پر آپ خود اپنے ہاتھ سے سامان باندھتے ہیں۔ سفر میں سب اشیاء کی نگرانی اور حفاظت کا خیال رکھتے ہیں۔ گھر میں دوسرے کام بھی اپنے ہاتھ سے کرنا زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ آپ صفائی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے عہد میں لجنہ اماء اللہ کا قیام اور اس کے فوائد

احمدی خواتین کو دین سے واقف کرنے اور خدمات دین میں شریک ہونے کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۹۲۳ء میں لجنہ اماء اللہ قائم فرمائی۔ ایک عرصہ تک تو یہ تحریک ایک خاص ماحول کے اندر کام کرتی رہی لیکن پھر بیرونی احمدی جماعتوں میں پھیل گئی۔ اور قادیان کی لجنہ مرکزی مجلس بن گئی جس نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور ارشادات کی روشنی میں کام شروع کر دیا۔ خدا کے فضل اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی سعی سے طبقہ نسوانیت میں جو بیداری اور روح عمل پیدا ہوئی وہ حیرت انگیز ہے۔

لجنہ کی تعلیمی جدوجہد

طبقہ نسوانیت میں بیداری پیدا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ تعلیم نسواں کی طرف پوری توجہ کی جاتی۔ اس کام کو دو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ چھوٹی لڑکیوں کو سکول میں تعلیم دلانے کی کوشش کی گئی۔ بڑی عمر کی خواتین کو قرآن مجید احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے بہرہ ور کرنے کا انتظام کیا گیا۔ لجنہ کی طرف سے ہفتہ وار اجلاس اور ماہوار جلسے قائم کئے جاتے ہیں۔ جن میں مختلف علمی لیکچر دلائے جاتے ہیں۔ قریب قریب کے گاؤں میں ممبرات نے دورہ کر کے لڑکیوں کو تعلیم دلانے کی کوشش کی۔ مرکز میں مضامین نویسی پر لیکچر کرائے جاتے ہیں۔ مضامین لکھنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ اکثر خواتین قرآن مجید۔ نماز مترجم۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے واقف ہو گئیں۔ اور اخبار الفضل کے مطالعہ کی قابلیت اور قومی ضروریات سے واقفیت حاصل ہو گئی۔

گرلز سکول کی ترقی

لڑکیوں کی تعلیم کے لئے اگرچہ سکول کا قیام لجنہ کے قیام سے پہلے ہو چکا تھا لیکن وہ صرف پرائمری تک تھا۔ اس کی ترقی کا بیڑا اٹھایا گیا۔ سکول کی ضروریات کو چندہ فراہم کر کے پورا کیا جاتا رہا۔ مختلف کمیٹیاں سکول کی نگرانی اور تعلیمی شوق کو بڑھانے کے لئے بنائی گئیں۔ ہونہار و ہوشیار بچیوں کو انعام دیئے جاتے۔ سکول کی ترقی کے ہر موقعہ پر نظارت تعلیم و تربیت کو توجہ دلائی گئی۔ اور مفید مشورے دیئے۔ لڑکیوں میں سادگی۔ اور اسلامی شعار کی پابندی پیدا کی گئی۔ مضامین لکھنے کی مشق کرانے اور دستکاری میں مہارت پیدا کرانے کے لئے مختلف موقعوں پر ممبرات لجنہ نے وقت دیا۔ اب جو سکول کی حالت ہے وہ جماعت کے سامنے ہے وہ پرائمری سے ہائی سکول بنا۔ اس میں الیف۔ اے کی کلاسز کھلیں۔ دینیات کی کلاسز کا اجراء ہوا۔ کئی تقاریر کرنے والی اور مضامین لکھنے والی پیدا ہو چکی ہیں۔ یہ سب لجنہ کی حقیر کوششوں کا نتیجہ ہے۔

امۃ الحی لائبریری کا قیام

تعلیمی جدوجہد کے سلسلہ میں ضروری تھا کہ خواتین کے لئے ایسی لائبریری کھولی جاتی لجنہ کی ممبرات نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ۱۰ اگست ۱۹۲۵ء کو ایک لائبریری کا افتتاح کیا۔ اور اس کا نام امۃ الحی لائبریری رکھا۔ اور اسے ترقی دینے کے مختلف ذرائع سے کام لیا گیا۔ باہر کی لجنات میں کتب بھیجنے کا بھی انتظام کیا گیا۔

مصباح

تیسری کوشش جو تعلیم نسواں کے لئے عمل میں لائی گئی وہ خواتین میں اخبار بینی کا شوق پیدا کرنا۔ اور عورتوں کا اخبار جاری کرنا تھی۔ اخبار مصباح اگرچہ لجنہ نے جاری نہ کیا تھا۔ اور نہ اس کے ہاتھ میں اس کا انتظام رہا۔ لیکن اس کو چلانے کی ذمہ دار لجنہ بن گئی۔ لجنہ نے اس کی ترقی کے لئے اپنی طرف سے انتہائی کوشش سے کام لیا اس کے خریدار مہیا کرنے اور اس میں مضامین لکھنے۔ اخبار کو دلچسپ بنانے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا درس القرآن چھپوانے کے لئے تن دہی سے کام کیا۔ دستکاری کے اعلیٰ اعلیٰ نمونے اس میں طبع کرائے۔ اخبار کی اعانت کے لئے وقتاً فوقتاً سالانہ جلسہ پر اس کے پرچے بکوائے۔

علمی مجالس کا قیام

پھر مختلف اوقات میں خواتین کی علمی مجالس کے انعقاد کی کوشش کی گئی جس میں علماء کے لیکچر کرائے گئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی ہدایات و ارشادات سے مستفید فرمایا۔ ڈاکٹروں سے مختلف موقعوں پر حفظان صحت کے متعلق لیکچر دلائے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیات سے روایات لے کر سنائی جاتیں یا خود صحابیات سے روایات سنی جاتیں۔

تربیت اولاد

جملہ ممبرات لجنہ نے خود اور دوسری خواتین میں یہ تحریک کی کہ بچوں سے نمازوں کی پابندی کرائی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے واقعات انکو کہانیوں کے رنگ میں سنائے جائیں۔ اور سلسلہ کے کاموں میں انہیں دلچسپی لینے کی عادت ڈالی جائے۔ ان سب باتوں پر لجنہ نے عمل کرایا۔

محتاجوں کی پرورش

بیواؤں اور یتامیٰ کی پرورش کے مدنظر ہر تیسرے ماہ وسیع پیمانہ پر ان کی دعوت کی جاتی صدقات بھجوائے جاتے۔ ان کے کپڑوں اور دیگر ضروریات کا خیال رکھا جاتا۔ دارالشیوخ کے رہنے والوں کو آٹا زیادہ مقدار میں دینے کی تحریک کی گئی۔ غریب لڑکیوں کو تعلیمی ضروریات مہیا کر کے دی جاتی رہیں۔ اور دیگر ضرورتمندوں کے لئے مختلف اوقات میں سفارشات دفتر تک پہونچائی جاتیں۔

دستکاری

عورتوں کو دستکاری سکھلانے کا انتظام کیا گیا۔ اور مصنوعات کو تجارتی اصول پر فروخت کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ یہ کام خدا کے فضل سے اب بخوبی چل رہا ہے۔

نمائش

دستکاری کو عام کرنے اور اس کا شوق دلانے کے لئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک نمائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ خواتین اپنی بنائی ہوئی اشیاء ارسال کر دیتی ہیں۔ جنہیں نمائش میں رکھ دیا جاتا ہے۔ جلسہ پر آنے والی خواتین انہیں خرید لیتی ہیں۔ اصل لاگت بنانے والیوں کو واپس کر دی جاتی اور منافع ترقی اسلام کے لئے دے دیا جاتا ہے۔ نمائش کے جملہ انتظامات ممبرات لجنہ کرتی ہیں۔ نمائش کو مقبول عام کرنے کے لئے دستکاری میں اول و دوم رہنے والی خاتون کو سلور میڈل یا کتب بطور انعام دی جاتیں

جلسہ سالانہ

لجنہ نے قائم ہوتے ہی اس بات کی کوشش کی کہ مستقل طور پر خواتین کے لئے جلسہ گاہ بن جائے۔ اس کے لئے چندہ کیا۔ اور ایک موزوں جگہ تجویز کر لی۔ مہمان خواتین جو جلسہ پر آتی ہیں ان کی رہائش اور کھانے کے جملہ انتظام لجنہ کرتی ہے۔ جلسہ کا پروگرام لجنہ ہی تیار کرتی ہے۔ جلسہ سالانہ کے چندہ کی تحریک میں ہر سال لجنہ ایک معقول رقم پیش کرتی رہتی ہے۔

چندوں کی فراہمی

ہر سال چندہ عام میں ایک معقول رقم اکٹھی کر کے دی جاتی۔ علاوہ ازیں چندہ توسیع مساجد و زکوٰۃ امداد مظلومان کشمیر اور خواتین کے اتاوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا انسان

امریکہ کے ایک رسالہ کے ایڈیٹر کا دلچسپ سوال

جب میں امریکہ میں تھا۔ ایک رسالہ کے ایڈیٹر کو نہ معلوم کیا سوجھی۔ کہ اس نے اعلان کیا۔ تمام ناظرین رسالہ اپنی اپنی رائے لکھ کر بھیجیں۔ کہ اُن کے خیال میں آج دُنیا میں سب سے بڑا انسان کون ہے امریکہ کے اخبار نویسوں کے سامان بہت وسیع ہوتے ہیں۔ اس نے نہ صرف رسالہ میں ایسا اعلان کیا۔ بلکہ اس مضمون کے خطوط چھپوا کر تمام مشاہیر مُلک کو بھیجے اور اُن سے درخواست کی۔ کہ وُہ سب اپنی رائے کے مُطابق اُسے جواب لکھ کر بھیجیں۔ کئی رسالوں میں پبلک سے یہ مطالبہ چھپتا رہا۔ اور کئی ماہ تک یہ مشغلہ جاری رہا۔

اہلِ ہند میں ایک ایسی بیداری پیدا کر دی۔ کہ تمام اہلِ ہند اس بات کو سمجھنے اور اس پر اصرار کرنے لگ گئے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی رنگ میں ہندوستانیوں کو اپنے ملک پر خود مختاری حاصل ہونی چاہیئے۔ بعض نے اس وقت کے پوپ کو بڑا آدمی قرار دیا۔ کیونکہ وُہ ایام جنگ میں حتے الوسع جنگ کی سختیوں کو کم کرنے کے وسیلے اور فریقین کو صلح پر آمادہ کرنے کے حاسلے کوشاں رہا۔ اور تمام کیتھولک دُنیا کو ایک نظام میں منسلک کیا۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ یہ تمام اصحاب اپنے اپنے محدود دائرے میں اپنی خدماتِ مُلکی کے سبب ایک حد تک بڑے کہلانے کے مستحق ہیں۔

لیکن میرا مقصد اس مضمون میں یہ ظاہر کرنے کا ہے۔ کہ اس وقت تمام دُنیا میں حقیقی طور پر سب سے بڑا آدمی کون ہے؟ جس کا علقہ اثر صرف ایک ملک تک نہ ہو۔ بلکہ ساری دُنیا ہو۔ جس کی ہمدردی اور راہبری کسی ایک قوم کے واسطے نہ ہو۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کیواسطے ہو۔

حقیقی بڑائی کیا ہے؟

فارسی زبان میں ایک مثل مشہور ہے

ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد

حقیقی بڑائی اسی میں ہے۔ کہ انسان سب سے بڑھ کر مخلوقِ خدا کی بہبودی۔ اور بھلائی میں جان وتن سے محو اور مصروف ہو۔ اور چونکہ مخلوق کا اصل ہادی۔ سچا رہنما نیکیوں کی توفیق و قوت بخشنے والا خود خالق و مالک حقیقی ہے۔ جو تمام علوم ظاہر و باطن کا عالم اور تمام قوتوں اور طاقتوں کا مالک ہے۔ اس لئے دُنیا میں سب سے بڑھ کر حقیقی خیر خواہ اور صادق راہ نما وُہی ہو سکتا ہے۔ جو خود اس خالق اور مالک کی طرف سے اس خدمت پر مامور کیا جائے۔

انسان فطرتاً انبیاء کی راہنمائی کا محتاج ہے

انسان عاجز ہے۔ اس کا علم عقل طاقت سب بہت محدود ہیں۔ وُہ نہیں جانتا۔ کہ اس کی بھلائی کس بات میں ہے۔ اور کس امر کا انجام اس کے لئے بُرا ہوگا لیکن خداوند کریم سب کچھ جانتا ہے عَسٰی اَنْ تُحِبُّوا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَ عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ہو سکتا ہے۔ کہ تم اپنی ناواقفی۔ اور نادانی کے سبب کسی چیز کو اپنے لئے اچھا خیال کرو۔ اور اُسے پسند کرو لیکن درحقیقت وُہ تمہارے لئے بُری ہو۔ اور ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ تم اپنے لئے کسی چیز کو بُرا خیال کرو۔ اور ناپسند کرو مگر درحقیقت وُہ تمہارے لئے اچھی اور مفید ہو۔

پس انسان طبعاً اور فطرتاً محتاج ہے اس امر کا۔ کہ وُہ اللہ تعالےٰ سے اس کے برگزیدہ مامورین کے ذریعہ سے ہدایت حاصل کرے۔ اور ان کو جو پاک وحی عطا ہوتی ہے۔ اس کی روشنی میں اپنی زندگی کے تمام شعبوں کی نشوونما کرے۔

موجودہ زمانہ کا بڑا انسان

اسلامی دُنیا پانچ وقت اللہ تعالےٰ کی عظمت۔ بزرگی۔ اور بڑائی کا اعلان کلمہ اللہ اکبر کے ساتھ کرتی ہے۔ اہلِ اسلام کا نعرہ جنگ میں اور صلح میں ہر حال میں یہی ہے۔ کہ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ تعالےٰ کی بڑائی کے بعد طبعاً سب سے بڑا ہر زمانہ میں وُہ ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ اپنا برگزیدہ رسُول بنا کر مخلوق کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے بھیجے۔ اور اُن رسُولوں کے بعد ان کے جانشین خلفائے راشدہ سب سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس صحیح قاعدہ اور اصل کے ماتحت موجودہ زمانہ میں سب سے بڑے انسان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام گزرے ہیں۔ اور اب سب سے بڑا انسان اس رسُول کا جانشین۔ اور خلیفہ برحق ہے۔ جس کی نسبت پہلے سے پیشگوئی ہو چکی ہے اور توریت و طالمود میں بھی جس کا ذکر ہے۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہ صرف پسر موعود بلکہ خلیفہ موعود ہے۔ اور جس کی صداقت نہ صرف ان نبوتوں سے ہے۔ بلکہ اس کے گزشتہ پچیس سالہ کارناموں اور عظیم الشان خدمات دینی۔ اور مخلوقِ الٰہی کی مذہبی سیاسی۔ تمدنی۔ اور اقتصادی راہ نمائی نے ان نبوتوں کی مزید تصدیق کر دی ہے۔ اور روشن آفتاب کی طرح اس اولوالعزم کی صداقت چمکنے لگی ہے۔

ملک و قوم کی صحیح راہنمائی

ہر پیش آمدہ مسئلہ میں حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ملک۔ قوم۔ اور تمام مخلوق کی خود رہنمائی کی۔ بالآخر دانا لوگوں نے اُسی کو اختیار کیا۔ خواہ وُہ اس امر کو تسلیم کریں۔ یا نہ کریں۔ مگر واقعات و حالاتِ زمانہ اس امر کی برملا شہادت دے رہے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہر امر کے متعلق جو کچھ فرمایا۔ وُہی بالآخر راست۔ اور درست ثابت ہوا۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے پاس سے وُہ علوم۔ وُہ طاقتیں وُہ ذہانت۔ وُہ یادداشت مرحمت کی ہے۔ جس کی نظیر دُنیا کے کسی اور انسان میں نہیں پائی جاتی۔

جب مسلمانوں نے ہندوستان سے ہجرت شروع کی۔ اُس وقت آپ نے اُن کو سمجھایا۔ کہ یہ غلطی ہے۔ گو اُس وقت مسلمانوں نے نہ مانا۔ مگر بالآخر وُہ خود قائل ہوئے۔ کہ واقعی یہ ان کی غلطی تھی۔ جب اسمبلیوں کے واسطے نئے قوانین بننے لگے۔ اس وقت بھی جو راہ نمائی حضور نے کی۔ بالآخر انہی اصول پر نہ صرف مسلمانوں کو۔ بلکہ ہندوؤں اور کانگریسیوں کو بھی عمل پیرا ہونا پڑا۔ اِس وقت آپ کی مذہبی راہ نمائی کے ماتحت صرف ہندوستان ہی نہیں۔ بلکہ دُنیا کے تمام ممالک میں آپ کے مشنری اور مبلغ کام کر رہے ہیں۔ جن ملکوں اور ریاستوں نے آپ کے مبلغین کو ملک میں داخلہ سے روکا۔ یا ان کے ساتھ بُرا سلوک کیا وُہ سب آج مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں۔

از قلم حضرت مفتی محمد صادق صاحب

پبلک کے جوابات

ایڈیٹر کے پاس اِدھر اُدھر خطوط آنے لگے۔ جن میں سے بعض کو وُہ شائع بھی کرتا رہا۔ کیونکہ اُن سے پبلک کی دلچسپی اس مضمون کے ساتھ بڑھتی تھی۔ کسی نے تو مسٹر ولسن کی بہت تعریف کی۔ اور اُسے وقت کا سب سے بڑا آدمی بتلایا کیونکہ یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ اس کے ذریعہ جنگِ عظیم کا خاتمہ ہوا ہے۔ کسی نے لائڈ جارج کو سب سے بڑا آدمی کہا۔ جو اس وقت سلطنت برطانیہ کا وزیر اعظم ہو کر معاملاتِ جنگ و صلح میں راہ نمائی کر رہا تھا۔ اور اس کی حکمت عملیوں کے نتیجہ میں انگریزوں اور اُن کے اتحادیوں کی فتح مندی سمجھی گئی تھی بعض نے لکھا۔ کہ مصطفےٰ کمال سب سے بڑا آدمی ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنی قوم کی کھوئی ہوئی عزت اور وجاہت دُنیا میں پھر قائم کر دی۔ بعض نے گاندھی جی کے حق میں رائے دی۔ کیونکہ انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خُدا داد رُوحانی طاقت

آج دُنیا میں کون ایسا دُوسرا عظیم الشان انسان ہے۔ جس کے مبلغ دُنیا کے ہر ملک میں تبلیغی مساعی میں کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ یہ آپ کی ہی دُعا تھی۔ جس نے ۱۹۱۴-۱۸ء کی جنگ میں برطانیہ۔ اور اس کے اتحادیوں کو فتح دی۔ اور یہ آپ کی ہی دُعا ہے۔ جو اس موجودہ جنگ میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو فتح دے گی۔ برطانیہ کے حامی بہت ہیں اور ہمدرد بھی بہت ہیں۔ اور ممکن ہے۔ دُعا گو بھی ہوں۔ مگر کون ہے جس نے یہ الفاظ کہے ہوں۔ کہ برطانیہ کی فتح ہوگی اس ایمانی قوت، اور خداداد رُوحانی طاقت کا مالک اس وقت دنیا بھر میں ایک ہی انسان ہے۔ یا اس کی جماعت پس وُہ آج کا سب سے زیادہ عظیم الشان انسان ہے۔ کیونکہ خدا کی نصرت اس کے ساتھ ہے۔ اور الٰہی الہام اس کا راہ نما۔

اس عظیم الشان انسان نے کفایت شعاری کے وُہ اصُول قائم کئے ہیں جو اس زمانہ کے حالات کے ماتحت ضروری ہیں۔ اور اُن کے مطابق عمل کر کے نہ صرف آپ کی جماعت اپنی مالی مشکلات کو دُور کر رہی ہے۔ بلکہ دوسری قوموں کے لیڈر بھی اُن سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ اور ان کے موافق اپنی جماعتوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔

ماہرین علم وفن کی متفقہ رائے

جب میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دفتر میں آپ کا پرائیویٹ سکرٹری تھا۔ تو میں اس امر کو مشاہدہ کرتا رہا۔ کہ مختلف علوم و فنون کے ماہر جو باہر سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور آپ سے گفتگو کرتے۔ تو ہر ایک علم کا ماہر آپ کی ملاقات کے بعد اس امر کا اقرار کرتا۔ کہ اگرچہ میں اپنے علم وفن کا ایک اکسپرٹ (ماہر) ہوں۔ مگر حضرت صاحب سے گفتگو کرنے سے مجھ پر یہ اثر ہوا ہے۔ کہ اس علم میں وہ مجھ سے بھی زیادہ واقف ہیں۔ بلکہ بعض نکات انہوں نے ایسے بیان کئے۔ جو مجھے معلوم نہ تھے۔

فہم قرآن

اپنے پاک کلام کا جو فہم آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ وُہ بحر ذخار ہے۔ قرآن شریف کی ایک۔ ہی آیت کی حضور نے جتنی دفعہ تفسیر کی ہے۔ ہر دفعہ معارف وحقائق کے انچھوتے مضامین اس کے متعلق بیان کئے۔ جو سامعین کے ازدیاد ایمان اور معرفت و یقین کا موجب ہوئے۔

وسعتِ حوصلہ

آپ کی فراخ حوصلگی اور دریا دلی کا یہ حال ہے۔ کہ معاندین جو درپے آزار رہتے ہیں۔ جب ان کا کوئی معاملہ پیش ہوتا ہے تو ان کو بھی ہر طرح کی سہولتیں بہم پہونچائی جاتی ہیں۔ اور ان کے حقوق سے بڑھ کر ان کے ساتھ فیاضی دکھائی جاتی ہے۔ اور ہر طرح کا حسنِ سلوک ان کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ربانی مزکی

تمام عالم کے مسلمان اخباروں میں شور مچا رہے ہیں۔ کہ اس وقت قصرِ اسلام کی حفاظت کے واسطے ایک مرکز کی ضرورت ہے۔ جس کا قائد اعظم اتنی اعلیٰ روحانی طاقت رکھتا ہو۔ کہ اس کی ہدایت کے ماتحت بہبودیٔ اسلام کے واسطے ایک جماعت ایسی طیار ہو جائے۔ جو صداقت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کے واسطے طیار ہو۔ جس کی توجہ اور دُعاؤں سے مسلمانوں کا جمود اور بے حسی دُور ہو کر سچی قربانی کرنے والوں کی ایک دیندار جماعت طیار ہو جائے تنخواہ دار رضا کار جمع کر لینا کچھ مشکل نہیں۔ اور غنڈوں کی جماعت کو پیسہ کا لالچ دے کر اپنے ساتھ کر لینا آسان ہے۔ لیکن ایسے لشکر کو تیار کرنا جس کے افراد تقوےٰ۔ صلاحیت۔ اور پابندیٔ شریعت کے ساتھ بہادری۔ جرأت اور ایثار سے کام کرنے والے ہوں۔ ایسا لشکر بجز اس کے کوئی دُوسرا طیار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امامت کا درجہ عطا ہو۔ اور خدائے علیم وقدیر کی پاک وحی جس کی ماہر ہو۔ ایسا مرکز آج دُنیا بھر میں قادیان کے سوا اور کہیں نہیں ہے۔ جہاں ایک ربانی مزکی کے ہاتھ پر حقیقی مسلم پہلوانوں کا اجتماع ہو رہا ہے۔

غرض سب سے بڑا انسان ہونے کے واسطے جو ظاہری اور باطنی خوبیاں۔ روحانی اور دُنیوی برکات کسی شخص میں ہونی چاہئیں وُہ آج سب سے بڑھ کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ موجود حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز میں پائی جاتی ہیں۔

پس ان دنوں کی سب سے بڑی ہستی وُہی ہے۔ جس کو خدا نے سب سے بڑا بنا دیا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مخلوقِ الٰہی کی اصلاح۔ اور تربیت کے واسطے جو عظیم الشان کام کئے ہیں۔ اُن سب کے اندراج کے واسطے ایک ضخیم کتاب کئی جلدوں کی چاہیئے۔ ہم نے مشتے نمونہ از خروارے کی مثل پر عمل کر کے صرف چند باتیں۔ اور وُہ بھی نہایت اختصار کے ساتھ بیان کی ہیں۔

دُعا

بالآخر دُعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مقدس ہستی کو صحتِ قویہ۔ ترقی درجات۔ فتح یابیوں اور مراد مندیوں کے ساتھ لمبی عُمر عطا فرمائے۔ اور تمام روئے زمین کے بسنے والوں کو آپ کے عالمگیر فیضان سے متمتع کرے۔

آمین۔ ثم آمین

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا منصب عالی

از جناب چودھری بشیر احمد خان صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

ہے زمیں تیری ہمارا آسماں
تیرے رُتبہ پر جو کرتے ہیں نظر
واقفِ اسرارِ یزدانی ہے تو
تیری ہستی سے ہویدا ذاتِ حق
بحرِ لولاک لما کا غوطہ زن
تیری شفقت کھینچ لائی یاں تجھے
خالق ومخلوق میں اک واسطہ
بندہ ہو کر بندۂ عالی ہوا
تیرے ہلکے سے تبسم پر فدا
تیری باتیں باعثِ تسکینِ قلب
کوثرِ حکمت ہے جاناں دل ترا
ہے تری نارِ اصنگی میں مہرِ حق
تیری چشمِ خشمگیں سے کانپ اُٹھے
تیرا پنجہ پنجۂ فولاد ہے
حاسدوں کو تیرے مٹتے دیکھکر
سامنے تیرے شہِ عالی تبار
تیرا بندہ۔ بندۂ عاصی سہی
اک نظر رحمت کی ہو جائے اِدھر

کیا بساط اپنی کہ جانیں تیری شاں
محوِ حیرت ہوتے ہیں کروبیاں
تجھ سے پیدا ہیں رموزِ کن فکاں
حق کہ ہے اک بحرِ ناپیدا کراں
وترِ قوسین دنیٰ ہے بیگماں
ورنہ مسکن تو ہے تیرا آسماں
طالب ومطلوب کا تو رازداں
حبذا یہ مرتبہ یہ عزّ وشاں
جن وانسان وملک سارا جہاں
تیری محفل۔ محفلِ کروبیاں
جوئے شیرِ معرفت تجھ سے رواں
تیری پیشانی کے بل سے الاماں
بندۂ عاصی تو کیا۔ کوہِ گراں
مرحبا۔ سر لشکرِ اسلامیاں
پھر گیا محشر کا آنکھوں میں سماں
ہو اجازت گر۔ تو کھولوں میں زباں
تیرا دامن چھوڑ کر جائے کہاں
تا سکوں پائے یہ تیرا خستہ جاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی جانشین ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبایعین اور غیر مبایعین کا اختلاف

مارچ ۱۹۱۴ء احمدیت کی تاریخ میں ایک اہم یادگار مہینہ رہے گا۔ جبکہ حضرت "نورالدین اعظم" کا انتقال اور خلافت ثانیہ کا قیام ہوا۔ یہ وقت جماعت احمدیہ کے لئے بڑا ہی کٹھن تھا۔ ایک زلزلہ تھا جس نے بہت سارے قلوب کو ہلا دیا۔ مولوی محمد علی صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے اُس وقت تک ساری جماعت میں ہر دلعزیز اور مشار الیہ سمجھے جاتے تھے اس زلزلہ کو اور ترقی دینے کا باعث ہوئے اور ایک بڑی عمارت کے کنگرہ کی طرح اس عمارت سے علیحدہ ہو کر لاہور میں جا پڑے اس تاریخ سے وہ باہمی اختلافات شروع ہو گئے۔ جو مبایعین اور غیر مبایعین میں اس وقت تک بڑھتے رہے ہیں ؛

اختلافی مسائل کے متعلق تصفیہ کرنے کی کوشش

از قلم جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر سابق ہوم سکرٹری سرکار نظام ایڈووکیٹ ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

میں مئی ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بیعت کر چکا تھا۔ اس کے فوراً ہی بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا۔ اور میں آپ کی زیارت۔ اور برکاتِ صحبت حاصل کرنے سے محروم رہا۔ آخر سب سے پہلی مرتبہ ۱۹۱۲ء میں حضرت خلیفۃ اول مولانا نورالدین اعظم رضؓ کے زمانہ میں ابرار قادیان کی زیارت سے مستفید ہوا۔ ۱۹۱۳ء میں بھی مجھے قادیان جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ لیکن ۱۹۱۴ء میں جب حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کے وصال کا واقعہ ہائلہ پیش آیا۔ میں قادیان نہ جا سکا۔ اس کے بعد ۱۹۱۶ء تک بھی قادیان نہ جا سکا۔ اور اصل بات یہ ہے کہ میں باہمی اختلاف کی وجہ سے اور بھی زیادہ قادیان جانے سے متامل رہا۔ وہ مسائل جو ان دونوں گروہوں کے درمیان زیر بحث تھے۔ بڑے غور و فکر کا باعث بن چکے تھے۔

سب سے زیادہ مسئلہ نبوت کی نسبت میرے خیالات غیر واضح بلکہ مکدر رہے۔ بالآخر ۱۹۱۶ء کی موسم گرما کی تعطیلات کے آغاز میں ان اختلافی مسائل کے طے کرنے کے لئے مجھے پنجاب جانے کا موقعہ مل گیا۔

مولوی محمد احسن صاحب سے ملاقات

چونکہ اس زمانہ میں مولوی محمد احسن صاحب زندہ تھے۔ اور اپنے وطن امروہہ میں مقیم تھے۔ اس لئے میں جب اس تحقیق کے لئے یہاں سے نکلا۔ تو پہلے امروہہ میں ان سے ملا۔ اُس وقت تک میں مسئلہ نبوت کے متعلق صرف اتنا جانتا تھا۔ کہ وہ واضح طور پر کبھی جماعت میں شائع نہیں ہوا۔ لیکن چونکہ میں حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود تسلیم کر چکا تھا۔ اور اُن کے دعوے کی تصدیق کرتا تھا۔ اور اُن کے دعاوی کی حد تک میرے دل میں کبھی بھی کوئی خلش پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس لئے میں نے اپنے نزدیک یہ طے کر لیا۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ تو اجمالی طور پر میں اس کو مانوں گا۔ اور اگر کوئی دعوے نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب کی پارٹی کا ادعا تھا۔ تو مجھے غلو کر کے اُس سے آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس صورت میں مجھے قادیانی جماعت سے کوئی تعلق نہ رہے گا ؛

اس خیال کو لے کر میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی سے اُن کے جائے قیام امروہہ میں ملا۔ اور دو دن تک قیام کیا۔ اور دونوں دن اُن سے گفتگو کرتا رہا۔ اس گفتگو کی تفصیل کی اس وقت ضرورت نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ میں دو دن کی صحبت کے بعد بھی مولوی صاحب کے منشا کو صاف طور پر سمجھنے سے قاصر رہا ؛

میری گفتگو اس مسئلہ پر ہوتی تھی۔ کہ "مسیح" یا "مسیح موعود" ایک خاص شخصیت کا وصفی نام یا علم تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے اس شخص کی وہ شرعی حیثیت یا مقام ظاہر نہیں ہوتا۔ جس کے لئے مسمی بہ شخصیت موعود۔ اور امت محمدیہ منتظر کی گئی ہے اس گفتگو پر وہ فرماتے۔ کہ "مسیح" اور "مسیح موعودؑ" کا مقام تو مقام نبوت ہے مگر تم اُس کو "نبی" یا اُس کے مقام کو "مقام نبوت" مت کہو۔ اور اُن کے ذہن میں اس کلام کے وقت ختم نبوت کا وہ منشار ہوتا تھا۔ جو عام طور پر علمائے وقت کے ذہن میں ہے۔ اس لئے مجھے اُن کے کلام سے کوئی تسکین اور تشفی نہیں ہوتی تھی۔ اور یہ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ اگر فی الواقعہ کوئی شخص "نبی" ہے۔ یا "مقام نبوت" پر ہے۔ تو اُس کو "نبی" کیوں نہ کہا جائے؟ دوسری طرف دل میں یہ خلجان تھا۔ کہ اگر نبوت ختم ہو گئی ہے اور انہی معنوں میں ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اُس وقت تک میں سمجھتا تھا۔ تو پھر کسی کو برائے نام ہی سہی نبوت کا مقام عطا کیا جانا کچھ بے معنی سی بات ہے۔ اور اس لئے یہ مسئلہ اُس وقت تک میرے ذہن میں ایسا مبہم و پیچیدہ اور منشار اضداد بن گیا تھا۔ کہ میں اس کو خود حل نہ کر سکتا تھا۔ اور نہ اس وقت دلائل سے حل کر سکا ؛

مولوی محمد علی صاحب سے ملاقات

میں اسی تذبذب کی حالت میں مولوی صاحب سے علیحدہ ہوا۔ اور لاہور پہونچا۔ مولوی محمد علی صاحب سے میں ان کی اُس اہلیت و صلاحیت کے لحاظ سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ظاہر ہوئی تھی۔ بہت کچھ حسن ظن رکھتا تھا مولوی صاحب سے میں لاہور میں دو دن اُن سے بھی گفتگو رہی۔ اگرچہ اس وقت تک مولوی صاحب کے وہ رسالے شائع نہیں ہوئے تھے۔ جو بعد ازاں مسئلہ نبوت اور دیگر اختلافی مسائل کفر و اسلام کے متعلق شائع ہوئے۔ تاہم میرا غالب رجحان مولوی صاحب کے پیش کردہ خیالات کی جانب تھا۔ لیکن تحقیق حق کے لئے میں ان کے مخالف نقطۂ نظر کو بھی نظر رکھ کر اُن سے مخالفانہ گفتگو بھی کرتا رہا۔ تاکہ میں فریقین کے دلائل کی قوت کو صحیح اور پورا اندازہ کر سکوں۔ اور ایک کی رائے کو دوسرے پر ترجیح دینے کی قوت حاصل کر سکوں۔ مولوی صاحب کے عوارضا نے میری گفتگو کو اخبار میں شائع کرنے کے لئے قلم بند کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر میں نے مولوی صاحب سے کہکر اُن کو روک دیا تھا۔ بہرحال اُس وقت تک چونکہ مسئلہ نبوت کے متعلق میرے معلومات ایسے نہ تھے کہ میں خود قطعی اور قابل عمل رائے قائم کر سکتا اور جہاں تک حسن ظن کا تعلق تھا۔ میں مولوی صاحب کی جانب مائل تھا۔ باوجود اس کے جو خلش ان مسائل کے متعلق باقی تھی۔ وہ مولوی صاحب کی گفتگو سے صاف نہ ہو سکی ؛

اس کے بعد میں اُن سے رخصت ہوا اور مولوی صاحب نے مجھ سے وعدہ لیا۔ کہ قادیان سے واپس آ کے اُن سے پھر ملوں۔ اور جو کچھ اس مسئلہ کے متعلق مجھے معلومات حاصل ہوں۔ ان کا ذکر مولوی صاحب سے میں کروں۔ میں نے اُن کے اس مشورہ کو قبول کیا اور قادیان چلا آیا ؛

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے ملاقات

قادیان آنے کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے تنہائی میں ملا۔ اور میں نے عرض کیا۔ کہ حضرت!

میں ایک دُور جگہ کا رہنے والا ہُوں۔ اور صرف خدا کا معاملہ سمجھ کر حضرت مرزا صاحب کو مَیں نے مسیح موعودؑ قبول کیا ہے۔ لیکن مسئلہ نبوت ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ اس لئے میں یہ تصدیق نہیں کرتا ہُوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب "نبی" تھے۔ لیکن اجمالاً یہ کہتا ہوں۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب کا یہ دعوے تھا تو چونکہ میں نے ان کو صادق و صدیق مانا ہے اس لئے میں ان کے ہر دعوے پر خواہ وُہ میری سمجھ میں آئے۔ یا نہ آئے۔ مجملاً ایمان لاتا ہوں۔ اور لایا ہُوں۔ کیا میرا یہ مجمل ایمان آپ کافی تصور فرماتے ہیں یا نہیں؟ حضُور نے فرمایا۔ کہ یہ کافی ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے یہ فرمانے کے بعد میں اپنی جائے قیام پر آگیا۔ شام کو حضور نے میری دعوت کا انتظام فرمایا۔ اور مغرب کی نماز کے بعد رات کے کھانے کے قریب خود حضور میری جائے قیام پر تشریف لائے۔ اور وہیں کھانا منگا لیا۔ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد بہت دیر تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مسئلہ نبوت پر تقریر فرماتے رہے۔ اور میں اپنے شکوک و شبہات پیش کرتا رہا۔ یہ صحبت کھانے کے بعد بھی تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔ لیکن بمد نظر اپنے شبہات کے میں اس تقریر پر مطمئن نہ ہو سکا۔ قادیان کے پورے زمانہ قیام میں میرا دماغ اپنا کام کرتا رہا۔ اور جو شکوک اور شبہات اس عرصہ میں پیدا ہوتے رہے۔ ان کو خود ہی کم و زیادہ کرتا رہا۔ اس طرح میرے دماغ میں خود بخود ان جملہ مسائل کی تردید و تائید ہوتی رہی۔ اور دماغ ایک نتیجہ کے

سلہ۔ حضرت صاحب کی بیعتِ خلافت میں پہلے ہی کر چکا تھا۔ اس لئے تجدید بیعت کی ضرورت نہ تھی۔ میں اپنے نزدیک انتظام کی خاطر بیعتِ خلافت ضروری۔ اور اہم سمجھتا تھا۔ اور جماعت کا سواد اعظم بیعتِ خلافت کر چکا تھا۔ اس لئے میں بھی بلا تامل اس بیعت میں شریک ہو گیا تھا اور اس مسئلہ کی حد تک میں کبھی بھی غیر مطمئن نہ رہا۔

قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا رہا۔

مسئلہ نبوت کس طرح حل ہُوا

دوسرے دن میری تحریک پر یہ قرار پایا کہ حضُور سے پھر تخلیہ میں بعد نماز ظہر ملوں اُس دن دوپہر کے کھانے کے بعد میں قیلولہ کے لئے اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ پلنگ پر لیٹنے کے بعد میں نے مولوی عمر الدین صاحب شملوی کی کتاب (جس کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں) جو مسئلہ نبوت کے متعلق تھی۔ دیکھنا شروع کی۔ ابھی اس کے صرف چھ صفحے میں نے پڑھے تھے۔ کہ مسئلہ نبوۃ بجلی کی طرح چمک کے ساتھ میرے دل میں داخل ہو گیا۔ اور مجھ کو محسوس ہوا۔ کہ میں اس مسئلہ کو حل کر چکا ہُوں۔ اس وقت مجھ پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور میں اپنے پلنگ سے بے تابانہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کتاب کو ہاتھ سے رکھ دیا یہ کیفیت مجھ پر بہت عرصہ تک طاری رہی اور جب سکون ہوا۔ تو میں محسوس کرتا تھا۔ کہ مسئلہ نبوت کو میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں اس لئے ظہر کی نماز سے قبل میں نے حضور کو فوراً ایک چٹھی لکھی۔ کہ جس غرض سے میں نے آپ سے تخلیہ میں گفتگو کے لئے وقت مقرر کیا تھا۔ وُہ غرض مجھے بفضلہ تعالےٰ حاصل ہو گئی ہے۔ اور اب مجھے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

ایک ایمان افزا نظارہ

بعد ازاں اسی دن شام کو جبکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ مسجد مبارک کی چھت پر بعد نماز مغرب امامت کے مصلّے پر ہم لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے تھے۔ اور کئی لوگ حضور کے ہاتھ اور پاؤں داب رہے تھے۔ میں آپ کے سامنے کچھ فاصلے پر خاموش بیٹھا رہا آپ بھی آنکھیں نیچے کئے ہُوئے خاموش بیٹھے رہے۔ مَیں کھُلی آنکھوں سے سامنے بیٹھا ہُوا آپ کو دیکھ رہا تھا۔ نہ میں نے کوئی مراقبہ کیا تھا۔ نہ گردن جھکائی تھی کہ دفعتہً میں نے کھُلی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی پُشت پر نمودار ہُوئے۔ اور میرے دیکھتے دیکھتے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اندر اس طرح سما گئے۔ جس طرح کوئی ہتھیار اپنے نیام میں سما جاتا ہے۔ جس وقت میں نے یہ نظارہ دیکھا اُس وقت میں اپنے دل میں خیال کر رہا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بالکل نوعُمر ہیں۔ ابھی علم و تجربہ۔ ذاتی وجاہت۔ اور وقار بھی اتنا حاصل نہیں ہوا ہے۔ جو خلافت جیسے اہم ترین مقام کے لئے موزوں ہو۔ جماعت کا کام اور احمدیت کی اشاعت۔ اور تبلیغ بڑا اہم اور مشکل کام ہے۔ اور تجربہ کار لوگ آپ سے علیحدہ ہو چکے ہیں یہ اتنا بڑا کام آپ کیونکر سنبھال سکیں گے اور کیونکر یہ چل سکے گا۔ غالباً میرے اس تفکر اور اندیشہ کے جواب میں وُہ نظارہ مجھے دکھایا گیا۔ اور اس نظارہ کے ذریعہ سے میرے دل میں یہ اذعان پیدا کیا گیا۔ کہ گویا اپنی جماعت کا کام خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی انجام دے رہے ہیں۔ اگرچہ بظاہر کاروبار کی باگ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (ایدہ اللہ تعالےٰ) کے ہاتھوں میں ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صداقت کا انکشاف

اس نظارہ نے میرے دل پر بڑا اثر کیا۔ اور بہت عرصہ تک میں اپنے دل و دماغ پر اس کے اثر کو محسوس کرتا رہا۔ اور بالآخر رفتہ رفتہ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ جو کچھ قادیان میں ہو رہا ہے۔ وُہ وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کرنا چاہتے تھے۔ اور جس کے لئے آپ مامُور ہُوئے تھے۔ اب اگر حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی غلطی پر تھے نعوذ باللہ تو پھر یہ سارا معاملہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ وُہ بھی غلط ہی ہو گا۔ اور اگر آپ حق پر تھے تو پھر قادیان میں جو کاروبار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی قیادت اور امامت میں ہو رہا ہے۔ وُہی صحیح ہے۔ اس کے خلاف اور کوئی چیز صحیح نہیں ہو سکتی۔ یہی میرا ایمان اور یہی میرا اعتقاد ہے۔ اس مسئلہ پر اب میں اتنا مطمئن قوی۔ اور دلائل کے ساتھ آراستہ ہُوں۔ کہ مجھے اس کے خلاف کسی گوشہ میں بھی حق نظر نہیں آتا ہے لیکن جو کیفیت مجھ پر مولوی عمر الدین صاحب شملوی کی کتاب کے مطالعہ کے وقت طاری ہوئی تھی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داخل ہونے کا جو نظارہ میں نے دیکھا تھا۔ اس وقت تک کوئی دلائل میرے ذہن میں قائم نہیں ہُوئے تھے۔ وُہ ایک وجدانی کیفیت تھی۔ جس نے اذعان قطعی تو پیدا کر دیا تھا۔ لیکن دلائل کا کوئی ساز و سامان اس سادہ وجدانی و ذوقی کیفیت۔ اور اذعانِ ذہنی کے ساتھ نہ تھا۔

مولوی محمد علی صاحب سے دوبارہ ملاقات

اس نسبت کے ساتھ میں قادیان سے قلب مطمئنہ لے کر واپس ہوا۔ اور حسبِ وعدہ مولوی محمد علی صاحب سے ملنے پھر لاہور گیا۔ انہوں نے میری دعوت بھی کی۔ کھانے پر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی موجود تھے مجھے اب ٹھیک یاد نہیں رہا۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم موجود نہ تھے۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب کے سوا شائد کوئی اور آدمی بھی ہو گا۔ مگر مجھے اس وقت یاد نہیں رہا۔ دسترخوان پر مولوی صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب سے گفتگو رہی۔ اور سب سے پہلا سوال جو مولوی صاحب نے مجھ سے کیا۔ یہ تھا۔ کہ

کہیئے آپ قادیان سے کیا لے کر آئے؟ اور اب آپ کے کیا خیالات ہیں؟

میں نے جواب میں عرض کیا:۔

میں اب ان تمام چیزوں کو مانتا ہوں۔ جس کی نسبت قادیان والے دعوے کرتے ہیں۔ یعنی مسئلہ نبوت کو جس طرح وُہ بیان کرتے ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہُوں اور میرا دل اس پر مطمئن ہے۔

مولوی صاحب نے کہا:۔

اس کی نسبت کچھ ہم بھی سُنیں؟

میں نے عرض کیا:۔

بس یہی کہ "میں مطمئن ہو گیا ہوں" یہی سُنانا کافی ہے۔

فرمانے لگے:۔

کچھ دلائل؟

میں نے عرض کیا:۔

ابھی میرے اپنے دل میں کچھ دلائل پیدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

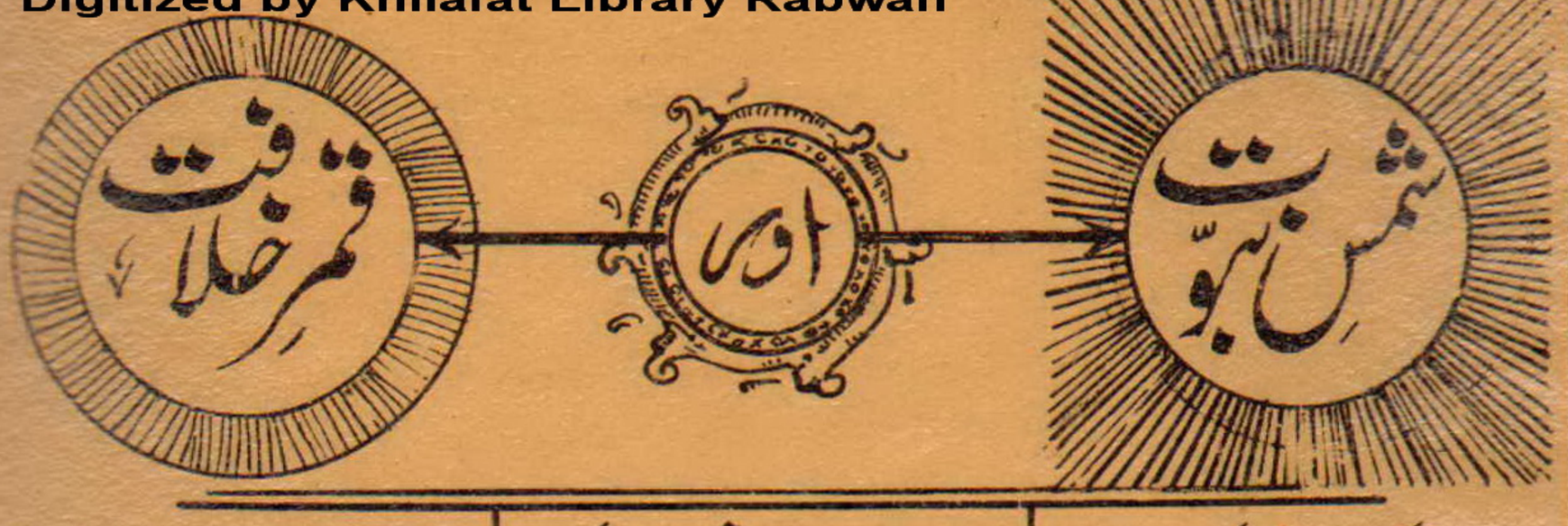

شمسِ نبوت اور قمرِ خلافت

از قلم جناب ملک صاحب خان صاحب نون ایم۔ بی۔ ای۔ ڈپٹی کمشنر جھنگ
کنار سمندر منصۂ شہود پر

خداوند کریم نے مخلوق کو اپنے عرفان کے لئے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا اس کے دو درجے قرار دیئے جسمانی اور روحانی تاکہ یہ دونوں درجے اپنی پیدائش کی غرض کو بوجہ احسن پورا کرنے میں ایک دوسرے کے ممدّ و معاون ہوں۔ ساتھ ہی جسمانی۔ اور روحانی نظام میں تطابق پیدا کر کے خالقِ فطرت کے وحدانیت علم۔ قدرت۔ اور ارادہ کے بے شمار دلائل اس میں رکھ دیئے ؛

پھر رُوح۔ اور جسم میں تعلق پیدا کر کے اس کے علائق کا ایک ناپیدا کنار سمندر منصۂ شہود پر لایا گیا۔ جس کا ہر گرداب۔ ہر لہر۔ ہر موج۔ ہر حباب۔ بلکہ ہر ایک قطرہ بجائے خود اس غرضِ اصلی یعنی معرفت الٰہی کے حصول کی طرف وجودِ انسانی کو بہائے جانے کو بے قرار نظر آتا ہے۔ بشرطیکہ انسان اپنے آپ کو ان علائق کی عینک کے ذریعہ پہچاننے کی کوشش کرے۔

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

پھر روحانیات کے دقیق۔ اور لطیف مسائل کے ادراک۔ اور تفہیم کے لئے جسمانیات کے سادہ اور سریع الفہم مظاہرات کو اُن کی کلید بنا کر عقول کے ہر ایک درجہ کے لئے بے حد آسانیاں پیدا کر دیں۔ ؎

برگ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

جسمانیات کے نور و ظلمت کو۔ روحانیات کے ایمان و عصیان کا اوجاگر کرنے والا۔ اور مقدم الذکر عالم کے سورج۔ اور چاند کو مؤخر الذکر عالم کے شمس نبوّت اور قمر خلافت کا گواہ بنا کر پیش کر دیا ہے۔ جس طرح سورج کی غیبوبیت میں چاند اُس سے اقتباسِ نور کر کے جسمانیات کو روشن کرتا ہے۔ ٹھیک اُسی طرح شمسِ نبوت کی غیبوبیت میں قمر خلافت اُس سے اقتباسِ نور کر کے عالم روحانیات کو منوّر کرتا ہے۔ ؎

اے فروغِ ماہِ حسن از روئے رخشان شما
آبروئے خوبی از چاہِ زنخدان شما

صلی اللہ علیہ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود وخلفائہ وبارک وسلم

جس طرح ہلال کو تیز نظر والا پہلے دیکھ لیتا ہے۔ لیکن کمزور بصارت والا اس کے زیادہ روشن ہونے پر بعد میں اُسے دیکھ سکتا ہے۔ اور اندھا بالکل نہیں دیکھ سکتا۔ یہی صورت قمرِ خلافت کے متعلق ہوتی ہے۔ یعنی مضبوط۔ اور تیز بصیرت کا مالک جھٹ اُسے شناخت کر لیتا ہے۔ اور جس قدر کسی کی روحانی بصیرت کم ہوتی ہے اُسی قدر وہ دیر سے اس کی شناخت کے قابل ہوتا ہے۔ اور جسے روحانی بصیرت سے کوئی بھی حصہ نہ ملا ہو۔ وہ اس کی شناخت سے بالکل محروم رہ جاتا ہے ؛

چونکہ روحانی بصیرت سے انسان اپنے دل کی کھڑکیوں کو خود بند کر کے محروم ہوتا ہے۔ لہٰذا جس قدر جلد وہ ان کو کھولنے کی سعی کرے۔ اُسی قدر اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ اُسے ان پردوں کے دُور کرنے اور ان کھڑکیوں کے کھولنے کی رو رو کر توفیق مانگنی چاہیئے۔ ؎

رفتم کہ خار از پا کشم
محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و
صد سالہ منزل دور شد

شمسِ نبوّت کا نظارہ تو سورج سے۔ اور قمرِ خلافت کا نظارہ چاند سے ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ متجلی ہوتا ہے۔ اگر اُس زمانے کے لوگ اپنے آپ کو عصیان کی تاریک غاروں۔ اور تعصب کی تنگ کوٹھڑیوں میں مقیّد کر کے آنکھیں بند نہ کر لیں۔ یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ؛

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ ہم نے اپنے زمانہ میں شمسِ نبوت کا نظارہ بھی دیکھا۔ اور اب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے وجودِ مبارک کے ذریعہ قمرِ خلافت کی روشنی سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ اس عہد سعادت مہد کو لمبے سے لمبا کرے آمین ؛

ختم نبوت کے اصل معنی

وہ دن اور آج کی گھڑی ہے۔ کہ یہ مسئلہ برابر میرے دل میں بڑھتا۔ پھلتا۔ اور پھولتا رہا۔ اور اب وہ میرے دماغ پر چھا کر اتنا مستحکم اور قوی ہو گیا ہے۔ کہ مجھے تعجب ہوتا ہے۔ اُن لوگوں پر جو کہ مسئلہ نبوت کو بہت زیادہ پیچیدہ اور اہم مسئلہ سمجھتے ہیں۔ اور اس پر گفتگو کرنے میں جھجکتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا؟ اگر امتِ محمدیہ کا ہر ایک فرد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کا دامن تھامے ہوئے مقامِ نبوت پر پہنچ جائے تب بھی ختمِ نبوت پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور یہ وہ نعمت ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں اس امت کو عطا فرمائی گئی ہے۔ اور یہی اصل معنی ختم نبوت ہیں ؛ فللہ درّ القائل ؛

ہر نکتہ بیاں ز تو گفتم کہ خلوتیاں
ہر سو بکشادند، در فرو بستند
اگر درخانہ کسے است۔ حرفے بس است ؛

منکرین خلافت نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا انکار کر کے کیا کچھ کھویا

از جناب چوہدری غلام احمد خان صاحب
ایڈووکیٹ ہائیکورٹ پاکپٹن

اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو مارچ ۱۹۱۴ء میں تختِ خلافت پر متمکن فرمایا اکابرین سلسلہ احمدیہ میں سے بعض اور ان کے ساتھیوں نے آپ کی خلافت کا انکار کیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں حسب ذیل برکات اور نعمتوں اور رحمتوں سے محروم کر دیا:

(۱) خلافت اور اس کے برکات

سورۂ نور کی آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے صالح مومنین میں خلافت قائم کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں اسی آیت کو پیش کر کے اللہ تعالیٰ کا وعدہ یاد دلایا۔ اور خلافت کو قدرت ثانی کے نام سے موسوم فرمایا۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو قدرتِ ثانی یعنی خلافت کا نمونہ بتایا۔ اور فرمایا:

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی" (الوصیت صفحہ ۷)

منکرین خلافت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت مولانا نورالدین اعظم خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو اس دوسری قدرت کا مصداق سمجھ کر آپکو خلیفۃ المسیح الموعود تسلیم کیا۔ مگر آپکی وفات کے بعد خدا کی قدرت ثانی یعنی خلافت ثانی کا انکار کر دیا۔ اور بعض اور وجوہ کو جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہونے تھے رد کر دیا۔ اس طرح وہ خدا کی قدرت ثانی سے محروم ہو گئے اور اب وہ خدا کے اس وعدہ کے مصداق نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ جو اس نے قدرت ثانی کے ساتھ وابستہ کیا ہوا ہے۔ اور جو [illegible] کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔" (الوصیت صفحہ ۷)

(۲) واجب الاطاعت پیشرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ پیغام صلح میں ہمیشہ کے لئے احمدی سلسلہ کے پیشرو کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ اور اسے احمدی سلسلہ کے لئے واجب الاطاعت قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا

"احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے۔ . . . . . اور جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں۔ دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں۔ جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہو۔" صفحہ ۱۳

اس سے ظاہر ہے کہ احمدی جماعت کا پیشرو اور امام واجب الاطاعت ہے جو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہی ہو سکتا ہے لیکن غیر مبایعین موجودالوقت خلیفہ سے باغی ہیں۔ اور ان کا اپنا کوئی واجب الاطاعت امام اور پیشرو نہیں۔ ہاں پریذیڈنٹ یا میر مجلس ہے جو کہ انجمن میں کثرت رائے کا پابند ہوا کرتا ہے۔ وہ کسی صورت میں واجب الاطاعت امیر کہلانے کا مستحق نہیں۔ اور نہ ان کی انجمن کو جماعت کا خطاب دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ "وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں"۔ اور یہ خلافت حقہ کے انکار کا نتیجہ ہے:

(۳) جماعت احمدیہ اور اس کے برکات

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرمایا:

"خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤنگا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا روز قیامت غالب رہیں گے۔ جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا۔ اور فراموش نہیں کرے گا۔ اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل"۔ (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۶۱ و اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

گزشتہ پچیس سال میں مبایعین کا گروہ بڑھا۔ اور غیر مبایعین کا گروہ گھٹا۔ مبایعین کے نفوس و اموال میں خدا نے برکت دی۔ اور ان میں کثرت بخشی گئی۔ جیسا کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نفوس و اموال سے ثابت ہے۔ مگر غیر مبایعین کے نفوس و اموال میں نہ وہ برکت دکھائی دیتی ہے۔ اور نہ ان میں وہ کثرت۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن غیر مبایعین کے نفوس و اموال سے ظاہر ہے۔

پھر جماعت احمدیہ قادیان پر ابتلاؤں پر ابتلا آئے۔ مگر خدا انہیں نہیں بھولا اور نہ فراموش کیا۔ اس نے انہیں کامیابی پر کامیابی دی۔ خدا کے اس پچیس سالہ امتیازی سلوک سے ظاہر ہے کہ مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خالص اور دلی محبوں کا گروہ ہے اور غیر مبایعین اس کے بالکل برعکس۔ اور یہ نتیجہ ہے انکار خلافت کا۔

(۴) اصحاب الصفہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"اصحاب الصُّفة وما ادراك ما اصحاب الصُّفة۔ ترى اعينهم تفيض من الدمع۔ يصلون عليك ربنا انّنا سمعنا منادياً ينادي للايمان وداعياً الى الله وسراجاً منيرا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۵)

صُفّہ کے رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صُفّہ کے رہنے والے تو دیکھیگا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے اور وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے منادی کرنے والے کی آواز سنی۔ جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے۔ اور چمکتا ہوا چراغ ہے۔

قادیان میں خطبات جمعہ خطبات نکاح اور جلسہ سالانہ اور مجلس مشاورت وغیرہ تقاریب پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریروں میں عام طور پر اصحاب الصفہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے دیکھے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مبایعین کی ہی وہ جماعت ہے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود بھیجتی۔ اور آپ کو منادی للایمان اور داعیاً الی اللہ اور چمکتا ہوا چراغ یقین کرتی ہے۔ کیا غیر مبایعین اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کی تقریروں میں ایسا اثر اور جذب موجود ہے۔ اگر نہیں تو معلوم ہوا ان کے امیر اور خود انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سراجاً منیرا سے اپنے سینوں کے چراغوں کو روشن نہیں کیا:

(۵) اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (تذکرہ صفحہ ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۷ و ۶۵۱) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اے اہل بیت تم سے ناپاکی دور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرے۔ اور تمہیں پاک کرے۔ جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

(۲) "پھر میری طرف بطور حکایت الہام ہوا اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے" (تذکرہ صفحہ ۶۴۸)

اور یہ وہی شر ہے جس کا ذکر الہام شر الذین انعمت علیہم (تذکرہ صفحہ ۵۰۶) میں ہے۔

(۳) کبھی ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد خبر تو نے یہ مجھ کو بارہا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی میری اولاد سب تیری عطا ہے ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

مبالعین کو ایسے ستّر اہل بیت کی معیت حاصل ہے۔ مگر غیر مبالعین اس نعمت سے محروم ہیں۔ اور نہ صرف محروم بلکہ سخت معاند

(۶) پسر موعود اور مصلح موعود

(۱) اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا۔

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرا مقضیا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

(۲) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ "بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا۔ جس کا نام محمود احمد ہوگا۔ اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا" (اشتہار ۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء الموسوم تتمہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء)

(۳) پھر فرماتے ہیں:۔

"مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے"۔

(سبز اشتہار حاشیہ صفحہ ۲۱)

(۴) "ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۹۴ء۔ تبلیغ رسالت جلد اول حاشیہ صفحہ ۱۴۸)

(۵) "مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ زراہ دور آمدہ"

(اشتہار تکمیل تبلیغ حاشیہ مذکور صفحہ ۱۴۸ و صفحہ ۱۴۹)

(۶) بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

(درثمین)

پسر موعود اور مصلح موعود کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئیاں عظیم الشان نشانِ آسمانی ہیں۔ مبالعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نشان کی دل و جان سے قدر کی۔ اور اس کے مصداق ہوئے مگر حیف ہے غیر مبالعین پر کہ انہوں نے ایسے عظیم الشان نشان کی تکذیب کی۔

(۷) بیت المسیح الموعود

ایک دفعہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہو گیا اور انہیں ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعونی بخار ہے۔ ان دنوں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے۔ جس گھر کی نسبت خدا تعالےٰ کا یہ الہام ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر رہے میں اس کی حفاظت کروں گا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو ان کو پریشانی اور گھبراہٹ میں پاکر حضور نے فرمایا۔ اگر آپ کو طاعون ہو گئی تو پھر میں جھوٹا ہوں۔ اور میرا دعوےٰ الہام غلط ہوا۔ یہ کہہ کر حضور نے مولوی صاحب کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ اور قدرت الٰہی سے بخار کا نام و نشان نہ رہا۔ (ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۳ نشان ۱۰۳)

لیکن اب مولوی صاحب اور ان کے غیر مبالعین کو ایسے بابرکت اور محفوظ دارالمسیح واقعہ قادیان دارالامان سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

(۸) بیت الفکر اور بیت الذکر

اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرمایا "انا نجعل لک سھولۃ فی کل امرٍ بیت الفکر و بیت الذکر و من دخلہ کان اٰمنا" (ترجمہ) کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی۔ کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ اور جو شخص بیت الذکر میں خلاص و تصدق تعبد و صحت نیت و حسن ایمان داخل ہوگا۔ وہ سوء خاتمہ سے امن میں آجائیگا"۔

(تذکرہ صفحہ ۱۰۷)

"بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے۔ اور رہتا ہے" (ایضاً)

اس سے ظاہر ہے کہ بیت المسیح الموعود کی طرح بیت الفکر بھی شعائر اللہ میں سے ہے۔ اور غیر مبالعین اس کی برکت سے بھی محروم ہیں۔ بیت الفکر کو بیت الدعا بھی کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو تذکرہ صفحہ ۴۷۲

(۹) مسجد مبارک

بیت الفکر کے عنوان کے ماتحت جو الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درج ہوا ہے۔ اس میں بیت الذکر کا بھی بیان ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے آخری فقرہ مذکورہ بالا اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔ جس کے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے۔ اور وہ یہ ہے مبارکٌ و مبارکٌ و کل امرٍ مبارکٍ یجعل فیہ یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے۔ اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا"۔

(تذکرہ صفحہ ۱۰۷ و صفحہ ۱۰۸)

ظاہر ہے کہ مبالعین ہی مسجد مبارک کی برکات سے بہرہ اندوز اور فیضیاب ہوتے ہیں۔ اور غیر مبالعین عرصہ پچیس سال سے ان برکات سے محروم اور بے نصیب چلے آرہے ہیں۔

(۱۰) مسجد اقصےٰ

مسجد اقصیٰ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصےٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔ جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے مبارکٌ و مبارکٌ و کل امرٍ مبارکٍ یجعل فیہ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا۔ قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت نواب محمد علی خانصاحب آف مالیر کوٹلہ

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ابن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے خلف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

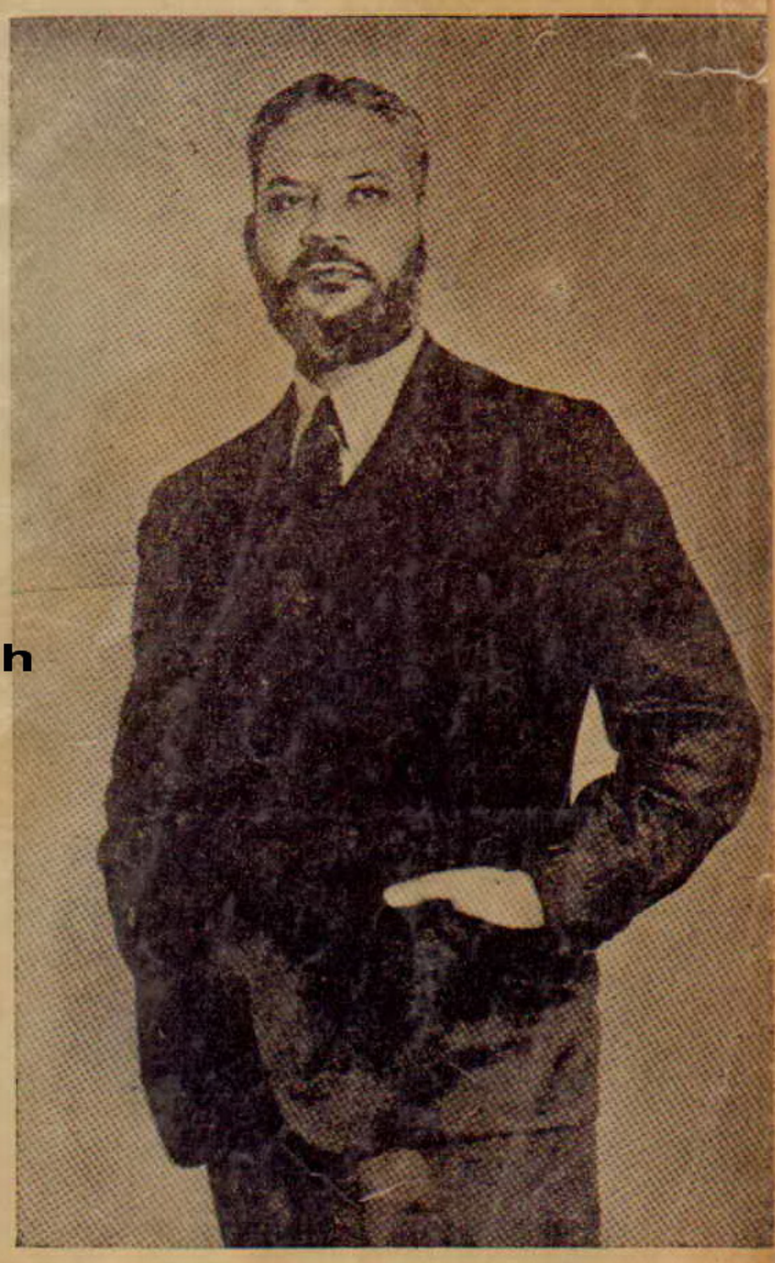

آنریبل چوہدری ڈاکٹر سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کے سی ایس آئی

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب بی۔ اے (آکسن) مولوی فاضل
ناظم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ" (اشتہار چندہ منارۃ المسیح صفحہ حاشیہ)

غیر مبایعین اس مسجد کی برکات سے بھی بے نصیب ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ برکات مبایعین کے حصہ میں رکھی ہیں:

(۱۱) منارۃ المسیح

منارۃ المسیح کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے

"قدیم سے مسیح موعود کا مقام اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے۔ جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔ اسی کی طرف براہین احمدیہ کے اس الہام میں اشارہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد" ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد بھی مسجد اقصیٰ ہے کیونکہ وہ صدر اسلام سے دور تر اور انتہائی زمانہ پر ہے۔ اور ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے مشرقی مینارہ کے قریب ہوگا"

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح صفحہ ۱ و ۲)

اس میں شک نہیں کہ منارۃ المسیح قادیان کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی۔ مگر یہ ایک چبوترے کی شکل میں نامکمل حالت میں رہا۔ اور جب غیر مبایعین نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت سے انکار کیا۔ اور قادیان سے بکلی قطع تعلق کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ اس مینارہ کو تعمیر کرایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"دلوں کو کھولو اور خدا کو راضی کرو۔ یہ روپیہ بہت سی برکتیں ساتھ لے کر پھر آپ لوگوں کی طرف واپس آئیگا"

(اشتہار مذکور صفحہ ۱)

گویا مبایعین نے منارۃ المسیح کا چندہ دے کر اور اسے تعمیر کروا کر خدا کو راضی کر لیا۔ اور بہت سی برکتوں کے مستحق ہو گئے اور الہام کے فقرہ "پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد" کے مصداق بنے غیر مبایعین اس لحاظ سے بھی نہ تو خدا تعالیٰ کو راضی کر سکے۔ اور نہ اس لحاظ سے کسی برکت کے مستحق ثابت ہوئے۔ یہ بھی انکارِ خلافت کا نتیجہ ہے۔

(۱۲) بہشتی مقبرہ

بہشتی مقبرہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں

"ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی۔ اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا۔ کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں"

(رسالہ الوصیت صفحہ ۱۶)

"چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں" (الوصیت صفحہ ۱۷)

گزشتہ پچیس سال کے عرصہ میں جس قدر مبایعین بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے یا آئندہ ہوں گے۔ وہ حسب وحی مذکور یقیناً برگزیدہ جماعت کے لوگ ثابت ہوئے۔ انہوں نے ہر قسم کی رحمتوں سے وافر حصہ پایا۔ اور وہ اپنی مرادوں کو پہونچ گئے۔ مگر غیر مبایعین میں سے اس عرصہ میں ایک بھی بہشتی مقبرہ میں دفن نہیں ہوا۔ اور ایک بھی اپنے تئیں برگزیدہ جماعت کا فرد ثابت نہیں کر سکا رحمتوں کا حاصل کرنا تو درکنار:

(۱۳) مرکزِ سلسلہ احمدیہ یعنی قادیان دارالامان

اللہ تعالیٰ نے قادیان دارالامان کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یوں فرمایا:-

(۱) انا انزلناہ قریباً من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولا یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا" (تذکرہ صفحہ ۷۴)

(۲) پھر اسی الہام کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا یہ کشف بیان فرمایا۔ کہ یہ الہام انا انزلناہ قریباً من القادیان قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "اس وقت عالم کشف میں میرے دل میں اس بات کا یقین تھا۔ کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے۔ یعنی مکہ اور مدینہ اور قادیان کا" (اشتہار چندہ منارۃ المسیح حاشیہ صفحہ ۲)

(۳) ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۷۰ پر اسی کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ "میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان

(۴) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کو مثیل دمشق قرار دے کر فرمایا۔ "سو خدا تعالیٰ نے اس دمشق کو... بشارۃ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق (قادیان) عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بنا تا رہا ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۰-۶۹۱)

(۵) زمین قادیان اب محترم ہے

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت میں دور دراز ملکوں کی انجمنوں کے وصیتی مال کی نسبت فرمایا "اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا" (دفعہ ۱۴)

(۷) پھر حضور نے اسی ضمیمہ میں آگے چل کر فرمایا۔ "یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے" (دفعہ ۱۵)

اے مبایعین! خدا نے محض اپنے فضل و کرم سے قادیان ایسا بابرکت اور مقدس مقام عدل اور ایمان پھیلانے کے لئے تمہیں عطا فرمایا۔ اور یہ مذکورہ بالا انجمن اور نظام جماعت سلسلہ احمدیہ کا مرکز ہے۔ اور خدا کا مقرر کردہ دارالخلافہ مگر غیر مبایعین عرصہ پچیس سال سے اسے خیرباد کہہ کر اخرج منہ الیزیدیون (ازالہ اوہام صفحہ ۷۲) کے مصداق بن چکے ہیں:

(۱۴) انجمن کارپرداز مصالح قبرستان

رسالہ الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت فرمائی کہ "اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے۔ کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔ اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں" (الوصیت صفحہ ۱۵)

پھر حضور نے ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت کی دفعہ اول میں اس انجمن کا نام "انجمن کارپرداز مصالح قبرستان" رکھا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقرر کردہ مرکز قادیان میں یہ انجمن موجود ہے۔ اور اپنا کام نہایت باقاعدگی سے سرانجام دے رہی ہے۔ چونکہ غیر مبایعین کا کوئی بہشتی مقبرہ نہیں۔ اس لئے حسب منشاء رسالہ الوصیت ان کے ہاں کوئی "انجمن کارپرداز مصالح قبرستان" بھی نہیں۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس وصیت پر عمل کرنے سے محروم ہیں:

(۱۵) صدر انجمن احمدیہ قادیان

بروئے قواعد منظور کردہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء قادیان میں ایک انجمن قائم ہوئی جس کا نام صدر انجمن احمدیہ قادیان رکھا گیا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ایک ایسا فرد جو کسی طرح اس سلسلہ کی مدد کرتا ہے۔ وہ اس انجمن کا رکن سمجھا جاتا ہے۔ اس انجمن کی شاخیں بیرونجات میں قائم ہیں۔ اس انجمن کا نظم و نسق ایک مجلس معتمدین کے ماتحت تھا جس کا نام مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ تھا۔ غیر مبایعین تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ انجمن حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وفات تک نہایت باقاعدگی سے کام کرتی رہی۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ ابتداء دورِ خلافت ثانیہ سے یہ انجمن ٹوٹ گئی۔ مگر ان کا یہ کہنا واقعات کے خلاف ہے۔ یہ انجمن شروع سے رجسٹرڈ ادارہ ہے اور بدستور قائم ہے۔ لیکن غیر مبایعین نے ابتدا دورِ خلافت ثانیہ سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی رکنیت نیز ان کے اکابرین مثلاً مولوی محمد علی صاحب ایم اے خواجہ کمال الدین صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ مولوی غلام حسین صاحب پشاوری اور مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور لاہور میں اپنی ایک الگ انجمن قائم کر لی۔ جس کا نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور رکھ لیا۔ اور اس طرح خلافت ثانیہ کی بغاوت کی وجہ سے مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کی رکنیت اور عزت سے محروم ہو گئے فاعتبروا یا اولی الابصار

(۱۶) انفاق فی سبیل اللہ اور خزانہ صدر انجمن احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں اپنی جماعت کو یوں تعلیم دی۔ کہ:۔

"ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے۔ اس کے لئے اب وقت ہے۔ کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے۔ اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے۔ وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے۔ کیونکہ علاوہ لنگر خانہ کے اخراجات کے دینی کارروائیاں بھی بہت سے مصارف چاہتی ہیں۔ . . . .

. . . . عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو۔ کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے"

(کشتی نوح صفحہ ۷۴)

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انفاق فی سبیل اللہ کی قسم کا ہر ایک مال خواہ وہ ماہ بماہ ادا کیا جائے۔ یا سالانہ مثلاً زکوٰۃ قادیان آنا چاہیے۔ اور اس کے لئے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قائم ہوا جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے آج تک بدستور چلا آتا ہے۔ لیکن غیر مبایعین عرصہ پچیس سال سے اس خدمتِ دین اور ثواب سے محروم ہو چکے ہیں:۔

(۱۷) تعلیمی ادارات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ احمدیہ کے بچوں کی تعلیم کے لئے قادیان میں ایک ہائی سکول قائم فرمایا۔ جس کا نام تعلیم الاسلام ہائی سکول رکھا۔ اور جو آج تک موجود ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کی حیثیت سے صدر انجمن احمدیہ کی جو ضروریات بیان کی تھیں۔ ان میں ہائی سکول اور مدرسہ دینیات کا ذکر موجود ہے۔ ہائی سکول تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قائم ہو گیا۔ لیکن مدرسہ دینیات حضور کی وفات کے بعد حضور کی یادگار میں قائم کیا گیا جس کا نام مدرسہ احمدیہ رکھا گیا۔ غیر مبایعین کے بچے ان تعلیمی اداروں کے فیض سے بھی محروم رہے۔ الا ماشاء اللہ

(۱۸) درس القرآن والحدیث

قادیان دارالامان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے درس القرآن آج تک باقاعدہ جاری رہا۔ درس الحدیث کے لئے بھی وقتاً فوقتاً انتظام ہوتا رہا ہے۔ چونکہ غیر مبایعین قادیان میں بار بار نہیں آتے۔ اور نہ وہ قادیان میں موجود ہیں۔ اس لئے درس کے فیض سے بھی وہ محروم ہیں۔ الا ماشاء اللہ

(۱۹) رسالہ ریویو آف ریلیجنز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری فرمایا۔ اور مولوی محمد علی صاحب اس کے ایڈیٹر رہے۔ جب خلافت ثانیہ سے انکار کر کے لاہور تشریف لے گئے تو اس کی ایڈیٹری سے بھی علیحدہ ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی ہوئی ہے۔ کہ کم از کم اس کے خریدار دس ہزار ہونے چاہئیں۔ مبایعین اس کے لئے کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور اکثر وہی اس کے خریدار ہیں۔ لیکن غیر مبایعین بحیثیت جماعت اس کی خریداری سے محروم ہیں:۔

(۲۰) ضیف مسیح اور لنگر خانہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں لنگر خانہ جاری فرمایا۔ جو آج تک بدستور جاری ہے۔ اس کی غرض آپ نے یہ بیان فرمائی۔ کہ

"تیسری شاخ اس کارخانہ کے واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں۔ جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشو و نما میں ہے۔"

(فتح اسلام صفحہ ۲۲)

کشتی نوح کے صفحہ ۷۴ پر لنگر خانہ کے مصارف کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی۔ مولوی محمد علی صاحب نے اس زمانہ میں بحیثیت سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھا۔ "سب سے اول لنگر خانہ ہے۔ اس کا انتظام براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں ہے۔ تمام بیعت کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ کچھ نہ کچھ چندہ لنگر خانہ ادا کریں۔ اور اس سلسلہ کی اعانت کریں۔" (اعلان الموسومہ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

مبایعین تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس لنگر خانہ میں باقاعدہ چندہ دیتے ہیں۔ مگر غیر مبایعین نے گزشتہ پچیس سال میں اس آسمانی کارخانہ کی مد میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں نہ تو کچھ داخل کیا۔ اور نہ خود قادیان میں اس کارخانہ کے واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے ثابت ہوئے۔ یعنی اس پچیس سال کے عرصہ میں انہیں "ضیف مسیح" (تذکرہ صفحہ ۹۸۰) ہونے کا شرف حاصل نہیں ہوا الا ماشاء اللہ۔ اور نہ ہی اس عرصہ میں انہیں وہ نان چکھنا نصیب ہوا۔ جو ایک فرشتہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خواب میں دیا۔ اور کہا کہ "یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"

(تذکرہ صفحہ ۱۹)

(۲۱) جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ قادیان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

"قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔"

(اشتہار اطلاع تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۸۶)

جلسہ سالانہ قادیان کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور قادیان میں یہ جلسہ ہر سال ان تاریخوں میں بہت شان و شوکت سے ہوتا ہے۔ مگر غیر مبایعین جلسہ سالانہ کی برکات سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔ الا ماشاء اللہ انہوں نے مسجد ضرار کی طرح اپنا جلسہ لاہور میں مقرر کر لیا۔ اور ان کے جلسہ سالانہ کی حاضری ہماری مجلس مشاورت کی حاضری سے بھی کم ہوتی ہے:۔

(۲۲) مجلس مشاورت

قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان جو رسالہ الوصیت کے منشاء کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے قائم ہوئی۔ ترمیم کردہ مجلس معتمدین باجلاس ۱۸ نومبر ۱۹۰۶ء سے پایا جاتا ہے۔ کہ "تمام انجمن ہائے احمدیہ کی ایک سالانہ کانفرنس بمقام قادیان دارالامان ہوگی۔ جس میں اراکین مجلس معتمدین کے علاوہ ہر ایک انجمن احمدیہ کے سیکرٹری اور پریذیڈنٹ بھی شامل ہوں گے۔ یا جس صورت میں سیکرٹری یا پریذیڈنٹ نہ آسکے

تو ایک یا دونوں کی بجائے انجمن کو دینا ہوگا۔ کہ ڈیلیگیٹ بھیجے۔ جو اس انجمن کے قائمقام سمجھے جائیں۔" (قاعدہ نمبر ۱۹)

"کانفرنس انجمن ہائے احمدیہ بجٹ منظور کردہ مجلس ناظم اور سالانہ رپورٹ پر غور اور بحث کرے گی۔ اور آمد کے وسائل سوچے گی۔ اور کانفرنس میں بجٹ پاس ہونے کے بعد مجلس معتمدین میں پیش ہوگی۔" (قاعدہ نمبر ۲۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ احمدیہ کانفرنس سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ہوا کرتی تھی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اس میں شامل ہونے کا اس عاجز کو بھی فخر حاصل ہے۔ حضرت فضل عمر کے زمانہ میں اس کانفرنس کا نام مجلس مشاورت رکھا گیا جو ایام ایسٹر میں تین دن ہوتی ہے۔ احمدیہ کانفرنس رات کے وقت صرف دو تین گھنٹے ہوا کرتی تھی۔ بجٹ اور سالانہ رپورٹ تو پیش ہوتی تھی۔ مگر کوئی مشورہ نہ لیا جاتا تھا۔ مشورہ لینے کا طریقہ بھی نہایت ناقص تھا۔ اس کے اختیارات وہیں ختم ہو جاتے تھے۔ مگر مجلس مشاورت باقاعدہ اسلامی طریق پر بنائی گئی ہے۔ اور اس کے اختیارات پہلے کی نسبت بہت وسیع کر دیئے گئے ہیں۔ احمدیہ کانفرنس میں تو صرف مولوی محمد علی صاحب سیکرٹری کرتا دھرتا ہوا کرتے تھے۔ لیکن مجلس مشاورت میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنفس نفیس تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اجلاس کے ابتدا اور مجلس مشاورت کے خاتمہ پر دعا فرماتے ہیں اور روح پرور تقریریں کرتے ہیں۔ جن سے تمام غیر مبائعین عرصہ ۲۵ سال سے محروم ہیں۔

(۲۳) اعتقادات

منکرین خلافت نے بلحاظ اعتقادات اور مسائل انکارِ خلافت سے جو کچھ کھویا مختصراً وہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) **مسئلہ خلافت**۔ شروع میں آیت استخلاف اور رسالہ الوصیت کے حوالوں سے میں ثابت کر آیا ہوں۔ کہ احمدی جماعت میں خلافت دائمی طور پر ہوگی۔ مگر منکرین خلافت خلافت اولیٰ ہی اسے ختم کر چکے۔

(۲) **مسئلہ کفر و اسلام**۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ "مولوی محمد حسین کو دیکھا کہ کہتے ہیں قطع دابر القوم۔ دل میں خیال گزرا کہ یہ تو دشمن ہے کس قوم کے متعلق الفاظ بولتا ہے۔ تب الہام ہوا قطع دابر القوم الذین لایومنون" (تذکرہ صفحہ ۵۳۶) ترجمہ۔ اس قوم کی جڑ کاٹی گئی جو ایمان نہیں لاتے۔ مگر غیر مبائعین کہتے ہیں۔ کہ غیر احمدی باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ لانے کے مومن اور مسلمان ہیں۔

(۳) **مسئلہ نبوت**۔ ایام جلسہ ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر (تذکرہ صفحہ ۶۹۰) یعنی اے نبی بھوکوں اور سوالیوں کو کھانا کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خطاب العزت "نبی" عطا کرے مگر غیر مبائعین آپ کی نبوت سے منکر ہو گئے۔

(۴) **مسئلہ احمد رسول**۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا۔ انا ارسلنا احمد الی قومہ (تذکرہ ص ۳۴۹) ترجمہ کہ ہم نے احمد کو اپنی قوم کی طرف بھیجا۔ اس سے آپ کا احمد رسول ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا۔

"اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا۔ وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمد جلالی نام ہے۔ اور احمد جمالی اور احمد اور عیسےٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۳)

لیکن غیر مبائعین آپ کے احمد رسول ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔

(۵) **مسیح ناصری کی بن باپ ولادت**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مسیح ناصریؑ کی پیدائش بن باپ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

(۱) ومن عقائدنا ان عیسیٰ و یحییٰ قد ولدا علیٰ طریق خارق العادت ولا استبعاد فی ھذہ الولادۃ۔ یعنی ہمارے عقائد میں سے ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ اور حضرت یحیےٰ علیہما السلام بطریق خارق عادت پیدا کئے گئے۔ اور اس ولادت میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰)

(۲) ھو خلق عیسیٰ من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ (مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۲) یعنی عیسےٰ کی پیدائش بغیر باپ محض قدرت کے ساتھ ہے۔ اسی طرح مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۷۶ پر بھی ذکر ہے۔ لیکن غیر مبائعین کا اعتقاد اس کے صریح خلاف تھا۔ کہ حضرت عیسےٰ کا باپ تھا۔

ان پانچ موٹے موٹے مسائل اور اعتقادات میں غیر مبائعین کا رویہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح طور پر خلاف ہے۔ اور یہ خلافت ثانیہ کے انکار کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اس اختلاف سے پہلے ان کے اعتقادات بھی وہی تھے جو مبائعین کے ہیں۔

(۲۴) کس نے اعتقادات بدلے

مبائعین کہتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے اختلاف خلافت کے بعد اپنے اعتقاد بدل لئے۔ اور غیر مبائعین کہتے ہیں کہ مبائعین نے اپنے اعتقادات بدل لئے۔ عنوان اعتقادات کے ماتحت معلوم ہو چکا ہے۔ کہ کس نے اعتقادات بدلے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے غیر مبائعین کے عمل اور ایمان اور اعتقادات کو مدنظر رکھتے ہوئے خود فیصلہ فرما دیا۔ اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی محمد علی صاحب کو رویا میں کہا۔ "آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" (تذکرہ ص ۴۷۸) اس سے ثابت ہوا کہ مولوی صاحب کی سابقہ حالت اچھی تھی۔ اور اس حالت میں نیک ارادہ رکھتے تھے۔ مگر وہ تو گزر چکی۔ اب موجودہ حالت میں وہ قابل رحم ہیں۔ اس لئے فرمایا۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ گویا ان کے موجودہ اعتقادات اور ان کا موجودہ رویہ قابل اعتراض ہے۔

(۲۵) خدا کس کے ساتھ ہے

مبائعین اور غیر مبائعین میں جو اختلاف رونما ہوا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا۔ "خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا۔ پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۶۶۲) اب ناظرین انصاف سے بتائیں۔ کہ اس مضمون کی روشنی میں خدا مبائعین کے ساتھ ہے یا غیر مبائعین کے ساتھ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے۔ انی معک و مع اھلک ھذہ (تذکرہ صفحہ ۶۹۱) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تیرے اس اہل کے ساتھ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ اہل کی معیت مبائعین کو ہی حاصل ہے پس اللہ تعالیٰ مبائعین کے ساتھ ہے

الحمد للہ رب العالمین والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے عہد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند عظیم الشان پیشگوئیوں کا ظہور

از شیخ عبدالقادر صاحب مولوی فاضل کارکن نظارت تالیف و تصنیف قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سچے انبیاء کی شناخت کا معیار

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سچے انبیاء کی شناخت کا ایک معیار یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ لا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول (سورۃ جن ع ۱) یعنی خدا تعالیٰ اُمورِ غیبیہ پر کثرت سے اطلاع نہیں دیتا۔ مگر اپنے رسولوں کو۔

اس معیار کے ماتحت جب ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوٰی کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ پر اس قدر تواتر کے ساتھ اور ایسے اہم اور عظیم الشان اُمور کے متعلق غیب کی خبریں ظاہر کیں۔ کہ سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی کی پیشگوئیوں میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔

جو پیشگوئیاں آپ نے شائع فرمائیں ان میں سے بعض سلسلہ کی ترقیات کے متعلق ہیں۔ بعض دشمنوں کی ہلاکت کے متعلق ہیں۔ بعض مذہبی امور پر مشتمل ہیں بعض سیاسی امور کے متعلق ہیں۔ بعض میں آئندہ رونما ہونے والے تغیرات سماوی اور ارضی بیان کئے گئے ہیں۔ اور بعض میں حکومتوں کے تغیر و تبدل کے متعلق خبر دی گئی ہے۔ غرض اتنی انواع و اقسام کی پیشگوئیاں ہیں۔ کہ اگر ان کی اقسام ہی بیان کی جائیں۔ تو ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے

ان پیشگوئیوں میں سے بعض آپ کے زمانہ میں پوری ہوئیں۔ بعض حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہد میں پوری ہوئیں۔ اور بعض حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زمانہ میں پوری ہوئیں۔

۱۔ قادیان دارالامان کی ترقی

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت جبکہ قادیان ایک چھوٹی سی گمنام بستی تھی اور اس کی ترقی کے بظاہر کوئی سامان نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا۔ کہ قادیان کی آبادی بہت ترقی کرے گی۔ غور فرمایئے۔ قادیان میں نہ کوئی کارخانہ تھا۔ کہ جس کی وجہ سے ترقی کا امکان ہوتا نہ کوئی سرکاری محکمہ تھا۔ کہ ارد گرد کے لوگوں کو محکمانہ ضروریات کے لئے وہاں آنا پڑتا۔ نہ کوئی منڈی تھی۔ کہ خرید و فروخت کے سلسلہ میں یہاں کی آبادی ترقی کرتی نہ ریلوے سٹیشن تھا۔ کہ اس وجہ سے اسکی رونق بڑھنے کا امکان ہوتا۔ اور نہ ہی آپ کے مریدوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ ان کو یہاں لاکر بسانے سے یہ بستی ترقی کر سکتی۔ غرضکہ کوئی بھی تو ظاہری سامان نہیں تھا جس کی وجہ سے یہ خیال کیا جا سکتا کہ شائد اس وجہ سے قادیان ترقی کر جائے گا۔ بلکہ محض خدائے علیم و خبیر کا وعدہ تھا۔ جس کی بنا پر آپ نے قادیان کی ترقی کے متعلق تمام دنیا میں اعلان فرمایا۔

ممکن ہے۔ کسی شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ چونکہ آپ مہدی اور مسیح ہونے کے مدعی تھے۔ اس لئے امید تھی۔ کہ آپ کے سلسلہ کے ترقی کرنے کے ساتھ ساتھ قادیان کی آبادی بھی بڑھتی چلی جائے گی۔ مگر یہ دعوے بھی تو بجز وعدۂ الٰہی کے کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مریدوں کے بڑھنے کے ساتھ انبیاء کے مساکن بھی ترقی کر جاتے ہیں۔ کیا انبیائے سابقین کے مساکن میں سے بجز وعدۂ الٰہی کے کسی کے مسکن نے ترقی کی اگر نہیں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ ایک علیم و خبیر ہستی نے ہی آپ کے ساتھ وعدہ فرمایا ورنہ محض اس خیال کی بنا پر آپ ہرگز نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ چونکہ میں نے دعوے کیا ہے۔ اس لئے میرا مسکن بھی ضرور غیر معمولی ترقی کر جائے گا۔

مگر اب دیکھ لو۔ گو ابھی پیشگوئی کے کما حقہٗ پورا ہونے میں کافی وقت ہے مگر جس حد تک بھی پوری ہوئی ہے۔ وہ حیرت انگیز ہے۔ اس وقت قادیان کی آبادی کئی میل کے رقبہ میں پھیل چکی ہے۔ اور روز بروز بڑھ رہی ہے۔ جہاں ایک دو روپیہ کا آٹا بھی نہیں مل سکتا تھا وہاں اب ضروریات زندگی میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جو نہ مل سکے۔ پھر ڈاک خانہ یہاں موجود ہے۔ تار کا یہاں انتظام ہے۔ ٹیلیفون کا سلسلہ یہاں جاری ہے۔ ریلوے سٹیشن یہاں بن چکا ہے۔ بجلی یہاں پہنچ چکی ہے۔ مدرسے۔ کالج یہاں موجود ہیں روزانہ اور ہفتہ وار اخبارات اور ماہوار رسالے یہاں سے باقاعدہ نکلتے ہیں۔ مطابع یہاں جاری ہیں۔ اور قادیان کی شہرت اس حد تک پھیل چکی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کا کوئی حصہ نہیں جہاں قادیان سے تعلق یا واقفیت رکھنے والے لوگ نہ مل سکیں۔ غرض کہ بالکل مخالف حالات میں اور بلا کسی ظاہری سامان کے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد میں قادیان نے وہ ترقی کی ہے جس کی مثال صفحۂ ہستی پر اور کسی جگہ نہیں مل سکتی۔

۲۔ غیر معمولی مالی نصرت

اس پیشگوئی کی تفصیل درحقیقت اپنے اندر ایک عجیب کیفیت رکھتی ہے۔ واقعہ یوں ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد کی وفات کا وقت جب قریب آیا۔ تو آپ کو عزا پرسی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ والسماء والطارق۔ یعنی قسم ہے آسمان کی۔ جو قضاء و قدر کا مبدا ہے۔ اور قسم ہے اُس حادثہ کی جو آج غروب آفتاب کے بعد ہوگا۔ (تذکرہ صفحہ ۳۲)

اس الہام کے بعد تقاضائے بشریت آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ بعض وجوہ آمدن جو والد صاحب کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان کے منقطع ہو جانے پر نہ معلوم کیا کیا ابتلا پیش آئیں گے اس پر دوسرا الہام ہوا۔

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

یعنی کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟

اس الہام کے بعد جس طرح اللہ تعالیٰ آپ کا متکفل ہوا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجھے خدائے عزوجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اس نے اپنے مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر کے دکھایا۔ کہ میرے خیال و گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا تو ایسا متکفل ہوا۔ کہ کبھی کسی کا باپ ایسا ہرگز متکفل نہیں ہوگا"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۶۲ حاشیہ)

واقعات بھی شاہد ہیں۔ کہ انہی کے قریب آپ نے کتابیں شائع کیں سینکڑوں اشتہارات شائع فرمائے۔ ایک ہائی سکول جاری کیا۔ ایک انگریزی اور ایک اردو ماہوار رسالے جاری فرمائے۔ ہزارہا نفوس نے آپ کے دستر خوان پر کھانا کھایا۔ اور یہ ایسے معتدبہ اخراجات تھے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو آپ کی طرف مائل نہ کرتا۔ اور وہ اخلاص سے آپ کی ہر آواز پر لبیک نہ کہتے۔ تو یقیناً سارا کام درہم برہم ہو جاتا۔ اور پھر یہ اخراجات کا سلسلہ نہ صرف آپ کے زمانہ تک ہی محدود تھا۔ بلکہ کوئی دن ایسا طلوع نہیں ہوتا۔ جس میں سلسلہ کی

فرمودات بڑھ نہیں رہیں۔ حتےٰ کہ آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زمانہ میں اخراجات کا یہ حال ہے کہ لاکھوں روپیہ سالانہ جماعت دین کی اشاعت کے لئے خرچ کر رہی ہے۔

۳۔ جماعت احمدیہ کی ترقی

اس امر کے متعلق بعض الہامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت شائع فرمائے۔ جبکہ آپ پر کوئی ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا تھا۔ اور بعض اس وقت شائع کئے جبکہ کچھ لوگ آپ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہو چکے تھے۔ چونکہ اس مختصر سے مضمون میں ان تمام الہامات کا درج کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے بطور مثال دو الہامات پیش کئے جاتے ہیں۔ فرمایا:۔

۱۔ "میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔ اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۵)

۲۔ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔"

(الحکم جلد ۲۔ ۲۴۔ صفحہ ۱۴)

یہ الہامات جو عظیم الشان پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں۔ اس انسان پر نازل ہوئے جو ہندوستان کا رہنے والا تھا۔ اس ہندوستان کا جسے آجتک غیر ممالک میں تہذیب اور تمدن کے لحاظ سے پسماندہ سمجھا جاتا ہے۔ مگر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور اس کا نمایاں ظہور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے زمانہ میں ہوا۔ آپ کے دور خلافت سے قبل جماعت ہندوستان سے باہر بہت کم پھیلی تھی۔ لیکن آپ کے زمانہ میں اس سلسلہ کو وہ ترقی نصیب ہوئی۔ اور اس نے وہ عظمت حاصل کی۔ کہ آج دوست اور دشمن اسے تسلیم کرتا ہے۔ آپ نے ہندوستان میں تبلیغ کو وسیع کیا۔ افغانستان میں۔ ایران میں۔ روس میں۔ اور یورپ کے تمام ممالک میں اپنے مبلغین بھیجے۔ شمالی اور جنوبی امریکہ میں باقاعدہ دارالتبلیغ قائم کئے۔ پھر بلاد عربیہ میں سلسلہ کی اشاعت کا انتظام کیا۔ افریقہ کے مختلف حصوں کو بھی اس نعمت سے حصہ وافر عطا فرمایا۔ ماریشس۔ سماٹرا اور جاوا میں مشن قائم کئے۔ چین اور جاپان کے لوگوں کو بھی آسمانی نور سے منور کرنے کا انتظام فرمایا۔

غرضکہ آپ کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل شدہ تعلیم کی تبلیغ زمین کے تمام کناروں تک پہونچی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اس قدر عزت کے ساتھ دنیا میں مشہور ہوا۔ کہ آج لکھو کھہا مخلوق دنیا کے مختلف حصوں میں دن اور رات آپ پر اور آپ کے ذریعہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں مصروف ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اس وقت تک جن پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اپنے ظہور کے لحاظ سے ایک ممتد زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آجتک زمانہ کی رفتار کے ساتھ پوری ہوتی رہیں۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالےٰ جس حد تک اللہ تعالےٰ کے علم میں مقدر ہے پوری ہوتی رہیں گی۔ اب ان پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہوں۔ جن سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ کہ جس ہاتھ پر وہ پوری ہوئیں۔ وہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانشین اور بلاریب اس نور کا حامل ہے۔ جو آپ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا۔

۴۔ جنگ عظیم کے متعلق پیشگوئی

یہ عجیب بات ہے۔ کہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہد خلافت میں جس قدر زیادہ اشاعت احمدیت ہوئی۔ اسی قدر زیادہ خدا تعالےٰ کے قہری نشان بھی نازل ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں آپ خلیفہ ہوئے اور اسی سال عالمگیر عذاب کی صورت میں جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ اس جنگ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے الہامات کی بنا پر نظم میں ایک مکمل نقشہ کھینچا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

اِک نشاں ہے آنے والا آجسے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر و مرغزار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمین ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رود بار
رات جو رکھتے تھے پوشاک برنگ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثل درختان چنار
ہوش اڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولینگے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور ہر گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آب رواں
سُرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا۔ تو ہوگا اس گھڑی با حال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہہ ناشناس
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دارو مدار

ممکن ہے اس پیشگوئی میں زلزلہ کے لفظ سے کسی کو یہ دھوکہ لگے۔ کہ اس سے مراد جنگ نہیں۔ بلکہ زلزلہ ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق لکھدیا تھا۔ کہ:۔

ممکن ہے۔ کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو۔ بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو۔ جو قیامت کا نمونہ دکھلائے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۹)

چنانچہ جنگ عظیم کے واقعات نے ان امور کی پوری طرح تصدیق کی:۔

۵۔ زار روس کی حالت زار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مذکورہ بالا پیشگوئی میں زار روس کا خاص طور پر ذکر ان الفاظ میں فرمایا گیا تھا۔ ؎

زار بھی ہوگا۔ تو ہوگا اس گھڑی با حال زار

اس میں یہ بتایا گیا تھا۔ کہ اس جنگ میں خاص طور پر زار کا حال زار ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب روس میں بغاوت پھوٹی۔ زار دارالسلطنت میں نہیں تھا۔ بلکہ سرحد پر فوجوں کا معائنہ کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں خطرناک فساد برپا ہوا۔ اور گورنمنٹ اسے دور کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ زار کو جب اس کی اطلاع ملی۔ تو اس نے فوراً دوسرا گورنر مقرر کر دیا۔ اور خود بھی واپس چل پڑا۔ راستہ میں اس کے خیر خواہوں نے اسے بہت روکا۔ مگر وہ نہ رُکا۔ آخر باغیوں نے اسے راستہ میں روک لیا۔ اور حالات ایسے خطرناک ہو گئے۔ کہ ۱۵۔ مارچ ۱۹۱۷ء کو مجبوراً اس عظیم المرتبت اور مطلق العنان بادشاہ کو اپنے قلم سے لکھنا پڑا۔ کہ میں اور میری اولاد تخت روس سے دست بردار ہوتے ہیں۔ مگر اس پر بھی اس کی تخلیصی نہ ہوئی۔ اور ۲۱ مارچ کو اسے گرفتار کر کے سیکوسیلو بھیجدیا گیا اور بے حد تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ آخر ۱۶۔ جولائی ۱۹۱۸ء کو اسے اور اس کے ساتھیوں کو آدھی رات کے وقت جگا کر ایک تاریک و تار کمرہ میں کھڑا کیا گیا۔ اور داروغہ جیل نے ٹارچ کی روشنی میں انہیں قتل کرنے کا حکم سنایا۔ اور جھٹ اپنا ریوالور نکال کر زار کے سر میں فائر کیا۔ جس سے وہ فوراً گر پڑا۔ اس کے بعد دوسرا فائر اس نے ولیعہد پر کیا۔ اور تیسرے فائر سے زارینہ کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔ پھر چاروں لڑکیوں کو بھی اسی طرح ہلاک کیا۔ اور ڈاکٹر اور خادموں کو بھی گولیوں سے اڑا دیا۔ اور اس طرح خدا کے نبی کا فرمودہ پورا ہوا کہ:۔ ع

"زار بھی ہوگا۔ تو ہوگا اس گھڑی با حال زار"

انہی ایام میں ایک مشہور شاعر چودھری دلورام صاحب کوثری نے ایک نظم لکھی جو روزانہ اخبار "العصر" لاہور میں شائع ہوئی۔ اس کا ایک شعر یہ تھا۔ ؎

کیا کوثری غریب کو راحت نصیب ہو۔
دنیا میں زار روس بھی زار و نزار ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کس طرح لفظ بلفظ پوری ہوئی ؂

۶۔ "تائی آئی"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا۔ "تائی آئی"

بظاہر اس الہام کے متعلق سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ کہ اس سے کیا مراد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی تائی نہیں تھیں۔ جو کسی صورت میں اس الہام کے الفاظ کی مصداق بن سکتیں۔ لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہد میں جب یہ الہام غیر معمولی طور پر پورا ہوا۔ تو حقیقت ظاہر ہوئی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تائی صاحبہ کو خدا تعالےٰ نے آپ کی خلافت تک زندہ رکھا۔ اور پھر آپ کی بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت بخشی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں آپ سخت مخالف تھیں۔ پھر خلافت اولیٰ کے وقت بھی ان کی مخالفت قائم رہی۔ اور اس وقت کا انتظار کرتی رہی۔ جب آپ تائی کی حیثیت سے بیعت کریں۔ اور خدا تعالےٰ کا الہام "تائی آئی" پورا ہو۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی ؂

۷۔ دمشق میں نزول

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۳۷ پر ایک حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق۔ یعنی پھر مسیح موعود یا اس کا کوئی خلیفہ سرزمین دمشق میں پہونچے گا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ۱۹۲۴ء میں تبلیغی حالات معلوم کرنے کے لئے لندن جاتے ہوئے راستہ میں دمشق بھی تشریف لے گئے۔ اور اس سفر سے واپس آکر وہاں کے لئے تبلیغ کا انتظام فرمایا ؂

۸۔ لندن میں ایک مدلل بیان پڑھنا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رؤیا دیکھا۔ کہ آپ لندن کے مشہور میں ایک منبر پر کھڑے ہو کر انگریزی میں صداقتِ اسلام کے اظہار کے لئے ایک مدلل بیان فرما رہے ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵)

یہ رویا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ذریعہ پورا ہوا۔ جبکہ آپ بنفس نفیس لنڈن تشریف لے گئے اور آپ کا بیان "احمدیت یا حقیقی اسلام" لنڈن میں ایک منبر پر پڑھا گیا۔

۹۔ تین کو چار کرنے والا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پسر موعود کے متعلق ایک پیشگوئی یہ فرمائی ہے۔ کہ:۔

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے یہ پیشگوئی کئی رنگوں میں پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ ایک خاص رنگ میں نہایت غیر معمولی طریق سے یہ پیشگوئی اس وقت پوری ہوئی۔ جب دسمبر ۱۹۱۳ء میں خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چار پسر احمدی ہو گئے۔ چونکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خان بہادر صاحب کو احمدیت میں داخل کیا۔ اس لئے آپ ہی تین کو چار کرنے والے ٹھہرے ؂

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند تھے۔ جو نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں احمدی ہوئے۔ اور نہ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں۔ اور جب حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات ہو گئی۔ تو مرزا سلطان احمد صاحب کے متعلق عام طور پر خیال کیا جاتا تھا۔ کہ ان کے لئے اب احمدیت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ جب انہوں نے اپنے باپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بیعت نہ کی اور نہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے زمانہ میں بیعت کی۔ جن کا بہت ادب و احترام ان کے دل میں تھا۔ تو ان کے متعلق یہ امید نہیں کی جا سکتی تھی کہ کسی وقت اپنے چھوٹے بھائی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ لیکن انہوں نے بیعت کی۔ اور اس طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ تین کو چار کرنے والے ثابت ہوئے ؂

۱۰۔ آہ نادر شاہ کہاں گیا

یہ پیشگوئی افغانستان سے تعلق رکھتی ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب ۲۴-۱۹۲۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام "تین بکرے ذبح کئے جائیں گے" کے مطابق امیر کابل امان اللہ کے عہد میں تین احمدیوں کو محض احمدیت کی وجہ سے شہید کر دیا گیا۔ تو خدا تعالےٰ نے ایسے سامان کئے۔ کہ امان اللہ خان کو ایک بچہ سقہ کے ہاتھ سے جو صرف تین سو ہمراہیوں سمیت کابل پر حملہ آور ہوا۔ شرمناک شکست نصیب ہوئی۔ اور وہ اپنے خاندان کی خواتین تک کو ڈاکوؤں کے حوالے کر کے بذریعہ ہوائی جہاز کابل سے بھاگ جانے پر مجبور ہو گیا۔ تو بچہ سقہ اور اس کے ساتھیوں نے کابل میں قیامت برپا کر دی ؂

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور پیشگوئی "ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے" کے مطابق اس قدر آدمی قتل ہوئے۔ کہ بعض نے ایک لاکھ کے قریب مارے جانے والوں کا اندازہ کیا ہے۔ اس وقت ایک دوسرے شاہی خاندان کے فرد نادر خان امان اللہ کی بدسلوکی سے بے دل ہو کر یورپ جا چکے تھے۔ اور وہاں بیمار پڑے تھے۔ اہل کابل کی المناک حالت سے مطلع ہو کر وہ باوجود بیماری۔ اور نہایت بے سروسامانی کے روانہ ہوئے۔ اور علاقہ خوست میں داخل ہو کر کچھ تیاری کی۔ اور پھر نہایت ہی محدود وسائل کے ساتھ بچہ سقہ کو شکست فاش دی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ملک نے افغانستان کا تاج انہیں پیش کیا۔ اور انہوں نے اپنے ملک کی خاطر نادر خان سے نادر شاہ بننا منظور کر لیا۔ چنانچہ ان کے بھائی سردار شاہ ولی خان صاحب نے انہی ایام میں فرمایا:۔

"ہندوستان میں لوگ اعلیحضرت کا نام غلط لکھتے ہیں۔ جس روز انہوں نے اعلان سلطنت کیا۔ اسی روز وہ "خان" کی جگہ "شاہ" ہو گئے۔ اب ان کا نام نادر شاہ شاہِ افغانستان ہے"

(اخبار سیاست ۱۱ دسمبر ۱۹۲۹ء)

چونکہ نادر شاہ ایک نہایت شریف۔ اور بیدار مغز حکمران اور قابل جرنیل تھے۔ اور دیگر کارناموں کے علاوہ انہوں نے اپنی قوم کو ظالموں کے چنگل سے چھڑایا تھا۔ اس لئے سارا ملک ان کا والا و شیدا بن گیا۔ مگر خدا تعالےٰ کا فرمودہ چونکہ ایک اور رنگ میں

ریڈی میڈ لیڈیز ہندوستانی
ایرانی۔ افغانی۔ ترکی۔ پشاوری۔ مصری۔ عربی
برقع سپیشلسٹ
ستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام
کے علاوہ ہماری دوکان پر مستورات اور شرفاء کے لئے ہر قسم کی فیشن ایبل سلائی کا کام عمدہ۔ اور وقت مقررہ پر تیار کیا جاتا ہے۔
المشتہر
محمد صدیق ٹیلر ماسٹر پروپرائیٹر پاپولر ٹیلرنگ ہاؤس لاہور حاجی جلال الدین بلڈنگ نمبر ۷۳ بیرون اکبری گیٹ لاہور

اگر آپ دیسی ادویات کی کرشمہ سازیاں دیکھنا چاہیں۔ تو اس اخبار کا صفحہ ۹۳ دیکھیں۔ اور اس پر عمل کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

"الفضل" کا خلافت جوبلی نمبر

جلد ۲۷ نمبر ۲۹۸

ٹیلیفون نمبر ۹۱

قیمت عام پرچہ ۸؍ قیمت خاص پرچہ ۱۲؍

فہرست مندرجات

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
	مردوں کے مضامین		
۱	بارش سے پہلے بادلوں کی گرج۔	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے	۴
۲	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی سیرت کی چند خصوصیات	حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے	۷
۳	موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا انسان	حضرت مفتی محمد صادق صاحب	۱۱
۴	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی جانشین ہیں	جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر حیدر آباد دکن	۱۳
۵	شمس نبوت اور قمر خلافت	جناب ملک صاحب خان صاحب نون ایم۔ بی۔ ای۔ ڈپٹی کمشنر جنگ	۱۵
۶	منکرین خلافت نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا انکار کر کے کیا کچھ کھویا۔	جناب چودھری غلام احمد خان صاحب ایڈووکیٹ پاکپٹن	۱۶
۷	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہد میں حضرت مسیح موعودؑ کی چند عظیم الشان پیشگوئیوں کا ظہور	شیخ عبدالقادر صاحب مولوی فاضل۔ قادیان	۲۱
۸	خلافت ثانیہ کی تائید میں خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت کے غیر معمولی نشانات	جناب ملک عبدالرحمن صاحب خادم بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ گجرات	۲۵
۹	خلافت ثانیہ کے عہد میں اخبارات و رسائل سلسلۂ احمدیہ کی رفتار ترقی	جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ قادیان	۲۸
۱۰	خلافتِ ثانیہ کا عہدِ مبارک	نواب چودھری محمد الدین صاحب خانی بہادر ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر۔ حال ریونیو منسٹر جودھپور	۳۱
۱۱	حضرت عمرؓ اور حضرت فضل عمر میں مشابہتیں	مولوی غلام احمد صاحب فرخ مولوی فاضل	۳۴
۱۲	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی شان	جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری	۳۶
۱۳	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہد میں ۲۵۲۰۰ روپیہ کے انعامی چیلنج	جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندر آباد دکن	۴۰
۱۴	حضرت امیر المومنین کے بیان فرمودہ معارفِ قرآن میں سے چند	ملک محمد عبداللہ صاحب مولوی۔ فاضل۔ قادیان	۴۲
۱۵	تحریک جدید کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی شاندار مالی قربانیاں	جناب چودھری برکت علی خان صاحب فنانشل سکرٹری تحریک جدید	۴۵
۱۶	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان	حضرت سید محمد اسحاق صاحب۔ قادیان	۴۸
۱۷	قبولیتِ دعا کے چند نشانات	مختلف اصحاب کی طرف سے	۵۱
۱۸	حضرت امیر المومنین کے متعلق پیشگوئیاں	جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ لنڈن	۵۶
۱۹	حضرت امیر المومنین کی شاعری	جناب مولوی عبدالمنان صاحب عمر بی اے	۶۰
۲۰	حضرت امیر المومنین کا سفر یورپ	الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر	۶۵
۲۱	خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترقی	سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان	۶۸
۲۲	خلافت ثانیہ کے عہد میں رونما ہونے والے فتنوں کا عبرت ناک انجام	جناب مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب	۷۰

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۲۳	"الفضل" کس طرح بڑھا	ایڈیٹر	۷۷
۲۴	حضرت امیر المومنین کی سیرت کے واقعات	جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب قادیان	۸۱
۲۵	خلافت ثانیہ کے عہد میں احمدیت کی تبلیغ	مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل	۸۲
۲۶	قادیان کی ابتدائی حالت کا نقشہ	جناب شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی	۸۹
۲۷	حضرت امیر المومنین کے عہد کے جاں نثار شہداء	شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر	۹۵
	خواتین کے مضامین		
۱	حضرت امیر المومنین اپنے اہل و عیال میں	صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ	۹
۲	حضرت امیر المومنین کے عہد میں لجنہ اماء اللہ کا قیام اور اس کے فوائد	سیدہ ام طاہر احمد صاحب حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ	۱۰
۳	حضرت امیر المومنین کے عہد میں احمدی خواتین کی علمی ترقی	محترمہ بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب	۸۰
	نظمیں		
۱	اے اولوالعزم تو اعجاز نمایاں کر دی	جناب مولوی عبدالماجد صاحب۔ امیر جماعت ہائے بہار	۸
۲	حضرت امیر المومنین کا منصب عالی	جناب چودھری بشیر احمد صاحب۔ بی اے ایل ایل بی	۱۲
۳	جشن خلافت	جناب عبدالمجید صاحب طالب جہلم	۲۴
۴	ہمارا شاندار مستقبل	جناب قاضی اکمل صاحب قادیان	۴۰
۵	بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا	حافظ سلیم احمد صاحب قادیان	۴۳
۶	حضرت عمرؓ اور حضرت فضل عمر میں ایک مشابہت	جناب مولوی محمد احمد صاحب۔ بی۔ اے ایل ایل بی کوہستانی	۴۵
۷	مقام محمود	جناب حکیم خلیل احمد صاحب مبلغ جماعت احمدیہ مونگھیر	۴۹

فہرست تصاویر

۱	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۶	حضرت حکیم فضل الدین صاحب بھیروی رضؓ
۲	حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ	۱۷	حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔
۳	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ	۱۸	حضرت مولوی شیر علی صاحب۔
۴	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے	۱۹	حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب۔
۵	حضرت مرزا شریف احمد صاحب	۲۰	جناب چودھری فتح محمد صاحب۔ ایم اے۔ ناظر اعلیٰ
۶	صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب	۲۱	جناب مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ
۷	حضرت نواب محمد علی خان صاحب	۲۲	حضرت سید محمد اسحاق صاحب۔
۸	آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب	۲۳	جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب
۹	حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی	۲۴	خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال
۱۰	حضرت چودھری نصر اللہ خان صاحبؓ	۲۵	خانصاحب منشی برکت علی صاحب جائنٹ ناظر
۱۱	حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ	۲۶	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے
۱۲	حضرت حافظ روشن علی صاحب رضؓ	۲۷	مسجد مبارک۔
۱۳	حضرت سید قاضی امیر حسین صاحب رضؓ	۲۸	مزار حضرت مسیح موعودؑ و حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ
۱۴	حضرت میر ناصر نواب صاحب رضؓ	۲۹	منارۃ المسیح
۱۵	حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضؓ	۳۰	حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ
		۳۱	عملۂ الفضل

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی۔

بارش سے پہلے بادلوں کی گرج

آغازِ خلافتِ ثانیہ کا ایک منظر

از قلم
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
ایم۔ اے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر صاحب "الفضل" نے مجھ سے بامرار خواہش کی تھی۔ کہ میں "الفضل" کے خلافت جوبلی نمبر کے لئے کوئی مضمون لکھوں چونکہ میں آجکل کتاب "سلسلۂ احمدیہ" کے لکھنے میں بہت مصروف ہوں۔ اور اس کتاب کا بھی خلافت جوبلی کے موقع پر چھپنا ضروری ہے۔ اس لئے میں نے ان سے افسوس کے ساتھ معذرت کر دی تھی۔ لیکن اب ان کے مزید اصرار پر شرکت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے "سلسلۂ احمدیہ" کا ایک مختصر سا باب الفضل کے اس خاص نمبر کے لئے پیش کرتا ہوں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کتاب کے مکمل کرنے کی توفیق دے۔ اور اس کو وہ قبولیت عطا کرے۔ جو ہمیشہ سے اس کے مقبول کلام کو حاصل رہی ہے۔ امین

خاکسار مرزا بشیر احمد عفی عنہ

جماعتِ قادیان پر قیامت کا سماں

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوائے مسیحیت پر دنیا کی فضاء بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی کڑک سے گونجنے لگ گئی تھی۔ اسی طرح جب خدا کے برگزیدہ مسیح کا موعود خلیفہ مسندِ خلافت پر قدم رکھ رہا تھا۔ تو دنیا نے پھر وہی نظارہ دیکھا۔ اور احمدیت کے آسمان پر گھٹا ٹوپ بادلوں کی گرجوں نے آنے والے کا خیر مقدم کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی وفات کے وقت وہ اختلاف جو عرفاً مخفی کہلاتا تھا۔ مگر حقیقۃً اب مخفی نہیں رہا تھا۔ یکدم پھوٹ کر باہر آگیا۔ قادیان کی جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی وفات کی خبر اس وقت ملی۔ جبکہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مسجد اقصیٰ میں جمعہ کی نماز پڑھا کر مسجد سے باہر آرہے تھے اس پر سب لوگ گھبرا کر فوراً نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی پر پہونچے۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ اپنی بیماری کے آخری ایام میں تبدیلِ آب و ہوا کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اور قادیان کی نئی آبادی کا کھلا میدان گویا میدانِ حشر بن گیا۔ بے شک حضرت خلیفۃ المسیح اول کی جدائی کا غم بھی ہر مومن کے دل پر بہت بھاری تھا۔ مگر اس دوسرے غم نے جو جماعت کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے ہر مخلص احمدی کے دل کو کھائے جا رہا تھا۔ اس صدمہ کو سخت ہولناک بنا دیا تھا۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ جمعہ کے دن سوا دو بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات ہوئی۔ اور دوسرے دن نماز عصر کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ منتخب ہوئے۔ گویا یہ قریباً چھبیس ۲۶ گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ جو قادیان کی جماعت پر قیامت کی طرح گزرا۔

اس نظارے کو دیکھنے والے بہت سے لوگ گزر گئے۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو بعد میں پیدا ہوئے۔ یا وہ اس وقت اس قدر کم عمر تھے۔ کہ ان کے دماغوں میں ان واقعات کا نقشہ محفوظ نہیں۔ مگر جن لوگوں کے دلوں میں ان ایام کی یاد قائم ہے۔ وہ اسے کبھی بھلا نہیں سکتے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ وہ دن جماعت کے لئے قیامت کا دن تھا۔ اور میرے اس بیان میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں۔ ایک نبی کی جماعت۔ تازہ بنی ہوئی جماعت۔ بچپن کی اٹھتی ہوئی امنگوں میں محو۔ اور صداقت کی برقی طاقت سے دنیا پر چھا جانے کے لئے بے قرار جس کے لئے دین سب کچھ تھا۔ اور دنیا کچھ نہیں تھی۔ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی تھی۔ کہ اگر ایک طرف اس کے پیارے امام کی نعش پڑی ہے۔ تو دوسری طرف چند لوگ اس امام سے بھی زیادہ محبوب چیز یعنی خدا کے برگزیدہ مسیح کی لائی ہوئی صداقت۔ اور اس صداقت کی حامل جماعت کو مٹانے کے لئے اس پر حملہ آور ہیں۔ یہ نظارہ نہایت درجہ صبر آزما تھا۔ اور میں نے ان تاریک گھڑیوں میں ایک دو کو نہیں دس بیس کو نہیں۔ بلکہ سینکڑوں لوگوں کو بچوں کی طرح روتے اور بلکتے ہوئے دیکھا۔ اپنے جدا ہونے والے امام کے لئے نہیں۔ مجھے اعتراف کرنا چاہیئے۔ کہ اس وقت جماعت کے غم کے سامنے یہ غم بھولا ہوا تھا۔ بلکہ جماعت کے اتحاد اور اس کے مستقبل کی فکر میں۔ مگر اکثر لوگ تسلی کے اس فطری ذریعہ سے بھی محروم تھے۔ وہ رونا چاہتے تھے۔ مگر افکار کے ہجوم سے رونا نہیں آتا تھا۔ اور دیوانوں کی طرح اِدھر اُدھر نظر اٹھائے پھرتے تھے۔ تاکہ کسی کے منہ سے تسلی کا لفظ سُنکر اپنے ڈوبتے ہوئے دل کو سہارا دیں۔ غم یہ نہیں تھا۔ کہ منکرینِ خلافت تعداد میں زیادہ ہیں۔ بایں کہ ان کے پاس حق ہے۔ کیونکہ نہ تو وہ تعداد میں زیادہ تھے۔ اور نہ اُن کے پاس حق تھا۔ بلکہ غم یہ تھا۔ کہ باوجود تعداد میں نہایت قلیل ہونے کے۔ اور باوجود حق سے دُور ہونے کے ان کی سازشوں کا جال نہایت وسیع طور پر پھیلا ہوا تھا۔ اور قریباً تمام مرکزی دفاتر پر ان کا قبضہ تھا۔ اور پھر ان میں کئی لوگ رسوخ والے طاقت والے۔ اور دولت والے تھے۔ اور سب سے بڑی بات یہ تھی۔ کہ چونکہ ابھی تک اختلافات کی کشمکش مخفی تھی۔ اس لئے یہ بھی معلوم نہیں تھا۔ کہ کون اپنا ہے۔ اور کون بیگانہ۔ اور دوسری طرف جماعت کا یہ حال تھا۔ کہ ایک بیوہ کی طرح بغیر کسی خبر گیر کے پڑی تھی۔ گویا ایک ریوڑ تھا۔ جس پر کوئی گلہ بان نہیں تھا۔ اور چاروں طرف بھیڑیے تاک لگائے بیٹھے تھے۔

سکینت کا نزول

اس قسم کے حالات نے دلوں میں عجیب ہیبت ناک کیفیت پیدا کر رکھی تھی۔ اور گو خدا کے وعدوں پر ایمان تھا مگر ظاہری اسباب کے ماتحت دل بیٹھے جاتے تھے۔ جمعہ سے لے کر عصر تک کا وقت زیادہ نہیں ہوتا۔ مگر یہ گھڑیاں ختم ہونے میں نہیں آتی تھیں۔ آخر خدا خدا کر کے عصر کا وقت آیا۔ اور خدا کے ذکر سے تسلی پانے کے لئے سب لوگ مسجد نور میں جمع ہو گئے۔ نماز کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک مختصر مگر نہایت دردانگیز اور مؤثر تقریر فرمائی۔ اور ہر قسم کے اختلافی مسئلہ کا ذکر کرنے کے بغیر جماعت کو نصیحت کی۔ کہ یہ ایک نہایت نازک وقت ہے۔ اور جماعت کے لئے ایک بھاری ابتلاء کی گھڑی درپیش ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مولوی حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ (تاریخ وفات ۱۹۰۵ء)

★

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالےٰ
(یہ تصویر دسمبر ۱۹۳۹ء میں لی گئی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس سب لوگ گریہ وزاری کے ساتھ خدا سے دعائیں کریں۔ کہ وہ اس اندھیرے کے وقت جماعت کے لئے روشنی پیدا کر دے۔ اور ہمیں ہر رنگ کی ٹھوکر سے بچا کر اس رستہ پر ڈال دے۔ جو جماعت کے لئے بہتر اور مبارک ہے۔ اس موقعہ پر آپ نے یہ بھی تحریک فرمائی۔ کہ جن لوگوں کو طاقت ہو۔ وہ کل کے دن روزہ بھی رکھیں۔ تاکہ آج رات کی نمازوں اور دعاؤں کے ساتھ کل کا دن بھی دعا اور ذکر الٰہی میں گزرے۔ اس تقریر کے دوران میں لوگ بہت روئے اور مسجد کے چاروں کونوں سے گریہ وبکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔ مگر تقریر کے ساتھ ہی لوگوں کے دلوں میں ایک گونہ تسلی کی صورت بھی پیدا ہو گئی۔ اور وہ آہستہ آہستہ منتشر ہو کر دعائیں کرتے ہوئے اپنی اپنی جگہوں کو چلے گئے ؛

مولوی محمد علی صاحب کا مخفی رسالہ

رات کے دوران میں اس بات کا علم ہوا۔ کہ منکرین خلافت کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات سے قبل ہی ایک رسالہ "ایک نہایت ضروری اعلان" کے نام سے چھپوا کر مخفی طور پر تیار کر رکھا تھا۔ اور ڈاک میں روانہ کرنے کے لئے اس کے پیکٹ بھی بنوا رکھے تھے۔ اور اب یہ رسالہ بڑی کثرت سے تقسیم کیا جا رہا تھا۔ بلکہ یہ محسوس کر کے کہ حضرت خلیفۃ اول کی وفات بالکل سر پر ہے۔ آپ کی زندگی میں ہی۔ اس رسالہ کو دور دور کے علاقوں میں بھجوا دیا گیا تھا۔ اس رسالہ کا مضمون یہ تھا۔ کہ جماعت میں خلافت کے نظام کی ضرورت نہیں۔ بلکہ انجمن کا انتظام ہی کافی ہے۔ البتہ غیر احمدیوں سے بیعت لینے کی غرض سے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وصیت کے احترام میں کسی شخص کو بطور امیر مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ شخص جماعت یا صدر انجمن احمدیہ کا مطاع نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی امارت اور سرداری محدود اور مشروط ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ یہ اشتہار یا رسالہ بیس اکیس صفحے کا تھا۔ اور اس میں کافی مفصل بحث کی گئی تھی۔ اور طرح طرح سے جماعت کو اس بات پر اُبھارا گیا تھا۔ کہ وہ کسی واجب الاطاعت خلافت پر رضامند نہ ہو۔ جب قادیان میں اس رسالہ کا علم ہوا۔ اور یہ بھی پتہ لگا۔ کہ قادیان سے باہر اس رسالہ کی اشاعت نہایت کثرت کے ساتھ کی گئی ہے تو طبعاً اس پر بہت فکر پیدا ہوا۔ کہ مبادا یہ رسالہ ناواقف لوگوں کی ٹھوکر کا باعث بن جائے۔ اس کا فوری ازالہ وسیع پیمانہ پر تو مشکل تھا۔ مگر قادیان کے حاضر الوقت احمدیوں کی ہدایت کے لئے ایک مختصر سا نوٹ تیار کیا گیا۔ جس میں یہ درج تھا۔ کہ جماعت میں اسلام کی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کے مطابق خلافت کا نظام ضروری ہے۔ اور جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ جماعت کے مطاع تھے۔ اسی طرح آئندہ خلیفہ بھی مطاع ہوگا۔ اور خلیفہ کے ساتھ کسی قسم کے شرائط طے کرنا۔ یا اس کے خداداد اختیاروں کو محدود کرنا کسی طرح درست نہیں۔ اس نوٹ پر حاضر الوقت لوگوں کے دستخط کرائے گئے۔ تاکہ یہ اس بات کا ثبوت ہو۔ کہ جماعت کی اکثریت نظام خلافت کے حق میں ہے۔ غرض یہ رات بہت سے لوگوں نے انتہائی کرب اور اضطراب کی حالت میں گزاری ؛

سمجھوتہ کے لئے آخری کوشش

دوسرے دن فریقین میں ایک آخری سمجھوتہ کے خیال سے نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی پر ہر دو فریق کے چند زعماء کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں ایک طرف مولوی محمد علی صاحب اور ان کے چند رفقاء اور دوسری طرف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور نواب محمد علی خان صاحب۔ اور بعض دوسرے مؤیدین خلافت شامل ہوئے اس میٹنگ میں منکرین خلافت کو ہر رنگ میں سمجھایا گیا۔ کہ اس وقت سوال صرف اصول کا ہے۔ پس کسی قسم کے ذاتی سوال کو درمیان میں نہ لائیں۔ اور جماعت کے شیرازہ کی قدر کریں۔ یہ بھی کہا گیا۔ کہ اگر منکرین خلافت سرے سے خلافت ہی کے اڑانے کے درپے نہ ہوں۔ تو ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتے ہیں۔ کہ مومنوں کی کثرت رائے سے جو بھی خلیفہ منتخب ہوگا۔ خواہ وہ کسی پارٹی کا ہو۔ ہم سب دل و جان سے اس کی خلافت کو قبول کریں گے۔ مگر منکرین خلافت نے اختلافی مسائل کو اڑا بنا کر خلافت کے متعلق ہر قسم کے اتحاد سے انکار کر دیا۔ بالآخر جب یہ لوگ کسی طرح بھی نظام خلافت کے قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے۔ تو ان سے استدعا کی گئی۔ کہ اگر آپ لوگ خلافت کے منکر ہی رہنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کا خیال آپ کو مبارک ہو۔ لیکن جو لوگ خلافت کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ آپ خدارا ان کے رستے میں روک نہ بنیں اور انہیں اپنے میں سے کوئی خلیفہ منتخب کر کے ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے دیں۔ مگر یہ اپیل بھی بہرے کانوں پر پڑی۔ اور اتحاد کی آخری کوشش ناکام رہی۔ چنانچہ جب ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو بروز ہفتہ۔ عصر کی نماز کے بعد سب حاضر الوقت احمدی خلافت کے انتخاب کے لئے مسجد نور میں جمع ہوئے۔ تو منکرین خلافت بھی اس مجمع میں روڑا اٹکانے کی غرض سے موجود تھے ؛

بیعت خلافت ثانیہ کا نظارہ

اس دو ہزار کے مجمع میں سب سے پہلے نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وصیت پڑھ کر سنائی جس میں جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی نصیحت تھی۔ اس پر ہر طرف سے "حضرت میاں صاحب" "حضرت میاں صاحب" کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اور اسی کی تائید میں مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے جو جماعت کے پرانے بزرگوں میں سے تھے۔ کھڑے ہو کر تقریر کی۔ اور خلافت کی ضرورت اور اہمیت بتا کر تجویز کی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بعد میری رائے میں ہم سب کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر جمع ہو جانا چاہیئے۔ کہ وہی ہر رنگ میں اس مقام کے اہل اور قابل ہیں۔ اس پر سب طرف سے پھر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے حق میں آوازیں اٹھنے لگیں۔ اور سارے مجمع نے بالاتفاق اور بالاصرار کہا۔ کہ ہم انہی کی خلافت کو قبول کرتے ہیں۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بعض رفقاء بھی موجود تھے۔ مولوی محمد علی صاحب نے مولوی سید محمد احسن صاحب کی تقریر کے دوران میں کچھ کہنا چاہا اور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔ لیکن لوگوں نے کہہ کر انہیں روک دیا۔ کہ جب آپ خلافت ہی کے منکر ہیں۔ تو اس موقعہ پر ہم آپ کی کوئی بات نہیں سن سکتے اور اس کے بعد مومنوں کی جماعت نے اس جوش اور ولولہ کے ساتھ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی طرف رُخ کیا۔ کہ اس کا نظارہ کسی دیکھنے والے کو نہیں بھول سکتا۔ لوگ چاروں طرف سے بیعت کے لئے ٹوٹے پڑتے تھے۔ اور یوں نظر آتا تھا۔ کہ خدائی فرشتے لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر منظورِ ایزدی کی طرف کھینچے لا رہے ہیں۔ اس وقت ایسی ایمانی حالت تھی۔ اور جوش کا یہ عالم تھا۔ کہ لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ اور بچوں اور کمزور لوگوں کے پس جانے کا ڈر تھا۔ اور چاروں طرف سے یہ آواز اٹھ رہی تھی کہ ہماری بیعت قبول کریں۔ ہماری بیعت قبول کریں۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے چند لمحات کے تامل کے بعد جس میں ایک عجیب قسم کا پُر کیف عالم تھا لوگوں کے اصرار پر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اور بیعت لینی شروع کی۔ یک لخت مجلس میں سناٹا چھا گیا۔ اور جو لوگ قریب نہیں پہونچ سکتے تھے۔ انہوں نے اپنی پگڑیاں پھیلا پھیلا کر۔ اور ایک دوسرے کی پیٹھوں پر ہاتھ رکھ کر بیعت کے الفاظ دہرائے۔ بیعت شروع ہو جانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء اس مجمع سے حسرت کے ساتھ رخصت ہو کر اپنی فرودگاہ کی طرف چلے گئے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت کے بعد پہلی تقریر

بیعت کے بعد لمبی دعا ہوئی جس میں سب لوگوں پر رقت طاری تھی۔ اور پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس مجمع میں کھڑے ہو کر ایک درد انگیز تقریر فرمائی جس میں جماعت کو اس کے نئے عہد کی ذمہ واری بتا کر آئندہ کام کی طرف توجہ دلائی۔ اور اسی دوران میں کہا۔ کہ میں ایک کمزور اور بہت ہی کمزور انسان ہوں۔ مگر میں خدا سے امید رکھتا ہوں۔ کہ جب اس نے مجھے اس خلعت سے نوازا ہے۔ تو وہ مجھے اس بوجھ کے اٹھانے کی طاقت دے گا۔ اور میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔ اور تم میرے لئے دعا کرو چنانچہ فرمایا:۔

"دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ پھر میرا یقین ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں ..... پھر میرا یقین ہے۔ کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے۔ جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے پھر میرا یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے۔ جس کی خبر مسلم میں ہے۔ اور وہی امام تھے۔ جس کی خبر بخاری میں ہے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں۔ کہ شریعت اسلامی کا کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہو سکتا ..... خوب غور سے دیکھ لو۔ اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو۔ کہ جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی وہ جب خلافت حکومت کے رنگ میں تبدیل ہو گئی۔ تو گھٹتی گئی ..... تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی منہاج نبوت پر حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کے وعدوں کے موافق بھیجا۔ اور ان کی وفات کے بعد پھر وہی سلسلہ خلافت راشدہ کا چلا ہے ..... حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب ان کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہو۔ اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے ..... پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اسلام مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا۔ .....

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ میرے دل میں ایک خوف ہے۔ اور میں اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں ..... میں جانتا ہوں۔ کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں۔ میں کس طرح دعوے کر سکتا ہوں۔ کہ میں دنیا کی ہدایت کر سکوں گا۔ اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں۔ اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو! اس ذمہ واری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے میری مدد کرو۔ اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔ میں انسان ہوں۔ اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتا ہوں۔ کہ میں چشم پوشی اور درگزر کروں گا۔ میرا اور تمہارا متحدہ کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے .....

اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لوگے۔ اور اس عہد کو مضبوط کرو گے۔ تو یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا۔"

(الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

اس بیعت۔ اور اس تقریر کے بعد لوگوں کی طبیعتوں میں کامل سکون تھا۔ اور ان کے دل اس طرح تسلی پا کر ٹھنڈے ہو گئے تھے۔ جس طرح کہ ایک گرمی کے موسم کی بارش ایک جھلسی ہوئی زمین کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ روح القدس نے آسمان پر سے ان کے دلوں پر سکینت نازل کی۔ اور خدا کے مسیح کی یہ بات ایک دفعہ پھر پوری ہوئی۔ کہ:۔

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(الوصیت)

دعا اور تقریر کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے شمالی میدان میں قریباً دو ہزار مردوں۔ اور کئی سو عورتوں کے مجمع میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور پھر حضور کی معیت میں مخلصین کا یہ بھاری مجمع جس کے ہر متنفس کا دل اس وقت رنج و خوشی کے دوہرے جذبات کا مرکز بنا ہوا تھا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو لے کر بہشتی مقبرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں پہونچکر اس مبارک انسان کے مبارک وجود کو ہزاروں دعاؤں کے ساتھ اس کے آقا و محبوب کے پہلو میں سلا دیا۔

الوداع اور خیر مقدم

اے جانے والے! تجھے تیرا پاک عہد خلافت مبارک ہو۔ کہ تو نے اپنے امام و مطاع مسیح موعود کی امانت کو خوب نبھایا۔ اور خلافت کی بنیادوں کو ایسی آہنی سلاخوں سے باندھ دیا۔ کہ پھر کوئی طاقت اسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکی۔ جا اور اپنے آقا کے ہاتھوں سے مبارکباد کا تحفہ لے۔ اور رضوانِ یار کا ہار پہن کر جنت میں ابدی بسیرا کر۔

اور اے آنے والے! تجھے بھی مبارک ہو۔ کہ تو نے سیاہ بادلوں کی دل ہلا دینے والی گرجوں میں مسند خلافت پر قدم رکھا۔ اور قدم رکھتے ہی رحمت کی بارشیں برسا دیں۔ تو ہزاروں کانپتے ہوئے دلوں میں سے ہو کر تختِ امامت کی طرف آیا۔ اور پھر صرف ایک ہاتھ کی جنبش سے ان تھراتے ہوئے سینوں کو سکینت بخش دی۔ آ اور ایک شکور جماعت کی ہزاروں دعاؤں اور تمناؤں کے ساتھ ان کی سرداری کے تاج کو قبول کر۔ تو ہمارے پہلو سے اٹھا ہے۔ مگر بہت دور سے آیا ہے۔ آ۔ اور ایک قریب رہنے والے کی محبت اور دور سے آنے والے کے اکرام کا نظارہ دیکھ ؎

اے فخرِ رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدۂ زراہِ دور آمدۂ

۱۔ بڑھاپے تک دانت مضبوط و قائم ٭
۲۔ مرتے دم تک بینائی و عینک سے بے نیازی۔ ان نیچرل ریجوونیشن کورسس کی تفصیلات جلد طلب کیجئے۔ اور فائدہ اٹھائیے۔
۳۔ ذریعہ پٹہ گھر بیٹھے ڈاکٹر ہو جائیے (ایم۔ ڈی گوا) اور بے روزگاری کو خیرباد کہیئے ٭
سکرٹری جامع العلوم۔ گاہیم پاڈ۔ واڈاولی پو۔ گڈلا ویر پوسٹ آفس ضلع کرشنا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی سیرت کی چند خصوصیات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از قلم
حضرت مولوی شیر علی صاحب
بی اے۔

بندہ اپنے ایک مضمون میں اپنے ذاتی اور بلا مشاہدہ کی بنا پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بچپن اور جوانی کے زمانہ کے بعض حالات بیان کر چکا ہے۔ جو "الفضل" ۵ رنومبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ کیونکہ پہلے میں انجمن ترقی اسلام کا جس کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلافت کے ابتدائی ایام میں ہی بنیاد ڈالی سکرٹری رہا۔ پھر نظارتوں کے قائم ہونے کے بعد ایک عرصہ تک ناظر خاص۔ اور ناظر اعلےٰ رہا۔ اس کے بعد ناظروں کے زمرہ میں شامل رہا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کا سکرٹری۔ اور ممبر بھی رہا۔

اس زمانہ میں جس بات نے میرے دل پر خاص اور گہرا اثر ڈالا۔ وہ آپ کا عدل و انصاف ہے۔ اور آپ کے اس خلق کا احساس جماعت کے ان سب اصحاب کو ہے۔ جنہیں حضور کے فیصلہ جات اور انتظام کا مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ لیکن میں صرف اس علم کی بنا پر جو مجھے نظارتوں یا صدر انجمن میں رہ کر حاصل ہوا۔ اور وہ علم زیادہ تر ایسے امور کے متعلق ہے۔ جو عام طور پر پبلک کے علم میں نہیں آئے۔ چند باتیں پیش کرتا ہوں:۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا عدل و انصاف

عدل و انصاف کے معاملہ میں آپ امیر و غریب اور چھوٹے بڑے میں کوئی امتیاز نہیں فرماتے۔ اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں:۔

بابا نظام الدین صاحب مرحوم ایک نہایت غریب اور ضعیف انسان تھے جو دُور الضعفاء قادیان میں رہتے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ حضرت امیر المومنین کے حضور ناظر صاحب اعلےٰ کے خلاف کوئی شکایت پیش کی۔ جس امر کے متعلق شکایت تھی۔ اس کی تفصیل اس وقت مجھے یاد نہیں۔ مگر وہ ایسی بات تھی۔ جسے سرکاری دفاتر میں قابل التفات نہیں سمجھا جاتا۔ مگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس کے متعلق سخت نوٹس لیا۔ اور ناظر صاحب اعلےٰ کو جو اپنے عہدہ کی عزت کے علاوہ ذاتی طور پر بھی بہت بڑی وجاہت رکھتے تھے۔ حکم دیا۔ کہ بابا نظام الدین صاحب سے معافی مانگیں۔ مجھے اس واقعہ کا علم خود ناظر صاحب اعلےٰ سے ہوا:۔

ضبط و انتظام

حضور کا ضبط اور انتظام بھی اپنے اندر عدل و انصاف کا عنصر غالب رکھتا ہے۔ سلسلہ کے انتظامی امور میں آپ کسی کارکن کی رُو رعایت نہیں فرماتے۔ میں نے ناظروں اور انجمن کے ممبروں میں رہ کر دیکھا ہے ہر ایک کو اس بات کا فکر رہتا ہے۔ کہ اگر اس سے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کسی قسم کی سستی اور کوتاہی ہوئی۔ تو سخت باز پُرس ہوگی۔ اور اگر میں یہ کہوں۔ کہ ہر ایک ناظر اور افسر جس کا انتظامی امور میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے براہ راست تعلق ہے۔ ہر وقت لرزاں و ترساں رہتا ہے۔ اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت اور لاپرواہی کی صورت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مواخذہ کا خوف ہر وقت اس پر طاری رہتا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا:۔

بے رورعایت رویّہ

ناظروں اور صدر انجمن کے ممبروں اور افسروں میں بعض ایسے افراد بھی شامل رہے ہیں۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے نہایت قریبی رشتہ داری کا تعلق رکھتے تھے۔ بلکہ ذاتی طور پر وُہ حضور کے لئے جائے احترام تھے۔ لیکن آپ نے اپنے فرائض کے سرانجام دینے میں کبھی ان میں اور دوسروں میں کوئی امتیاز نہیں فرمایا۔ مثال کے طور پر میں حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم و مغفور کا نام پیش کرتا ہوں۔ جو حضور کے حرم اول کے والد تھے۔ میں نے ان کے بارہ میں حضور کی بعض کی تحریریں انجمن میں پڑھیں۔ ان کو پڑھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ تحریر آپ اپنے کسی قریبی رشتہ دار کے متعلق لکھ رہے ہیں۔ بلکہ عام تحریروں کی نسبت ان میں کچھ زیادہ ہی سختی پائی جاتی تھی۔ اور میں دیکھتا تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم اسی طرح خائف رہتے تھے جیسے دوسرے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ:۔

غلطی اور کوتاہی کی صورت میں یا حضور کے منشاء کی پوری تعمیل نہ کرنے کی صورت میں وُہی کارکن خائف نہیں ہوتے جو حضور کے سامنے قادیان میں رہتے ہیں۔ بلکہ وُہ کارکن جو ہزارہا میل کے فاصلہ پر ہوتے ہیں۔ وُہ بھی فکرمند رہتے ہیں۔ قیام لندن کے دوران میں میں نے دیکھا۔ کہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد اگرچہ حضور کے خاص معتمدین میں سے ہیں۔ اور ان چند مخصوص لوگوں میں سے ہیں۔ جن کو حضور اکثر اپنے ہاتھ سے خط لکھتے ہیں۔ وُہ بھی اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی میں ایسے ہی محتاط رہتے تھے۔ جیسے وُہ کارکن جو حضور کے قریب قادیان میں رہتے ہیں:۔

میں اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز میرے ساتھ حد درجہ عفو اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔ میں اپنی حد درجہ کی کوتاہیوں اور سستیوں کو دیکھ کر اپنے آپ کو اس قابل پاتا ہوں کہ مجھ کو میری سستیوں اور غفلتوں کی وجہ سے کارکنی سے علیحدہ کر دیا جاتا۔ مگر حضور باوجود میری غفلتوں کے میرے ساتھ ہمیشہ چشم پوشی اور درگذر سے ہی کام لیتے رہے ہیں۔ لیکن باوجود حضور کی اس قدر مہربانیوں اور احسانوں کے میں کبھی نڈر نہیں ہوا۔ بلکہ اپنی غفلتوں۔ اور سستیوں کی وجہ سے ہمیشہ خائف رہتا ہوں:۔

بے حد محنت کی عادت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ میں ایک بات یہ بھی پائی جاتی ہے۔ کہ بے حد محنت اور مشقت سے کام کرنے والے انسان ہیں۔ اور باوجود کمزوری صحت کے دن رات سخت محنت سے کام کرتے ہیں۔ سفر یورپ میں حضور کے ہمراہ جن اصحاب کو جانے کا موقعہ ملا۔ ان کا بیان ہے۔ کہ اس سفر میں ان کو سخت محنت سے کام کرنا پڑتا تھا۔ مگر دن رات ایک کر دینے پر بھی یہ ڈر رہتا تھا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تسلی نہیں ہوئی:۔

حضور رات کو دو دو بجے تک کام کرتے ہیں۔ بہت بڑی ڈاک زیادہ تر رات کو ہی پڑھتے ہیں۔ کیونکہ دن کو دوسرے کاموں کی وجہ سے موقعہ نہیں ملتا:۔

حضور ناظروں کے کام کی نگرانی کے علاوہ ان کے دفاتر کی بھی نگرانی رکھتے ہیں اور یہ نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وقت کی پوری پابندی کی جائے۔ بعض اوقات حاضری

پورا ہونے والا تھا۔ اس لئے ایک تقریب پر ایک دشمنِ ملک وملت نے ان پر ایک گز کے فاصلہ سے متواتر تین فائر کر کے ان کی جان لے لی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اس وقت افغانستان بھر کے لوگوں کے مونہہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

یعنی ایسے ہمدرد اور خیر خواہ ملک وقوم حکمران کی کابل کو بے حد ضرورت تھی۔ مگر وہ فوت ہو گیا۔

اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی حیرت انگیز طریق سے پوری ہوئی اول امان اللہ کے فرار اور اس کے خاندان کی مکمل تباہی کے سامان مہیا ہوئے۔ اس نے پے در پے تین احمدیوں کو سنگسار کرا کے اپنے آپ کو انتہائی ذلت۔ اور رسوائی کا مورد بنا لیا۔ دوم یہ انقلاب آنے تک نادر خان صاحب کو باوجود سخت علالت کے زندہ رکھا۔ اور پھر بیماری کی حالت میں ہی توفیق دی۔ کہ یورپ سے چل کر کابل میں آئیں۔ اور باوجود بے سروسامان ہونے کے بچہ سقہ سے اہل کابل کو نجات دلائیں۔ پھر اہلِ کابل ان کو اپنا بادشاہ بنا کر "نادر شاہ" قرار دیں۔ اور بالآخر ایک دشمن قوم وملت کے ہاتھوں قتل ہو کر اہلِ کابل سے ان الفاظ میں خراجِ عقیدت حاصل کریں۔ کہ

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا یہ عظیم الشان نشان بھی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہدِ خلافت میں ظہور پذیر ہوا۔

۱۱۔ زلزلہ بہار۔ اور زلزلہ کوئٹہ

یہ تباہ کن زلزلے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے بہت بڑے نشان ہیں۔ بہار کا زلزلہ جو ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۴ء کو ہندوستان کے شمال مشرقی حصہ میں آیا۔ اس کے متعلق حضور نے ۱۹۰۷ء میں رؤیا دیکھا۔ کہ:۔

"بشیر احمد (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے) کھڑا ہے۔ وہ ہاتھ سے شمال مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا"

(بدر ۱۹۰۷ء نمبر ۱۸)

ایک خاص علامت اس زلزلہ کے متعلق یہ بیان کی گئی تھی۔ کہ اس کے ساتھ ہی سیلاب کی تباہی بھی شامل ہوگی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔ ؎

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

پھر ایک الہام یہ بھی ہوا۔ کہ:۔

"صحن میں مذبحیاں چلیں گی۔ اور سخت زلزلے آئیں گے" (بدر ۱۹۰۶ء نمبر ۴۳)

چنانچہ ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۴ء کو جو تباہ کن اور ہلاکت آفرین زلزلہ صوبہ بہار میں آیا۔ اس میں یہی کیفیت ہوئی۔ اخبارات کے تفصیلی بیانات کے علاوہ ہز ایکسی لنسی گورنر بہار نے ایک تقریر کے دوران میں کہا:۔

"اس زلزلہ کی تباہ کاری گزشتہ تاریخ کے مقابلہ میں بلحاظ عظمت سب سے زیادہ وسیع اور بھاری ہے۔ شہری آبادی میں پر یہ مصیبت آئی ہے۔ ۵۔ لاکھ نفوس سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ ۱۲ شہر جن کی آبادی ۱۰۔ ہزار سے ۶۰۔ ہزار تک تھی۔ کامل طور پر تباہ ہو گئے ہیں۔ ایک بہت بڑے علاقہ کے زمینداروں کی قابلِ کاشت زمینیں شگافوں۔ غاروں اور پانی کے ابلتے ہوئے چشموں سے تباہ ہو گئی ہیں۔ اور پانی کے ساتھ نکلی ہوئی ریت نے تین فٹ اونچائی تک بلکہ اس سے زیادہ زمین کو ڈھانک دیا ہے" (سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ لاہور۔ ۵۔ فروری ۱۹۳۴ء)

(اخبار اہلحدیث، ۹ فروری ۱۹۳۴ء)

امرت سر نے لکھا:۔

"یقین ہے۔ کہ بعد ختم رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام اگر نبوت جاری رہتی۔ تو جدید نبی پر جو کتاب آتی۔ اس میں حادثہ عاد وثمود اور فرعونیوں کی تباہی کے ذکر کے ساتھ ہی صوبہ بہار کے زلزلہ زدہ مقامات کا ذکر بھی ضرور ہوتا۔ یعنی بتایا جاتا کہ عادیوں اور ثمودیوں کے عذاب سے زیادہ عذاب ان مقامات پر آیا"

گویا "اہلحدیث" نے صاف اقرار کیا۔ کہ ایسے عذاب خدا کے مامورین اور مرسلین کے انکار پر ہی آیا کرتے ہیں۔

ابھی یہ خطرناک اور تباہ کن زلزلہ لوگوں کو بھولا نہیں تھا۔ کہ ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو کوئٹہ میں خدا تعالےٰ نے قہری تجلی دکھائی۔ اور آنِ واحد میں کوئٹہ کا شاندار اور پُررونق شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو گیا۔ نیز گردو نواح کے کئی گاؤں بالکل تباہ وبرباد ہو گئے۔ اور دیکھنے والوں کا بیان ہے۔ کہ گو رقبہ متاثرہ کے لحاظ سے اس کی تباہی زلزلۂ بہار کی تباہی سے کم ہے۔ لیکن نقصان کے لحاظ سے اس کی بربادیاں یقیناً اس سے زیادہ ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے فرشتوں نے ان دونوں زلزلوں میں احمدیوں کی خارق عادت طور پر حفاظت کی۔ اور ان کا نقصان دوسری آبادی کے مقابلہ میں معجزانہ طور پر کم ہوا۔

نشانات تو اور بھی بہت سے ہیں جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہدِ مبارک میں پورے ہوئے مگر یہ بطور نمونہ حسب گنجائش پیش کئے گئے ہیں۔

جشنِ خلافت

از جناب عبد المجید صاحب طالب جہلم

اے زہے عہدِ خلافت اے زہے دورِ کمال
ہر طرف ہیجت ہی ہیجت ہر طرف جوشِ نشاط
خادمانِ بزمِ ملت کیوں نہ ہوں عشرت بجاں
سیصہ در پا ہے وقارِ احمدیت کی اساس
کیا نہیں ہے خادمانِ حضرتِ والا کے پاس
خود خدا کے ہاتھ میں اسلام کی ناموس ہے
یہ جماعت کیوں نہ ہو دنیا میں مقبولِ انام

یہ جماعت ہی محافظ ہے خدا کے نام کی
اس جماعت ہی سے قائم شان ہے اسلام کی

احمدیوں پر ہو افضلِ خدائے ذوالجلال
ذرہ ذرہ آج فیضانِ اتم سے ہے نہال
منقضی عہدِ خلافت پر ہوئے پچیس سال
اب نہیں اس قصرِ جاں افروز کو خوفِ زوال
شان وشوکت جاہ وعظمت فقر وعزت ملک ومال
ہو نہیں سکتا کبھی گلزارِ احمد پائے مال
اس جماعت کے لئے مقسوم ہے جاہ وجلال

جشنِ مہرِ خلافت ہے بہ اوجِ نیم روز
صبح افشاں، طلعت نما جلوہ گرا، تابش فروز
دلنشیں ہے آپ کی صورت۔ تو سیرت دل فروز
اے امیر المومنیں صد مرحبا صد مرحبا
آپ کی آواز دشمن کو ہے تیر سینہ دوز
دہر میں تبلیغِ ملت آپ کے دم سے ہوئی
آپ کی بزمِ وفا میں اجتماعِ ساز وسوز
آپ کے قصرِ ولا میں شمع و پروانہ بہم
کس طرح ضو یاب ہوتا یہ جہانِ تیرہ روز
مشعلِ ارشاد اگر روشن نہ ہوتی آپ کی
آپ کی سیرت نوا اندوزِ صدیق وعمرؓ
آپ کی فطرت ہلاک جہل اور عدوان سوز
کارِ ملت آپ کے دم سے ہوا ہے فیضیاب
آپ سے تکمیل پائے گا۔ جو باقی ہے ہنوز

آپ ہیں اک یکسر بشارت ہیں زمانے کے لئے
مضطرب ہیں اہلِ عالم فیض پانے کے لئے

احمدی ہوں گے زمانے بھر میں خوشحال اور بھی
ہے قرینِ ارزو تہذیبِ اعمال اور بھی
زیر ہوں گے آپ کی ہیبت سے دجال اور بھی
آپ کو دے ایزدِ باری زر ومال اور بھی
طائرِ ملت کے نکلیں گے پر وبال اور بھی
ہوں گے حضرت کے خوش آئندہ مآل اور بھی

ہم پہ ہوگی بارشِ اکرام وافضال اور بھی
شاملِ حالِ جماعت ہیں دعائیں آپ کی
آپ نے دی ہے شکستِ فاشِ اہلِ کبر کو
ہیں خزانے ثروت وعظمت کے معمور آپ کے
اس کو سدرہ تک پہنچنا ہے بقدرِ آرزو
احسنِ تقویم ہے۔ تقویم ماضیٔ حضور

بارشِ امن وسلام وبہجت وتسکین باد
ایں دعائے طالبِ از جملہ جہاں آمین باد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافتِ ثانیہ کی تائید میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے غیر معمولی نشانات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ فتوحاتِ نمایاں یہ تواتر سے نشاں ✻ کیا یہ ممکن ہیں بشر سے۔ کیا یہ مکاروں کا کار

(المسیح الموعود)

از قلم جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی اے ایل ایل بی پلیڈر

نشانوں اور نصرتوں کی بارش

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کے دن جبکہ جماعت احمدیہ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالےٰ کو خلیفۂ وقت تسلیم کر کے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ہر اہل بصیرت نے اس عظیم الشان انتخاب میں خدا تعالےٰ کا مخفی ہاتھ کام کرتا ہوا دیکھا لیکن دشمن کی بصیرت سے محروم آنکھیں اس تصرفِ خداوندی کا مشاہدہ نہ کر سکیں۔ اور اپنی نابینائی کے باعث اس انتخاب کو "انسانی منصوبہ" پر محمول کرتے ہوئے بڑے وثوق سے لکھا۔ کہ مصلح اور موعود ہستیوں کے لئے یہ لازم ہوتا ہے۔ کہ جب وہ دعوے کریں۔ تو دنیا ان کی مخالف ہو جائے۔ اور وہ مدت تک ظاہر طور پر ایک بیکسی کی حالت میں چھوڑے جاتے ہیں۔ اور دنیا کی تمام طاقتیں ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتی ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ اپنی تائید اور نصرت ان کے شامل کر کے اور اپنی قدرت کا ہاتھ ان کی تائید میں دکھا کر دنیا پر روشن کر دیتا ہے۔ کہ وہ انسانی منصوبہ سے نہیں بنے۔ بلکہ جس خدا نے ان کو یہ کہا تھا۔ کہ تم مصلح اور موعود ہو۔ اس خدا نے دنیا کی ساری طاقتوں کو جو ان کے خلاف تھیں مغلوب کر کے یہ ثابت کر دیا۔ کہ واقعی وہ اسی کا کلام تھا۔ اور ان کا دعوے اپنی طرف سے نہ تھا۔ پس مصلح اور موعود ہونے کا دعوے اکیلا نہیں ہوتا۔ اس کے پہلے بھی نشانوں کی بارش ہوتی ہے اور اس کے بعد بھی نشانوں اور نصرتوں کی بارش"! (رسالہ المصلح الموعود مولفہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے جون ۱۹۱۴ء)

چونکہ خلافت ثانیہ کے ابتدا میں دشمن کی نظروں سے وہ عظیم الشان الٰہی تائیدات اور پے بہ پے فوق العادت نشانات جو حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لئے دنیا میں ظاہر ہونے والے تھے مخفی تھے۔ اس لئے وہ سمجھتا تھا۔ کہ موجودہ حالات میں یہ ممکن نہیں۔ کہ کسی زمانہ میں ان کے خلاف مخالفت کا ایسا شدید طوفان اٹھے کہ گویا دنیا کی کل طاقتیں آپ کے مٹانے کے لئے کوشاں ہوں۔ اور اس وقت خدا تعالےٰ غیر معمولی نصرت اور تائید کا نظارہ دکھا کر دنیا پر روشن کر دے۔ کہ آپ انسانی منصوبہ سے خلیفہ نہیں بنے۔ مگر اب جبکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہم اس خلافت موعودہ کا پچیس سالہ نہایت شاندار دور پورا کر چکے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی وہ عظیم الشان تائیدات اور نصرتیں جو خلافت ثانیہ کے استحکام اور خدا کے موعود خلیفہ کی شان اولوالعزمی کو دنیا پر اتم تشریح کرنے کے لئے ظاہر ہوئیں ہمارے سامنے ہیں۔

منصب خلافت کے خلاف فتنہ کی ناکامی

غیر مبایعین کا یہ ادعا اب تک ہمیں یاد ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا کثیر حصہ ان کے ساتھ ہے۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مبایعین کی اکثریت بھی جماعت قادیان کے عقائد سے بیزار ہے۔ جیسا کہ "آگ" ضروری اعلان" نامی چھوٹے سے اشتہار میں جو مئی ۱۹۱۴ء میں اہل پیغام کے پانچ ممبروں کی طرف سے شائع کیا گیا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مبایعین کی تعداد ان الفاظ میں بتائی گئی۔ "ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے"

پھر پیغام صلح لاہور نے لکھا۔

"میاں صاحب علی الاعلان چھ ممبران مجلس معتمدین (مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ مولوی صدر الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب) اور ان کے ساتھ ایک کثیر حصہ جماعت کو فاسق ..... کا خطاب دیتے ہیں۔ اور اشاعت اسلام کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو چندہ دینے کے خلاف حکم صادر کرتے ہیں۔ ان کے متبوع کردہ احباب میں سے ایک بڑا حصہ ان ہر دو امور میں ان کو غلطی پر سمجھتا ہے۔ اور ان کلمات کو جو میاں صاحب بعض بزرگان قوم کی نسبت معمولی طور پر ..... لکھ جاتے ہیں استعمال کرنا گناہ سمجھتا ہے۔ اور ان کلمات کا استعمال سخت جرأت کا کام خیال کرتا ہے"۔ (پیغام صلح جلد ۱ نمبر ۱۴۶ مورخہ ۲۵ جون ۱۹۱۴ء)

غرض اس زمانہ میں اہل پیغام کو اپنی کثرت پر ناز تھا۔ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ کے وابستگان کی تعداد بمقابلہ غیر مبایعین کم تھی۔ بلکہ بقول ان کے بمشکل بیسویں حصہ کے برابر تھی۔ یہ صورت حالات تھی۔ جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء کو یعنی اپنی خلافت کے چوتھے دن اللہ تعالےٰ سے فتح و نصرت کا وعدہ پا کر اعلان فرمایا۔

"وہ کام جو ۲۵ سال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور ان کے بعد چھ سال تک حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے کیا تھا خطرہ کی حالت میں ہے۔ ایک جماعت ہے جو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے میں فرق نہیں کرتی۔ ان کو مدنظر ہے کہ مقابل الوں کو شکست دے دیں۔ وہ زور لگا رہے ہیں۔ اپنے علم اور طاقت کو اس مقصد کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک طاقت ہیں۔ اور ہم یہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ وہ کیا کر سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہم تو بالکل ناتواں ہیں۔ ہمارا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ وہ بڑی طاقتوں اور قدرتوں والا ہے۔ وہ اپنے سلسلہ کو ہر ایک شر اور ضرر سے بچا سکتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ بچائے گا ..... مجھے تو اس تصور اور وہم سے بھی جنون ہونے لگتا ہے۔ کہ وہ جماعت جو بڑی کوشش اور عقد ہمت۔ سوز و گداز سے تیار کی گئی تھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے مگر خدا تعالےٰ سے ڈھارس آتی ہے۔ کہ ایسا نہیں ہوگا ..... چاہیئے کہ تم راتوں کو دن کر دو۔ اور اپنی دعاؤں سے اللہ تعالےٰ کے فضل اور نصرت کے وارث بن جاؤ ..... میں خود دعا میں لگا ہوا ہوں۔ خدا نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میں کامیاب کروں گا"

("الفضل" ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

پھر حضور نے مبایعین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"وہ دن آ رہے ہیں جبکہ خدا تعالےٰ تمہیں دنیا کی نظروں میں بھی کامیاب بامراد

کردے گا۔ اور دنیا اپنی آنکھوں سے تم میں جماعت احمد کی پیشگوئی پوری ہوتی دیکھ لے گی۔" (انوار خلافت صد ۵۲)

"خدا تعالےٰ میرا مددگار ہوگا۔ میں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے میں کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے میں بلا اسباب ہوں مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے۔ میں بے مددگار ہوں مگر میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائیگا۔ میں بے پناہ ہوں مگر میرا محافظ وہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی پناہ کی ضرورت نہیں۔" ("کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

غرضکہ اس بے کسی بے بسی اور انتہائی ضعف کی حالت میں حضرت فضل عمر محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی تائید میں الٰہی نصرتوں کی پیشگوئی فرمائی۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے آپکو کامیاب و کامران فرمایا۔ اور جماعت کا ۹۸½ فی صدی حصہ حضور کی بیعت میں شامل ہوگیا۔ چنانچہ آج جبکہ اس پیشگوئی پر ۲۵ سال گزر چکے ہیں۔ اہل پیغام کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے بالمقابل آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اور ان کی جو رہی سہی تعداد ہے وہ غیر احمدیوں سے مداہنت کو اپنا مذہب سمجھتی ہے۔ یہاں تک کہ اب ان میں سے اکثر کے نزدیک احمدیت کسی سلسلہ یا جماعت کا نام نہیں بلکہ محض ایک "تحریک" ہے۔ جس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے۔ کہ احمدیت اسلام کا دوسرا نام نہیں بلکہ اسلام کے محض ایک شعبہ تبلیغ کا کام سرانجام دینا احمدیت کا کام ہے۔ اسلام کی تعلیم کے تمدنی معاشرتی اخلاقی سیاسی اور مذہبی پہلو احمدیت کے دائرہ عمل سے خارج ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون فرضکہ آج اہل پیغام کی یہ وہ حالت ہے۔ جس کی پیشگوئی آج سے ۲۵ سال قبل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمائی تھی۔

"وہ یا تو ہم میں شامل ہو جائیں گے یا غیروں میں مل جائیں گے۔ یا ایسے کمزور ہو جائیں گے۔ کہ ان کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہوگا۔ یہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے اور سچا وعدہ ہے۔"

(الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۱۵ء)

فتنۂ مستریان کی نامرادی

فتنہ خلافت کے بعد اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کا کئی ایک اور فتنوں کے ذریعہ سے امتحان لیا۔ جن میں سے ایک "فتنۂ مستریان" بھی ہے۔ امیر اہل پیغام مولوی محمد علی صاحب نے اس فتنہ کی رو سے اور تمام اہل پیغام نے اس کی اشاعت و پروپیگنڈا کے رنگ میں ہر ممکن مدد کی اس وقت غیر مبایعین بغلیں بجاتے پھرتے تھے۔ کہ اب دیکھو جماعت قادیان کا شیرازہ کس طرح بکھرتا ہے۔ مگر حضرت فضل عمر محمود ایدہ اللہ نے اللہ تعالےٰ سے اطلاع پاکر اعلان فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے میرا نام "عبدالقادر" رکھا ہے۔ میرا کوئی دشمن مجھ پر قادر نہ ہو سکے گا۔ پھر دیکھو اس فتنہ کا کیا انجام ہوا۔ اور آج وہ فتنہ کھڑا کرنے والے مع اپنی سوتیوں کی مشین کے کہاں ہیں؟ کیا یہ کچھ کم نشان قدرت تھا۔

فتنۂ مصری کی تباہی

گو فتنہ "مستریان" اور اس کی غیر معمولی اور عبرتناک ناکامی و نامرادی حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت حقہ اور شان نصلیت کو ثابت کرنے کے لئے کافی تھی۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے مندرجہ الصدر چیلنج کے پیش نظر اللہ تعالےٰ کی غیرت نے تقاضا کیا۔ کہ حضور کی تائید پے بہ پے نشانات اور متواتر تائیدات کے ذریعہ مخالفین پر ہر رنگ میں اتمام حجت کرے۔ چنانچہ اسی مصلحت الٰہی کے ماتحت "فتنۂ مستریان" کے بعد فتنۂ مصری ظاہر ہوا۔ ان لوگوں کو اپنی خفیہ سازشوں اور اندرونی ریشہ دوانیوں کے علاوہ "احرار" اور ہمچو قسم دوسرے معاندین احمدیت کی تائید و حمایت پر بھی ناز تھا۔ اس فتنہ کی آگ کو بھی امیر غیر مبایعین نے خوب بھڑکایا۔ اور بظاہر حالات کامیابی کی موہوم امید پر اخبار "پیغام صلح" اور دیگر اہل پیغام نے بے حجاب ہو کر اپنی فطرت کے تقاضا کو پورا کیا۔ مگر آج وہ "فتنۂ مصری" کہاں ہے۔ وہ علمیت اور فضیلت کی لاف مارنے والے اور جماعت قادیان کی اکثریت کو اپنے ساتھ ملا لینے کا ادعا کرنے والے آج کس گوشۂ گمنامی میں ہیں؟ کیا اللہ تعالےٰ نے اپنے دست قدرت کی ایک ہی تجلی سے اس فتنہ کو ہمیشہ کی موت مار کر حضرت فضل عمر کے مقام خلافت اور حضور کی شان معصومیت پر زبردست نشان قائم نہیں کیا۔ اللہ تعالےٰ نے ان نشانات کے ذریعہ اہل بصیرت پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ دنیاداروں کے جھوٹے منصوبے خواہ وہ سازش کے لحاظ سے کس قدر ہی مضبوط کیوں نہ ہوں خواہ ان کی تائید میں کس قدر تنظیم اور کسقدر روپیہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور خواہ پروپیگنڈا کرنے کے لئے "انجمن اشاعت اسلام لاہور" کی تمام تر کوششیں صرف کیوں نہ ہوں۔ پھر بھی حق و صداقت کے خلاف اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے بالمقابل ان کی پرپیشہ کے برابر وقعت نہیں۔

فتنۂ احرار کی نامرادی

اپنی نوعیت کے لحاظ سے فتنہ ہائے مستریاں و مصریاں اندرونی فتنے تھے ان کی ناکامی و نامرادی کے متعلق امیر غیر مبایعین کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ چند افراد کی مخالفت کا نتیجہ تھے۔ مگر مصلحین کی مخالفت صرف چند مخصوص افراد کی طرف سے ہی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ دنیا کی تمام طاقتیں ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتی ہیں۔ سو اس لحاظ سے بھی اللہ تعالےٰ نے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ کی صداقت کے نشانات ظاہر کئے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے وابستگان خلافت کا ایمان و ایقان بڑھانے اور منکرین پر اتمام حجت کرنے کے لئے فتنۂ احرار کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا امتحان لیا۔ یہ امتحان دوسرے سب امتحانوں سے بڑھ کر تھا۔ کیونکہ یہ فتنہ چند افراد کی مخالفت پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ اس کے پشت و پناہ اور اس سے ہمدردی رکھنے والے ۴۸ کروڑ مسلمانان عالم تھے۔ اور صرف انہی کی مخالفت اس فتنہ کا موجب نہ تھی۔ بلکہ حکومت کے بعض غرض ناشناس افسر اس فتنہ کی کامیابی اور جماعت احمدیہ کی تباہی کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہے تھے ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اشتعال کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ جس کے شعلے ایران مصر اور فلسطین تک جا پہونچے تھے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال جیسے تعلیم یافتہ طبقہ کے وہ افراد جن کو Moderate کہا جاتا تھا اور جو اس سے قبل احرار کی انتہا پسند پالیسی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور جن کا رویہ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کے پیش نظر ہمیشہ احمدیوں سے ہمدردانہ رہا۔ وہ بھی اس موقعہ پر علی الاعلان جماعت احمدیہ کی تکفیر و تضلیل کے مشغلہ میں شریک ہو گئے۔ جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز پر یورش کی گئی۔ مرکز کے اندر ناقابل برداشت فتنہ پردازی اور جماعت احمدیہ کے مقدس امام کے خلاف انتہائی بدزبانی اور اشتعال انگیزی کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے دلوں کو نہایت بے دردی سے مجروح کیا گیا۔ حکومت کے بعض افسروں کی معاندانہ پالیسی کے نتیجہ میں قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہوا۔ کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ کی بعض دفعات کا اطلاق جماعت احمدیہ کے پیارے امام کے خلاف کر کے اہل حق کے سینوں کو چھلنی کرنے کے علاوہ بچوں تک کی بعض عام علمی مجالس کو بھی اس ایکٹ کا تختۂ مشق بنایا گیا۔ اس فتنہ کی خطرناک اور بے پناہ طاقت کا اندازہ کرنے کے لئے صرف یہی امر کافی ہے۔ کہ ان ایام میں اہل پیغام نے لاہور سے ایک قدآدم اشتہار شائع کیا۔ جس میں احرار اور ان کے حامیوں کو مخاطب کر کے یہ تحریر کیا۔ کہ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عقائد" دوسرے مسلمانوں سے مختلف نہیں ہیں۔ ہم تو سب غیر احمدیوں کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ اور تمہارے بھائی ہیں۔ لیکن یہ قادیانی تمہارے دشمن اور تم کو کافر کہتے ہیں۔ مقصد یہ تھا۔ کہ احرار اپنی مخالفت کا رخ صرف قادیان کی طرف ہی رکھیں۔ اس مضحکہ خیز اور انتہائی بزدلانہ اعلان نے جہاں اہل پیغام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی اندرونی فطرت کو بے نقاب کردیا وہاں فتنہ و احرار کی شدت کو بھی ظاہر کردیا۔ اس فتنہ کے وقت ہر طرف سے آوازیں آتی تھیں۔ کہ اب احمدیت گئی۔ جماعت احمدیہ۔ کے خلاف اشتعال انگیزی اور پروپیگنڈا کے لحاظ سے مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ اس فتنہ کا انتہائی معراج تھا جس کی بناء پر دشمن کے کیمپ میں فتح کے شادیانے بجائے گئے۔ انہوں نے علی الاعلان کہا۔ کہ "ہم نے احمدیت کو کچل دیا ہے" یہ وہ وقت تھا جب حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضور کے مبایعین صحتی نصر اللہ کی صدا بلند کرنے پر مجبور ہوئے۔ جس کے جواب میں وعدۂ الٰہی الا ان نصر اللہ قریب کے مطابق اللہ تعالےٰ نے حضور کو بشارتیں دیں۔ چنانچہ حضور نے نہایت کھلے الفاظ میں اعلان فرمایا۔ کہ "میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی دیکھ رہا ہوں" اور بتادیا۔ کہ اللہ تعالےٰ عنقریب زبردست قہری نشان نازل فرمائیگا اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کیا ہوا اللہ تعالےٰ نے زلزلہ کوئٹہ کا وہ قہری نشان دکھایا۔ جس کے باعث ہندوستان کے کونہ کونہ میں ماتم کی صفیں بچھ گئیں تمام مخالفین کی توجہ قادیان سے ہٹ کر ادھر مبذول ہوگئی۔ بانیان فساد یعنی احرار کو جلب زر کے لئے کوئٹہ فنڈ زیادہ امید افزا معلوم ہوا۔ اور وہ مسلمانوں کا مال اس بہانے سے لوٹنے میں مشغول ہوگئے۔

چونکہ خدا تعالےٰ اپنی باریک در باریک حکمتوں کے ماتحت حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بالمقابل احرار کی ناکامی و نامرادی کو بے نقاب کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے احرار نے پھر قادیان کا رخ کیا۔ اور جماعت احمدیہ کو تختۂ مشق ظلم بنانے اور مرکز احمدیت میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کی پالیسی پر عمل کیا جانے لگا۔ گئی رنگ میں اس مقصد کے حصول کی کوشش کی گئی۔ یہ زمانہ جماعت کے لئے انتہائی طور پر صبر آزما تھا۔ احرار کی اس حد درجہ دلآزار پالیسی کی آخری کڑی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے بھائی حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر ایک کمینے اور ذلیل گداگر احراری کا قاتلانہ حملہ تھا۔ اس روح فرسا واقعہ نے جماعت احمدیہ کے ایک ایک فرد کے دل میں غم و غصہ کی آگ لگادی۔ ایک طرف احرار کی یہ اشتعال انگیزی تھی۔ اور دوسری طرف خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کا یہ حکم تھا۔ کہ دامن صبر ہاتھ سے نہ جائے۔ اس وقت ہر احمدی زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا

بندھے ہیں ہاتھ دل زخمی لبوں پر مہر خاموشی
عجب انداز کی موئے ہماری زندگانی ہے

یہ حملہ شروع جولائی ۳۵ء میں ہوا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کو صبر کی تلقین فرماتے ہوئے تحریر فرمایا۔

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برماؤ
یہ درد رہے گا تنکے دو اتم صبر کرو وقت آنے دو
تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قوت محبت پیدا کریں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو
یہ زخم تمہارے سینوں کے بجائینگے رشک چمن اسدن
ہے قادر مطلق یار مرا تم میرے یار کو آنے دو

حضور کی یہ نظم الفضل ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی۔ اور ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء کو قضیہ شہید گنج کے سلسلہ میں احرار کی غداری بے نقاب ہونی شروع ہوگئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کے ذریعہ احرار اور تمام بانیان فساد کو انتہائی طور پر ذلیل کیا۔ وہی "سات کروڑ مسلمان" جن کی نمائندگی کا ادعا امیر شریعت احرار" نے قادیان کے خطبۂ صدارت میں کیا تھا۔ اس کو کافر مردود، شیطان غدار اور مسلمانوں کو لوٹنے والا قرار دینے لگے۔ ان کی وہی زبانیں اور ہاتھ جو اس سے قبل احرار کے اشاروں پر جماعت احمدیہ کے خلاف اٹھتے تھے۔ خود احرار کے خلاف استعمال ہونے لگے۔ یہ حضرت فضل عمر کی صداقت اور جماعت احمدیہ کی حقانیت کا ایک کھلا کھلا نشان تھا کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان نشانات میں کسی انسان کا ہاتھ تھا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ طاقت نمائی شرک کے تمام شائبوں سے پاک تھی۔ اس طرح انبیاء اور اولیاء کا محبوب بے نقاب ہوکر اس وقت دنیا پر ظاہر ہوا۔ تا ان شرک کے ایام میں لوگوں کو بتادے۔ کہ میں قادر و توانا خدا ہوں۔ جس کو میں خلافت اور مصلحیت کی خلعت سے سرفراز کرتا ہوں اس کی مدد اور نصرت بھی میں ہی کیا کرتا ہوں۔ اور دنیا کی کوئی طاقت میرے مقرر کردہ خلیفہ کے بالمقابل کامیاب نہیں ہوسکتی ؎

مونہہ مانگا نشان

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کا یہ مونہہ مانگا نشان صداقت اللہ تعالےٰ نے مولوی صاحب کی زندگی میں ہی ان کو دکھایا۔ یعنی اس تقدیر خدا نے مولوی محمد علی صاحب کو پچیس سال زندہ رکھ کر خلافت ثانیہ کی ترقیات اور حضرت فضل عمر اور حضور کے وابستگان پر پے بہ پے نشانوں اور نصرتوں کی بارشیں مشاہدہ کرا کے ان پر حجت تمام کردی ؎

آج ہم ان آسمانی نشانوں اور الٰہی نصرتوں کو دیکھ کر جہاں اللہ تعالےٰ کے حضور سجدۂ شکر بجا لاتے۔ اور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی درازئ عمر اور حضور کے مقاصد کی کامیابی کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ وہاں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور تمام دوسرے معاندین سے کہتے ہیں۔ کہ آپ لوگوں نے ابتدائے خلافت ثانیہ سے لیکر آج تک پورے پچیس سال انتہائی زور لگایا۔ مگر اس مخالفت نے حضرت فضل عمر مصلح موعود کا کیا بگاڑا! ہر قدم پر اللہ تعالےٰ نے آپ لوگوں کو ناکام اور حضرت فضل عمر کو کامیاب کیا۔ اور پے بہ پے نشانات سے ثابت کردیا۔ کہ "وہ انسانی منصوبہ سے نہیں بنے بلکہ جس خدا نے ان کو یہ کہا تھا۔ کہ تم مصلح اور موعود ہو۔ اسی خدا نے دنیا کی ساری طاقتوں کو جو ان کے خلاف تھیں مغلوب کرکے یہ ثابت کردیا۔ کہ واقعی وہ اسی کا کلام تھا۔ اور ان کا دعوےٰ اپنی طرف سے نہ تھا۔

سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے، راہ حرماں چھوڑ دو رحمت کے ہو امیدوار

(مسیح الموعود)

کارخانہ اسلامی بھائیوں کی دوکان کے بے نظیر تحفے

غیر مسلموں کے مقابلہ میں اسلامی بھائیوں کی دوکان رجسٹرڈ واقع کشمیری بازار لاہور کے بے نظیر تحفے ہمیشہ استعمال فرمائیں۔

چنن آملہ ہیئر آئل رجسٹرڈ یہ تیل یونانی ادویات اور طب جدید کے اصول کے مطابق خاص کیمیاوی طریق سے روغن کدو اور سرسوں میں تیار کیا جاتا ہے۔ جو کہ بالوں کو سیاہ جلد کو نرم خشکی کو دور دماغ کو قوت اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا ہے۔ بالوں کو گرنے سے بچا کر لمبا۔ خوشنما اور سیاہ لاتا۔ نزلہ زکام کو دور کرتا اس تیل کا خاص وصف ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت نہایت ہی کم رکھی گئی ہے۔ امید ہے کہ ایک بار ضرور استعمال فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی جائے گی قیمت فی سیر مبلغ چار روپے بوتل مبلغ تین روپے آدھا ایک روپیہ آٹھ آنہ پونا بارہ آنہ نمونہ کی شیشی چار آنہ

گلزار سینٹ فلاور موسم بہار کے تازہ اور چیدہ چیدہ پھولوں کی روح زمانہ حال کی خوشبوؤں کا شہنشاہ جو کہ منٹ منٹ کے بعد اپنی خوشبو کو بدلتا ہے اور خوشبو کئی روز تک قائم رہتی ہے قیمت فی تولہ عمدہ شیشی کلاں بارہ آنہ نمونہ چار آنہ اس کے علاوہ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطریات، روغنیات۔ کریم سنو۔ سرخی پوڈر، صابون وغیرہ بازار سے مقابلۃً ارزاں فروخت ہوتے ہیں۔ فہرست طلب کرنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے ہماری اشیاء اپنے شہر کے تمام جنرل مرچنٹوں سے خرید فرمائیں یا براہ راست **کارخانہ اسلامی بھائیوں** کی دوکان رجسٹرڈ پرفیومر کشمیری بازار لاہور سے منگوائیں ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافتِ ثانیہ کے عہد میں اخبارات و رسائل سلسلہ احمدیہ کی رفتارِ ترقی

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ قادیان

کسی قوم کی تہذیب و ارتقاء کا جائزہ لینے کے لئے بہترین معیار اس کے اخبارات ہیں۔ اذا الصحف نشرت کی پیشگوئی (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت مہد سے متعلق ہے) کے ماتحت یوں بھی ان کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ مجھے یہ دکھانا ہے۔ کہ عہدِ خلافت ثانیہ میں احمدی اخبارات نے ترقی کے مدارج کس حد تک طے کئے۔ لیکن وہ جان ناتوان جو پابند صحن خانہ اور آشتی چشم و گوش کی وظیفہ خوان ہو۔ کیا بیان کرے گی۔ جب کہ نہ تو ضروری ریکارڈ میسر ہو سکے۔ اور نہ اتنی فرصت و ہمت۔ کہ دُور دراز کے مختلف مقامات کے معتمدین سے معلومات حاصل کر کے پیشکش محفل مسرت منزل احباب کرے۔ اس بے سروسامانی کی حالت میں جو کچھ حافظہ کی بنا پر بن پڑے گا۔ ذیل میں لکھتا ہوں:۔

ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مختلف اشتہارات شائع کر کے اور بیرونی اخبارات اور رسالوں میں مضامین لکھ کر تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا مقدس فریضہ بجا لاتے رہتے۔ آپ کو اپنی تصانیف چھپوانے اور ان کے پروف دیکھنے کے لئے امرتسر تک سفر کرنا پڑتا۔ حتےٰ کہ وہ وقت آگیا۔ جس کی خبر فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا میں دی جا چکی تھی یہاں قادیان میں پریس جاری کر دیا گیا۔ خدا نے ایسے مخلص کارکن بھی پیدا کر دیئے جو اپنا وطن چھوڑ کر آئے۔ اور پھر جو ہنر وہ جانتے تھے۔ دوسرے بھائیوں کو سکھایا۔ کاپی نویس بھی آگئے۔ اور یہاں تک ترقی کی۔ کہ استاد بن کر دوسروں کو بھی یہ فن سکھایا۔ اور انصار کی امداد سے بفضلہ تعالےٰ بے نیاز کر دیا۔ کچھ لوگ تو ان میں سے گزر چکے۔ اور بعض مبارک شکلیں اب بھی نظر آکر دیدہ و دل کو روشن کر جاتی ہیں۔ اس تھوڑی سی امداد کے معاوضہ میں خدا نے ان کی جان و مال میں وہ وہ برکات دیں۔ کہ دہ دنیا ستر آخر کا قول بالکل درست ثابت ہو رہا ہے۔

الحکم

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کو خدا نے یہ ہمت بخشی۔ کہ یہاں سے اپنا پریس اخبار "الحکم" نکال دیا۔ پریس جاری کیا۔ وہی پریس دستی جو مسجد کے ایک حجرے میں تھا۔ خدا نے اس میں برکت دی۔ اور وہ ۱۹۰۶ء میں مشین پریس بن گیا۔ اس وقت ۲۰ × ۳۰۔ ڈبل مشین ایک خواب تھا۔ مگر شیخ صاحب نے اسے پورا کر دکھایا:۔

"الحکم" نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلماتِ طیبات کو محفوظ کرنے میں جو قابلِ رشک مفید ملت خدمت کی۔ احمدی جماعت رہتی دنیا تک اس بارِ احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں ہر قسم کے مخالفین کے جوابات اور سلسلۂ احمدیہ کے حقوق کے تحفظ میں جو کارنامے ہیں۔ ان کے بیان کے لئے اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں۔ "الحکم" ہفتہ وار تو مستقل طور پر تھا۔ پھر کچھ مدت روزانہ بھی کر دیا گیا:۔

البدر

اگر ایک بازو "الحکم" تھا۔ تو دوسرا بازو خدا نے "البدر" کے نام سے پیدا کر دیا۔ (۱۹۰۲ء) مولوی محمد افضل صاحب مرحوم نہایت صالح بزرگ تھے۔ افریقہ سے آئے۔ اور "الحکم" کا ہاتھ بٹایا۔ اس سے پہلے ایک انگریزی ماہوار رسالے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ جو خود حضور پُر نور کے ہاتھوں سے جاری ہوا:۔

ریویو آف ریلیجنز

دنیا کے مذاہب پر نظر (ریویو آف ریلیجنز)

یہ ۱۹۰۲ء میں جاری ہوا۔ ساتھ ہی اردو ایڈیشن بھی۔ ابتداء میں حضور نے خود اس میں عصمت انبیاء وغیرہ مضامین لکھے:۔

بدر

۱۹۰۵ء میں "البدر" کے ایڈیٹر صاحب کی وفات کے بعد "بدر" بسلسلہ جدید مکرم میاں معراج الدین احمد صاحب آف لاہور کی سعی سے نکلنا شروع ہوا۔ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب جو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ بحکم حضرت اقدس اس کے مدیر مسئول قرار پائے۔ اس عاجز کو بھی جلد ہی اس خدمت کی سعادت حاصل ہو گئی۔ گو گھر سے جب ہجرت کر کے نکلا۔ تو یہ بات وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ اوائل میں احمدی گجراتی کے نام سے "الحکم" میں مضامین نکلتے تھے۔

تشحیذ الاذہان

۱۹۰۶ء میں ہمارے موجودہ امام حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد نے رسالہ سہ ماہی نکالا۔ جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "تشحیذ الاذہان" تجویز فرمایا۔ جہاں اخبار بدر حضور کی عمر کے آخری سالوں میں خاص کر حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ڈائری وغیرہ قلم بند کرنے۔ اور ڈاک ولایت میں پیش پیش تھا۔ اور حضور پُر نور کی توجہ خاص جذب کر رہا تھا۔ وہاں تشحیذ اگرچہ نوجوانوں کا رسالہ سمجھا جاتا۔ لیکن اندرونِ خانہ کے کلمات طیبات۔ اور بعض دیگر خصوصی معارف کے لئے نہمت غیر مترقبہ ثابت ہو رہا تھا۔ پھر اس رسالہ کے ذریعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے زیر ادارت بعض اہم اصولی مسائل پر وہ وہ معرکۃ الآراء مضامین نکلے۔ کہ اب تک خلق خدا ان سے استفاضہ کر رہی ہے:۔

۱۹۱۱ء میں مجھے یہ شرف حاصل ہوا۔ کہ میں اپنی بساط کے مطابق اسے چلاؤں اور ۱۹۲۱ء تک یہ رسالہ باقاعدہ ماہوار نکلتا رہا۔ اور خدا کے فضل سے اس نے اپنی روایاتِ سابقہ کو قائم رکھا۔ اور اسلام و احمدیت کے ہر ضروری مسئلہ کے متعلق اس میں نہایت جامع و مدلل مضامین اشاعت پذیر ہوئے۔ پھر ریویو آف ریلیجنز اردو کو مدد پہونچانے کے لئے اس میں مدغم کر دیا گیا:۔

نور

حضرت خلیفۃ اوّل علامہ نور الدین رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا۔ اخبار "نور" قادیان سے جاری ہوا۔ یہ مکرمی سردار محمد یوسف صاحب کی واحد ہمت بلند کا نتیجہ تھا۔ یہ اپنی مخصوص طرزِ تحریر سے بہت مقبول ہوا۔ اور اس نے سکھوں کو انہی کی مسلمہ کتابوں سے اسلام کی حقانیت دکھانے اور آریوں کے اعتراضات کا جواب دینے میں بخوبی اور بہ خوش اسلوبی کام کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء خدا کے فضل سے اب تک سردار صاحب اسے چلا رہے ہیں:۔

الحق دہلی

دہلی سے اخبار "الحق" مکرم سید قاسم علی صاحب نکالتے تھے۔ ان دنوں عیسائیوں کے ساتھ آپ کے نہایت پرجوش مناظرات کا سلسلہ جاری تھا۔ دوسری جانب دیانند مت کھنڈن سبھا کے مکھ اوپدیشک ہونے کے فرائض بھی تھے۔ دونوں کی روئداد ہم اس اخبار کے ذریعے پڑھ کر نہایت ہی روحانی مسرت حاصل کرتے رہے۔ اور جب اخبار "پیغام" احمدیہ بلڈنگس سے نکلا۔ تو "الفضل" کی تائید میں یہ پیش پیش تھا۔ اور اپنے خاص رنگ میں بہت مفید لٹریچر شائع کیا۔

فاروق

ترتیب زمانی کے لحاظ سے اس کا ذکر تو بعد میں آنا چاہیئے تھا۔ مگر اسی موقعہ پر عرض کر دوں کہ میر صاحب مکرم دارالامان میں ہجرت کر کے آگئے۔ تو الحق "فاروق" کی صورت میں ۱۹۱۶ء سے جلوہ گر ہوا۔ اور مونہہ پھٹ دشمنانِ سلسلۂ احمدیہ و خلافت کو دندان شکن جواب دینے کا فرض ادا کرتا رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اب تحریکِ جدید کے لئے اپنی خدمات وقف کر چکا ہے۔ اور ہفتہ وار باقاعدہ نکلتا ہے

"الفضل"

۱۹۱۳ء میں بعض مصالح کی بناء پر احمدیہ بلڈنگس سے اخبار "پیغام صلح" جاری ہوا۔ انہی دنوں میں جہاں تک مجھے یاد ہے۔ "پیغام" کے اجراء سے پہلے ہی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ ارادہ تھا کہ مرکز سے ایک اخبار نکالا جائے۔ چنانچہ جن مقاصد کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ وہ آپ نے ایک پراسپکٹس کی شکل میں شائع بھی فرما دیئے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خدمت گرامی میں حصول اجازت کے لئے رقعہ لکھنے لگے۔ تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی صاف صاف وضاحت سے لکھ دیا۔ کہ لاہور سے اخبار "پیغام صلح" نکل آیا ہے۔ میں نے اصرار سے عرض کیا۔ کہ یہ نہ لکھئے۔ اس طرح "الفضل" کے جاری کرنے کی اجازت نہیں ملے گی۔ مگر حضور نے فرمایا۔ میں تو ساری کیفیت لکھوں گا۔ اجازت چاہے ملے۔ یا نہ ملے۔ اجازت و منظوری کے بعد ڈیکلریشن دیا گیا۔ مضامین کے لئے ایک خاص پروگرام تھا۔ جس کی پابندی بڑے اہتمام سے کی جاتی۔ لیڈنگ آرٹیکل خود لکھتے۔ الاخبار و الآراء اور مدینۃ المسیح نیز بعض متفرق ضروری مضامین اور نکلیس میں لکھتا۔ اسلام کی خصوصیات۔ احمدیت کی تصدیق۔ اور جوابات اعتراضات۔ اور سیاسی و تمدنی مضامین کے لئے بھی صفحات مقرر ہوئے۔ جناب صوفی حافظ غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس (حال امام مسجد دارالرحمت قادیان) اور الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے ان مضامین کے بیشتر حصے کا ذمہ لیا۔ ابھی آٹھ۔ نو ماہ ہی گزرے تھے۔ جو حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ اور خلافت ثانیہ قائم ہوئی۔ اور ساتھ ہی "الفضل" کو اندرونی اختلافات کے متعلق جدوجہد کا فرض ادا کرنا پڑا۔ اس کے لئے اور طباعت وغیرہ کے انتظام کے لئے خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی توفیق سے دو تین سال متواتر یہ کام کیا جاتا رہا۔ اور "الفضل" کو ہفتہ وار سے ہفتہ میں تین بار نکالا گیا۔ اس کا سرمایہ تو بہت قلیل تھا۔ مالی مشکلات کا پیدا ہو جانا قدرتی تھا۔ مگر اس کی بنیاد۔ نیک نیتی۔ اور تقوے پر تھی۔ اس لئے اسے ابتداء ہی سے ایسا عملہ ملتا رہا۔ جس نے یہ کام بطور ملازمت کبھی نہ کیا۔ بلکہ اپنے لئے سعادت دارین جانتے ہوئے اپنی تمام قابلیت اور طاقت کو اس میں خرچ کرتا رہا۔ جسے صدق و اخلاص دیانت و امانت۔ اور پھر سب سے بڑھ کر حضور کی توجہات مبارکہ نے کامیاب بنا دیا۔

ایک وقت تھا۔ کہ "الفضل" ایک دستی پریس پر چند سو چھپتا۔ اور اگر کاتب و پریسمین بیمار ہوتے۔ تو ان کا بدل ملنا مشکل ہو جاتا۔ اور مضامین و انتظام کے لئے بھی ذمہ واری ایک ہی شخص پر تھی۔ پھر وہ وقت بھی انہی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ "الفضل" مستقل طور پر ہفتہ میں دو بار پھر تین بار اور گاہے گاہے چار بار حتیٰ کہ روزانہ بھی شائع ہوا۔ اور آخر کئی سال سے روزانہ شائع ہو رہا ہے۔

دستی پریس کی بجائے دو دستی پریس پھر مشین پریس جسے ہاتھ سے چلایا جاتا۔ پھر انجن آ گیا۔ اور اب برقی پریس ہے۔ اور اس کی خاطر دو مشینیں ہیں۔ ایڈیٹوریل سٹاف الگ ہے۔ مینیجنگ سٹاف الگ۔ کاتب ایک کی بجائے پانچ ہیں۔

"الفضل" نے مطبع اور سامان طباعت (مشین و انجن) بھی اپنے ہی سرمایہ سے مہیا کیا۔ بلکہ دوسرے اخبارات انجمن کو بھی اپنی مالی امداد سے چلایا۔ چند نوجوان ایڈیٹری کے لئے منتخب ہوئے تھے حافظ عبید اللہ صاحب تو ماریشس کے مبلغ بن کر چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔ اخی نذیر خان صاحب تکمیل تعلیم کیلئے گئے ان کے بعد حافظ جمال احمد صاحب بھی کچھ عرصہ خوب کام کرتے رہے اور ماریشس بھیجد یئے گئے۔ البتہ مکرمی منشی غلام نبی صاحب اس وقت سے اب تک "الفضل" کی خدمت پر کمربستہ ہیں۔ "الفضل" کی ایڈیٹری بہت ہی نازک اور مشکل کام ہے۔ نہ صرف اسلام اور احمدیت کی واقفیت عامہ پوری ہونی چاہیئے بلکہ روایات سلسلہ سے آگاہی بھی ضروری ہے ذہانت و قابلیت قدرت کا عطیہ ہے جسے مربی چلا دے کر کچھ کا کچھ بنا سکتا ہے۔ چنانچہ بنا دیا۔ ان کے ساتھی بھی ماشاء اللہ اپنے اپنے رنگ میں خوب کام کرتے رہے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو سکیم بھی تجویز فرمائی اس پر پوری کوشش سے عمل کیا جاتا رہا۔ اور اس طرح ہر رنگ کے علمی تمدنی مذہبی۔ معاشرتی۔ سیاسی مضامین کا بیش بہا مجموعہ اس کے گزشتہ فائلوں میں موجود ہے۔

خدا کے فضل سے "الفضل" اس وقت سلسلہ احمدیہ کا آرگن ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقاریر اور خطبات کے ضبط کرنے میں عملہ خوب دسترس رکھتا ہے۔ اور جماعت کے لئے یہ بہت بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ عمر اور ہمت میں برکت دے

سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسے جون ۱۹۲۸ء سے شروع ہوئے۔ "الفضل" ہر سال اپنا خاص "خاتم النبیین نمبر" نکالتا رہا اور ملک کے اکابر اذہان، پردازِ علماء، و ادباء سے مضامین حاصل کر کے شائع کرتا رہا ہے یہ خاص نمبر خدا کے فضل سے بہت مقبول ہوئے۔ اور اگرچہ ان دنوں ایک سو صفحے حجم کا اخبار چند روز میں اعلیٰ دیدہ زیب طباعت کے ساتھ چھپوانا ایک مشکل کام تھا۔ لیکن بعونہ تعالیٰ "الفضل" کا یہ پرچہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتا رہا۔ چنانچہ ایک نمبر پندرہ ہزار چھپوایا گیا تھا۔

صادق

کسر صلیب مسیح موعود کے زمانہ کا خاص نشان ہے۔ اس کے لئے اخبار "صادق" بدر کے ۱۹۱۲ء میں بند ہو جانے کے بعد حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے قادیان سے جولائی ۱۹۱۶ء کو نکالا۔ یہ ماہوار تھا مگر ایام جنگ گزشتہ میں نازک حالات کے ماتحت بند ہو گیا۔

ریویو آف ریلیجنز۔ انگریزی و اردو

ریویو آف ریلیجنز انگریزی جب حضور ولایت گئے۔ تو قرار پایا۔ کہ لنڈن سے نکلا کرے۔ چنانچہ وہاں چند سال ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۱ء تک مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ متعینہ لنڈن کی ادارت میں نکلتا رہا پھر واپس قادیان میں آ گیا۔ اور مختلف اصحاب سے ایڈٹ ہوتا ہوا اب صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز بی اے کی زیر ادارت نکلتا ہے۔ اس سے پہلے ملک غلام فرید صاحب ایم اے ایڈیٹر رہے اردو ایڈیشن ۱۹۲۳ء سے لے کر ۱۹۳۱ء تک میرے پاس رہا۔ اب مولوی علی محمد صاحب فاضل اجمیری (ہوشیار پور) اس کے ایڈیٹر و مینیجر ہیں

سن رائز

مدت سے دور دراز علاقوں کے احمدیوں کے لئے ایک انگریزی اخبار کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کے ماتحت سن رائز قادیان سے جاری ہوا (اور دسمبر ۱۹۲۹ء) جس کے ایڈیٹر ملک غلام فرید صاحب ایم اے تھے۔ نہایت مفید اور اعلیٰ مضامین لکھے۔ اشاعت بھی کافی بڑھی۔ اسلامی کلچر پر جو مضامین تھے۔ وہ خاص طور پر قابل دید تھے پھر یہ اخبار مسٹر مجید ملک کے سپرد ہوا۔ اور ان کے بعد اب قاضی عبدالحمید بی اے ایل ایل بی امرتسری کے چارج میں ہے لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ خطبہ جمعہ اور تقریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا مکمل خلاصہ انگریزی میں دیا جاتا ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات و کتب کا ترجمہ بھی۔

احمدیہ گزٹ

صدر انجمن احمدیہ۔ اور نظارتوں کی ضروریات کے لئے احمدیہ گزٹ کئی مہینے میں دو بار شائع کیا گیا۔ (۱۹۲۶ء) مگر چند سالوں کے بعد اس کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ اور یہ کام بھی "الفضل" بجالانے لگا۔ نیز اس میں رپورٹیں اور اعلانات ضروری دفتر شائع ہوتے رہے۔

المصباح

خواتین کے لئے اخبار مصباح پندرہ روزہ ۱۵۔ دسمبر ۱۹۲۶ء کو جاری کیا گیا۔ خواتین جماعت نے اس کے لئے پوری دلچسپی ظاہر کی۔ اور اس کی اعانت میں ہر طرح سے حصہ لیا۔ اس کی ایڈیٹری دس گیارہ سال میرے سپرد رہی۔ اب یہ اخبار ماہوار رسالے کی صورت میں۔ مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر نائب مدیر "الفضل" کی ادارت میں نکلتا ہے ان کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً بعض اخبار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا ماہواری رسالے قادیان سے حسب ضرورت نکلے۔ اور پھر اپنا فرض ادا کر کے کسی دوسری شکل میں منتقل ہو گئے۔

جامعہ احمدیہ

"جامعہ احمدیہ" جامعہ کے طلباء نے نکالا۔ اور ایک وقت تک جاری رہا۔ عالمانہ مضامین نکالتا رہا۔

تعلیم الاسلام

تعلیم الاسلام ہائی سکول سے بھی میگزین نکلتا رہا۔ اس کا اہتمام بھی طلباء کے سپرد تھا۔

احمدی خاتون

دفتر "الحکم" سے ایک رسالہ مستورات کے لئے احمدی خاتون ماہوار نکالا گیا۔

المبشر

نوجوانوں کا ادبی و علمی و تاریخی رسالہ المبشر جس کا اہتمام اب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے ہاتھوں میں ہے شائع ہو رہا ہے۔

تفسیر القرآن

ریویو آف ریلیجنز کے ساتھ تفسیر القرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی لکھی ہوئی شائع ہوتی رہی۔ اب سنا ہے۔ کہ مولانا پنشن یاب ہونے کے بعد اسے مکمل فرمانے کا عزم رکھتے ہیں۔

تعلیم الدین

رسالہ تعلیم الدین حکیم عبد اللطیف صاحب گجراتی منشی فاضل نے نکالا۔ جو کئی مفید امور کا مجموعہ تھا۔ بالخصوص قرآن مجید کا ترجمہ سکھانے کے لئے۔

رفیق حیات

ایک رسالہ رفیق حیات بھی کچھ مدت نکلتا رہا

البشریٰ انگریزی

مکرم چوہدری غلام محمد صاحب بی اے سیالکوٹی تعلیم الاسلام ہائی سکول کے شیخ تھے۔ آپ نے قادیان میں انگریزی پریس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ایک دستی پریس قائم کیا۔ ایک اخبار البشریٰ نامی انگریزی میں نکالا۔ جو کچھ مدت چل کر پریس کے ساتھ ہی بند ہو گیا۔

یہ تو ہوئے قادیان کے اخبارات اور رسالے شائد کوئی نام مجھ سے رہ بھی گیا ہو۔ ان کے علاوہ بیرونجات سے سلسلہ احمدیہ کے بعض پُرجوش باہمت ممبروں نے اخبار نکالے۔ جن میں سے کئی اب تک جاری ہیں۔

مسلم سن رائز

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے امریکہ سے مسلم سن رائز جاری کیا۔ درمیانی وقفہ کے بعد اب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی۔ ایم۔ اے اسے شائع کر رہے ہیں۔ اور اس وقت اس کی گیارھویں جلد شروع ہے۔

مسلم ٹائمز

لنڈن سے پہلے مسلم ٹائمز ہفت وار اخبار مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے۔ امام مسجد لنڈن کی ایڈیٹری میں نکلتا رہا۔ جو بہت اہم مضامین شائع کرتا رہا۔

الاسلام

پھر الاسلام نام سے ایک رسالہ ہمارے صاحبزادگان و خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نکالتے رہے۔ جو پیغام ہدایت پہونچاتا رہا۔

البشارۃ الاسلامیہ

ایک سہ ماہی رسالہ البشارۃ الاسلامیہ الاحمدیہ مولانا جلال الدین صاحب شمس نے کنبابیر فلسطین سے جاری کیا۔

البشریٰ

مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری نے اس سہ ماہی رسالہ کو البشریٰ کے نام سے ماہوار کیا۔ ایک احمدیہ پریس بھی جاری کر دیا۔ اور یوں اللہ تعالیٰ کا جلال اور اس کی بہاء جبل کرمل سے جلوہ گر ہوئی۔ جس کی پیشگوئی تورات میں ہے۔ البشریٰ آپ کے آجانے کے بعد مولوی محمد سلیم صاحب ایڈٹ کرتے رہے۔ اور اب چوہدری محمد شریف صاحب شائع کرتے ہیں۔

سواحلی

مشرقی افریقہ کے دار التبلیغ نیروبی سے جہاں احمدیہ مسجد اور پریس بھی اپنا ہے سواحلی زبان میں ایک ماہوار رسالہ شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ نکالتے ہیں۔ جو خوب کام کر رہا ہے

الاسلام

سماٹرا سے۔ الاسلام" نامی اخبار نکالا جا رہا ہے۔ یہ مولوی رحمت علی صاحب کے کارناموں میں سے ایک کارنامہ ہے۔

مسیح

سیلون سے اخبار مسیح نکلتا ہے اور ایک رسالہ دو تمل نام تامل زبان میں جاری ہے۔

دی احمدی

ڈھاکہ بنگال سے دو دی احمدی" بنگالی زبان میں نکلتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا شاندار مستقبل

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب۔ اکمل۔ قادیان

ہجومِ خلق سے ارضِ حرم یہ قادیاں ہوگا
کہ بوسہ گاہ عالم اس کا سنگِ آستاں ہوگا

وہ دن نزدیک ہے اپنی دعائیں رنگ لائینگی
ہمارا ذاکرِ قرآن ہی صاحبقراں ہوگا

شبِ فرقت گزر جائیگی صبحِ عید آئیگی
ہمارا مقتدا لاریب محمودِ زماں ہوگا

سمارِ خلق پر ہم ابرِ رحمت بن کے چھائیں گے
جدھر برسینگے کھل کر بوستاں ہی بوستاں ہوگا

طفیلِ احمدِ مختار۔ یہ ایمان ہے اپنا
"ہماری ہی زمیں ہوگی ہمارا آسماں ہوگا

نظر آئیں گے ہم نغمہ سرا گلزارِ احمد میں
نہ کچھ اندیشۂ صیاد نے فکرِ زیاں ہوگا

فساد و فتنہ، شور و شر سے جب گھبرائیگی دنیا
تو یہ مرکز ہمارا قادیاں۔ دار الاماں ہوگا

خلافت جوبلی اے بھائیو۔ بہنو! مبارک ہو
یہ دورِ خسروی تا دیر ہم پر حکمراں ہوگا

نظیرِ حسن و احسانِ مسیحا کے قدم ہونگے
جبینوں پر اطاعت ریز سجدوں کا نشاں ہوگا

خدا کی بادشاہت میں جو امن و چین پائینگے
زبانوں پر نہ کچھ بھی شکوۂ جور و بتاں ہوگا

بہارِ بے خزاں اسلام کے گلشن میں آئیگی
پھلے پھولیں گے ہم محمودِ احمد باغباں ہوگا

بہ فیضِ احمدیت نیکی ہی نیکی جو پھیلے گی
سلامٌ بر دارِ اسلامی الٰہی سے ہر جواں ہوگا

عجب توحید کی سرسبز کھیتی لہلہائیگی
ہمارے ساقیٔ کوثر لبِ لب جام بخشیں گے

خواتینِ جماعت سے مبارک صد مبارک ہو
خراب و خستہ حال اکمل بھی خوش خوش نغمہ خواں ہوگا

جو بچے پا رہے ہیں پرورش آج انکی گودوں میں

خلافتِ ثانیہ کا عہدِ مبارک

آج سے پچاس سال قبل

پچاس سال گزرے ہیں۔ میں ۱۸۸۹ء میں سیالکوٹ ہائی سکول میں پڑھتا تھا۔ اسی سکول میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ مدرس تھے۔ میں عموماً ہر روز عصر کے بعد مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا۔ آپ اکثر ایسے وقت میں شیخ نتھو صاحب (والد ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب) کی دوکان پر۔ یا میاں مولا بخش صاحب بوٹ فروش کی دوکان پر ملتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب کی تقریر بہت موثر اور فصیح ہوا کرتی تھی۔ میں نے سکول میں عربی کا مضمون لے رکھا تھا۔ اور مولوی صاحب سے عربی کی ابتدائی کتاب پڑھا کرتا تھا۔ اسی زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور کتابوں "براہین احمدیہ" اور "سرمہ چشم آریہ" وغیرہ کا بہت چرچا تھا۔ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت پہلے نیچریت کی طرف زیادہ راغب تھی۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی صحبت کے اثر سے نیچریت سے بیزار ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں داخل ہو گئے تھے۔ مولوی صاحب حکیم حسام الدین صاحب والی مسجد میں درسِ قرآن دیا کرتے تھے۔ اور اسی میں چودھری نصراللہ خان صاحب مرحوم ہمیشہ شامل ہوتے تھے۔

جلسۂ مذاہب لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون

سیالکوٹ سکول سے فارغ ہو کر میں اسی ضلع کے بندوبست میں ٹریننگ پر تحصیل ظفروال میں تعینات ہوا۔ اور متواتر کئی سال تک دیہاتی زندگی بسر کی۔ ظفروال میں حافظ فصیح الدین صاحب تحصیلدار تھے جو بظاہر بہت متشرع اور دیندار اہلِ حدیث تھے۔ اور شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حسنِ ظن رکھتے تھے مگر بعد میں سخت مخالف ہو گئے۔ ۱۸۹۶ء میں جب لاہور میں جلسۂ مذاہب تھا۔ میں حافظ صاحب کے ساتھ جلسہ میں گیا۔ تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سٹیج پر تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون سنا رہے تھے۔ عجیب کیفیت تھی سب لوگ ہمہ تن گوش تھے۔ تقریر سننے کے بعد شام کو جب ہم مکان پر پہونچے تو حافظ فصیح الدین صاحب سے حافظ محمد یوسف صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مضمون کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ اسلام پر اس سے بہتر مضمون میں نے کبھی نہیں سنا الغرض باوجود مخالفت کے انہوں نے اس مضمون کا نہایت اعلےٰ ہونا تسلیم کیا۔

بیعت میں کیوں توقف رہا

میں ۱۸۹۷ء میں صاحب کمشنر بندوبست پنجاب کے دفتر میں سپرنٹنڈنٹ تھا۔ اور لاہور میں چودھری شہاب الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب اور میں ایک ہی مکان میں رہتے تھے۔ چودھری صاحب اور مولوی صاحب ان دنوں وکالت کے امتحان کی تیاری کر رہے تھے۔ مولوی صاحب اکثر قادیان جاتے رہتے تھے۔ وکالت پاس کرنے کے بعد جب انہوں نے کلی طور پر اپنے آپ کو دینی خدمت میں لگایا۔ تو ان کی اس قربانی کا میری طبیعت پر بہت اثر ہوا۔

کچھ عرصہ بعد میں ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے بندوبست میں تعینات ہوا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب وہاں بھی اکثر مجھے تبلیغی خط لکھا کرتے تھے۔ میں حسنِ ظن اور اخلاص رکھتا تھا۔ اور حسب توفیق چندہ بھی دیا کرتا تھا۔ اخبار "الحکم" اور "البدر" کا بھی خریدار تھا۔ اور ہمیشہ پڑھا کرتا تھا۔ لیکن جب میں دیکھتا۔ کہ بعض لوگ بیعت کرنے کے بعد مرتد ہو جاتے ہیں۔ تو میں سوچا کرتا کہ حسنِ ظن رہنا زیادہ بہتر ہے۔ بمقابلہ اس کے کہ بیعت کر کے پھر ارتداد کا خطرہ لاحق ہو۔ مجھ کو تو شروع سے حسنِ ظن رہا ہے۔ لیکن جب کبھی میں سنتا۔ کہ فلاں نے بیعت کی ہوئی تھی۔ اور وہ مرتد ہو گیا ہے تو میں اکثر یہ تحقیقات کرنے کی کوشش کرتا۔ کہ اس کے ارتداد کی کیا وجہ ہوئی اکثر مرتدین سے گفتگو کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ مثلاً ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی سے۔ جب وہ کئی رسالے مخالفت میں لکھنے کے بعد خاموش ہو گئے۔ تو میں نے پوچھا۔ آپ اب خاموش کیوں ہیں؟ انہوں نے کہا۔ اب احمدیت کا باقی کیا رہ گیا ہے؟ جو میں کچھ لکھوں۔ گویا وہ بزعم خود احمدیت کو ختم کر چکے تھے۔ بعض لوگ جو باوجود ظاہری قربانیوں کے جماعت سے کٹ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ وہی ہے۔ جو دنیا میں سب سے پہلے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کے منکروں کو پیش آئی تھی۔ یعنی وہ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اب ہم پر ہی سارا دارومدار ہے۔ اور ان میں اپنی لیاقت اور قربانیوں وغیرہ کے خیال سے تکبر اور رعونت آ جاتی ہے۔ جس سے خدائی قانون کے ماتحت ان کا سارا کیا کرایا برباد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس تکبر اور رعونت کی بیماری سے محفوظ رکھے۔ اور ہمارے بچھڑے ہوئے دوستوں کو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ کشتی میں سوار ہونے اور آپ کے پاس بیٹھنے کی توفیق دے۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

یہی اک فخر شانِ اولیا ہے
بجز تقوےٰ زیادت اس میں کیا ہے

ڈرو یارو۔ کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہی دار الجزا ہے

ہمارے خاندان میں سب سے پہلے میرے مرحوم بھائی چودھری محمد حسین صاحب نے بیعت کی اس کے بعد رفتہ رفتہ قریباً سارا خاندان احمدی ہو گیا۔ میں ۱۹۰۶ء میں دہلی بندوبست میں اسسٹنٹ سیٹلمنٹ آفیسر تھا۔ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "فاروق" اسی بندوبست میں ناظر تھے۔ میر صاحب حلیہ سالانہ پر قادیان جا رہے تھے۔ میں نے اپنے لڑکے محمد شریف (حال ایڈووکیٹ منٹگمری) کو جو اس وقت پرائمری میں پڑھتا تھا۔ میر صاحب کے ساتھ بھیجدیا۔ وہاں اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ وہیں کے زمانہ میں محمد شریف کا چھوٹا بھائی محمد سعید چیچک سے سخت بیمار ہو گیا۔ اس کی حالت نہایت تشویشناک تھی۔ اور ہم قریباً مایوس ہو چکے تھے۔ میر قاسم علی صاحب نے دعا کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں تار دیا۔ اور شام کو ہمیں تسلی دی۔ کہ اس وقت قادیان میں محمد سعید کی صحت کے لئے دعا ہو رہی ہے۔ زیادہ فکر نہیں کرنا چاہیئے چیچک اس قدر تھی۔ کہ خطرہ تھا۔ کہ اگر وہ بچ بھی گیا تو اس کی آنکھیں نہیں بچ سکیں گی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کی برکت سے محمد سعید کو کامل شفا عطا فرمائی۔

عہدِ خلافتِ ثانیہ

باوجود ان سب باتوں کے میری قسمت میں نہیں تھا۔ کہ میں صحابی ہوتا۔ اور مجھے اخلاص رکھنے کے باوجود بیعت کی توفیق بہت دیر میں ملی۔ جب حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کے انتقال پر جماعت میں اختلاف پیدا ہوا۔ اور ہمارے دوست جن کی میرے دل میں بہت عزت تھی۔ قادیان چھوڑ کر لاہور جا بیٹھے۔ تو مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ انہی دنوں میں نے رؤیا دیکھا۔ جو میں نے اپنے بھائی چودھری غلام حسن صاحب کو سنایا۔ جس سے مجھ پر یہ ظاہر ہوا۔ کہ خلافت ثانیہ حق ہے۔ اب وہ دور شروع ہوا۔ جب میں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات اور تحریروں کو پڑھنا شروع کیا۔ اور ان سے ہمیشہ بہت فائدہ اٹھایا۔ اختلاف کے چند روز بعد میں سیالکوٹ سے لاہور آ رہا تھا۔ راستہ میں وزیر آباد سٹیشن پر منشی نواب خان صاحب مرحوم تحصیلدار مجھے مل گئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں ہمیشہ سرشار نظر آیا کرتے تھے۔ اور ہر وقت سلسلہ کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اُس روز خلافتِ ثانیہ کے متعلق وزیر آباد سے گوجرانوالہ پہونچنے تک

از نواب چودھری محمد الدین صاحب خان بہادر۔ ریٹائرڈ۔ ڈپٹی کمشنر۔ حال ریونیو منسٹر۔ جودھپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہوں نے سلسلہ کے متعلق جب کوئی تذکرہ نہ کیا۔ تو میں نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ منکرینِ خلافت میں شامل ہو چکے ہیں کیونکہ وہ ذوقِ تبلیغ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت آپ میں نہیں رہی۔ میرا یہ قیاس صحیح نکلا۔ ؎

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے ہمرے حاجت برار

لاہور پہونچکر میں چودھری شہاب الدین صاحب کے مکان پر ٹھہرا۔ وہاں میری برادری کے ایک میرے عزیز موجود تھے۔ جو مخلص احمدی ہوا کرتے تھے۔ اور مجھے تبلیغی خط لکھتے رہتے تھے۔ ان سے میں نے وہی سوال کیا کہ آپ مصدقین خلافت میں سے ہیں۔ یا منکرین میں سے۔ انہوں نے کہا۔ آپ نے بہت سخت لفظ استعمال کیا ہے۔ میں خلافت ثانی کو نہیں مانتا۔ انا سے اس سلسلہ میں گفتگو ہوتی رہی۔ دوسرے دن وہ صبح جاگے۔ تو انہوں نے کہا۔ رات کو خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ نظم میں پڑھتا رہا ہوں۔ جس میں درج ہے۔ ؎

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

اسی نظم میں ہے ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
سبحان الذی اخزی الاعادی

ان کے والد صاحب اور سارا کنبہ مخلص احمدی ہیں۔ میں ان کے خواب کی کیفیت سُن کر بہت خوش ہوا۔ اس خیال سے بھی کہ ان کا مصدقین میں شامل ہونا ان کے والد صاحب کے لئے بڑی مسرت کا باعث ہوگا۔ ان کے والد صاحب اور ان کا خاندان ہماری باجوہ برادری میں نہایت مخلص احمدی ہیں۔

پچھلے سال میں نے "الفضل" میں پڑھا تھا۔ کہ انہوں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا۔ کہ "میری روح کا زائد از چالیس برس حضور سے تعلق ہے"۔ اور اس پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا "آپ جیسے مخلص کا یہی مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص فضل کرے"۔

لاہور سے دوسرے دن میں اپنی ملازمت پر چلا گیا۔ اور بعد میں معلوم ہوا۔ کہ ہمارے عزیز دوست مصدقین خلافت میں شامل نہیں ہو سکے۔ اگرچہ میں امید رکھتا ہوں۔ کہ خداوند کریم ان کے متقی اور صالح والد صاحب کی دعائیں ان کے حق میں قبول فرمائے گا۔ اور ان کو اپنے والد صاحب کی زندگی میں یہ سعادت نصیب ہوگی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت امیر المومنین کے ہاتھ پر شرفِ بیعت

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ میں اخلاص تو بہت مدت سے رکھتا تھا۔ لیکن بیعت کا شرف مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں عطا ہوا۔ اس اثنا میں میرے بھائی اور میری اہلیہ اور بچے مجھ سے بہت پہلے بیعت کر چکے تھے۔ اور گو مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ میں اس مقام پر بہت دیر سے پہونچا۔ تاہم میں جانتا ہوں۔ کہ سیدنا محمود سے شروع سے مجھے عقیدت تھی۔ اور یہ پچیس سال کا دورِ خلافت جماعت کے لئے باوجود ہر قسم کی اندرونی اور بیرونی شدید مخالفتوں کے ہر لحاظ سے غیر معمولی ترقیات کا باعث ہوا ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے دعوے کئے۔ کہ وہ جماعت کو کچل دیں گے۔ انہوں نے بے حد زور لگایا۔ اور منصوبے کئے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے اس اولوالعزم خلیفہ نے حیرت انگیز صبر و استقلال اور ثابت قدمی کا نمونہ دنیا کو دکھا کر اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہونچا دیا۔ نصرتِ الٰہی نے حضور کے مقابلہ میں بڑا بول بولنے والوں کو ہمیشہ خائب و خاسر رکھا۔ اور جماعت کو آپ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ترقی عطا فرمائی۔

آپ نے فرمایا ہے۔ ؎

عبث ہیں باغِ احمد کی تباہی کی یہ تدبیریں
چھپی بیٹھی ہیں تیری راہ میں مولا کی تقدیریں
تیری تقصیریں خود ہی تجھ کو لے ڈوبیں گی اے ظالم
لپٹ جائیں گی تیرے پاؤں میں وہ بن کے زنجیریں

آپ کے حسن و احسان کی یہ کیفیت ہے کہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے لئے بھی آپ کی ہمدردی عام ہے۔ ایک ہندو دوست کو جو ولایت کے تعلیم یافتہ ہیں۔ اور جن کی ملازمت کے لئے آپ نے بڑی کوشش اور دعائیں فرمائیں۔ یہ کہتے ہوئے سُنا گیا۔ کہ حضرت صاحب کا سلوک میرے ساتھ ایسا ہے۔ جیسا کہ باپ کا اپنے بیٹے سے ہوتا ہے۔

ایک برٹش افسر کو جس کی نسبت معلوم ہوا۔ کہ ان کو بدظن کرنے کے لئے غلط واقعات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں۔ میں نے چٹھی میں لکھا۔ کہ میں اس دنیا میں کسی اور ایسے شخص سے واقف نہیں ہوں۔ جو نی نوع انسان کے لئے ایسا ہمدرد اور شفیق دل رکھتا ہو۔ جیسا کہ حضرت صاحب (ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) رکھتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم رکھنے۔ گورنمنٹ کی اطاعت کرنے۔ ابنائے جنس کے ساتھ امن اور آشتی سے رہنے۔ عامۃ الناس سے برادرانہ سلوک کرنے۔ رواداری۔ صداقت ضبطِ نفس۔ تزکیہ۔ پاکیزگی۔ دیانتداری عدل و انصاف سے کام لینے کی تعلیم دی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ آپ سب کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور کسی سے ان کو بغض و عناد نہیں ہے۔ آپ نے ہمیں سکھایا ہے کہ کوئی عبادت خدا تعالیٰ کو ایسی پسند نہیں ہے۔ جیسی کہ اس کی غریب۔ اور حاجت مند مخلوق کی بے غرضانہ خدمت۔ آپ نے ہم کو بتلایا ہے۔ کہ تم کو جو اللہ تعالیٰ نے آسودگی دی ہے۔ اس کی یہ غرض نہیں ہے۔ کہ عیش و آرام میں پڑ جاؤ۔ بلکہ اس کی مخلوقات کی آسائش اور نفع رسانی کی کوشش کرو۔

میں اپنی اس تحریر کا حرف حرف صحیح سمجھتا ہوں۔ اور صحیح ثابت کرنے کو تیار ہوں۔ غرض ہر طرح جماعت کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجود نعمتِ عظمیٰ ہے۔ اور ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس لختِ جگر کا سایہ لمبے عرصہ تک جماعت پر قائم رکھے۔ اور ہمیشہ کامیاب اور بامراد کرے۔

بچھڑے ہوئے دوستوں سے خطاب

اس موقعہ پر میں سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کو دوہراتا ہوں:۔ ؎

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

یہ دعا، یاد دلا کر میں اپنے بچھڑے ہوئے دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں پکارتا ہوں ؎

حد سے کیوں بڑھتے ہو لوگو کچھ کرو خوفِ خدا
کیا نہیں تم دیکھتے نصرت خدا کی بار بار
پھر لگا یا ناخنوں تک زور بن کے اک گروہ
پر نہ آیا کوئی بھی منصوبہ ان کو سازگار
سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے
راہ حرماں چھوڑ دو، رحمت کے ہو امیدوار
ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہوں رستگار
دل میں جو ارماں تھے وہ دل میں ہمارے رہ گئے
دشمنِ جاں بن گئے جن پر نظر تھی بار بار
ایسے کچھ بگڑے کہ اب بننا نظر آتا نہیں۔
دشمنوں کو خوش کیا اور ہو گیا آزردہ یار
قدرتِ حق ہے کہ تم بھی میرے دشمن ہو گئے
یا محبت کے وہ دن تھے۔ یا ہوا ایسا نقار
دھو دیئے دل سے وہ سارے صحبتِ دیریں کے رنگ
پھول بن کر ایک مدت تک ہوئے آخر کو خار
دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے ہمرے حاجت برار
اے مرے یارِ یگانہ۔ اے مری جاں کی پناہ
بس ہے تو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بن کرار

گزشتہ پچیس سال کے عرصہ میں بہت سی سعید روحیں غیر مسلموں میں سے راہ ہدایت پا کر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیعت سے مشرف ہو چکی ہیں۔ اور ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب مولوی عبدالمغنی خاں صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ

حضرت سید محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت و سید ماشہ مدرسہ احمدیہ قادیان

جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خان صاحب منشی برکت علی صاحب جوائنٹ ناظر بیت المال

خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ذی سابق مبلغ انگلستان و امریکہ

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب رضی اللہ عنہ (تاریخ وفات ۱۲ اگست ۱۹۴۵ء)

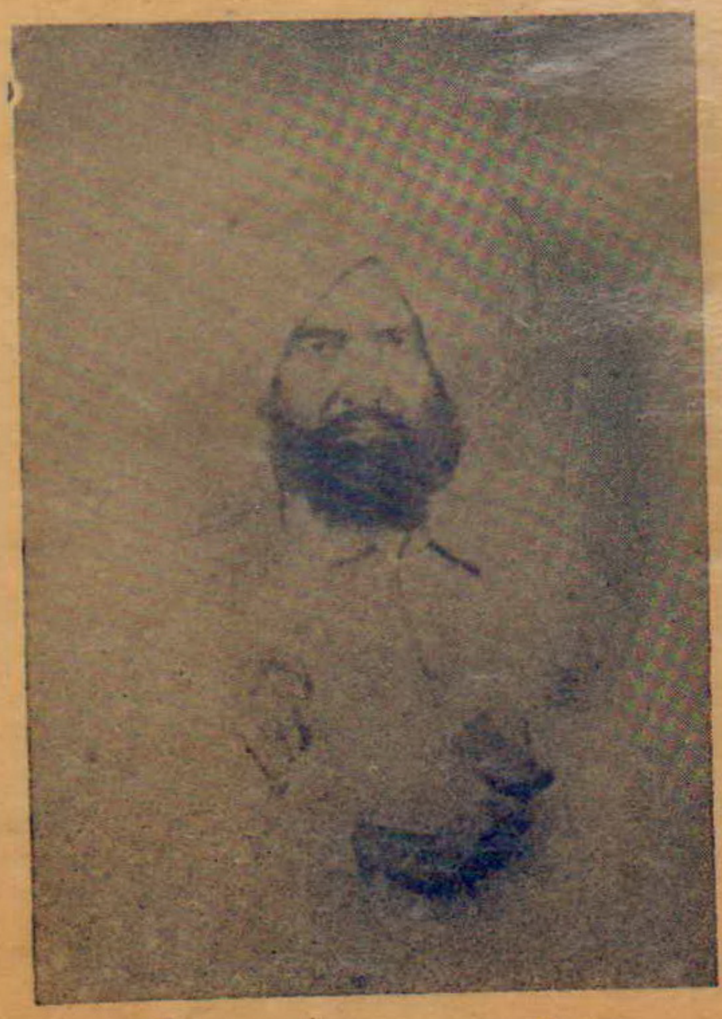

حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ (تاریخ وفات ۱۱ اپریل ۱۹۴۵ء)

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے سکرٹری احمدیہ جوبلی فنڈ

باقی دوست بھی ٹھنڈے دل سے ضد اور تعصب کو چھوڑ کر اس سعادت سے بہرہ اندوز ہونے کی کوشش کریں گے۔

کرنل ڈگلس کا اعترافِ حقیقت

کرنل ڈگلس صاحب ہندوستان میں چھتیس سال ملازمت کرنے کے بعد ریٹائر ہو کر اب لنڈن میں رہتے ہیں۔ ایک زمانہ میں وہ سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر تھے اور میں ان کے دفتر میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ ان کے ریٹائر ہونے کے بعد بھی میری ان سے خط و کتابت رہتی ہے۔ یہ وہی صاحب ہیں۔ جن کی عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مارٹن کلارک والا مقدمہ تھا۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے پیلاطوس سمجھے جاتے ہیں۔ ان کو قیافہ شناسی میں بڑی مہارت تھی۔ وہ مجھے کہا کرتے تھے۔ کہ کسی انگریز کو دیکھ کر اس کے چہرہ سے میں اس کے کیریکٹر وغیرہ کا حال معلوم کر سکتا ہوں۔ اور ہندوستانیوں کا بھی وہ اسی نظر سے مطالعہ کیا کرتے تھے ضلع گورداسپور میں بحیثیت ڈپٹی کمشنر تعینات ہونے سے پہلے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثیل مسیح ہونے کا دعوے سُنکر سخت جوش اور غصہ آجاتا تھا۔ لیکن جب یہ مقدمہ ان کی عدالت میں پیش ہوا۔ اور انہوں نے پہلی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ دیکھا تو ان کی فراست اور قیافہ شناسی نے ان کو مجبور کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عزت کی نظر سے دیکھیں چنانچہ انہوں نے حضور کو عدالت میں کرسی پیش کی۔ پیلاطوس اول نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو جب وہ چالان ہو کر عدالت میں پیش ہوئے بحیثیت ملزم کے عام ملزموں کی طرح کھڑا رکھا تھا۔ اور باوجودیکہ وہ اپنی بیوی سے حضرت مسیح کے معجزوں کا حال سُن چکا تھا۔ وہ یہودیوں کی شورش اور دباؤ سے نہ بچ سکا۔ لیکن کرنل ڈگلس ایسا پیلاطوس ثانی کسی دباؤ میں نہ آیا۔ جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ولایت تشریف لے گئے۔ تو کرنل ڈگلس صاحب کی حضور سے ملاقات ہوتی رہی۔ کرنل صاحب نے ان دنوں مجھ کو اپنی ایک چٹھی میں لکھا۔ کہ میں نے کوئی ہندوستانی ایسا معاملہ فہم۔ قابل اور ذہین نہیں دیکھا۔ جیسے کہ حضرت صاحب ہیں۔ یہ وہی کرنل صاحب ہیں۔ جن کو حال میں مولانا شمس صاحب نے مسجد فضل لنڈن میں دعوت دی تھی۔ اور جن کی تصویر مولانا صاحب کے ساتھ رسالہ ریویو میں چھپ چکی ہے۔ جن دنوں کرنل ڈگلس صاحب گورداسپور میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ شیخ محمد نصیر صاحب جو بٹالہ میں تحصیلدار رہ چکے تھے وہاں سے اکسٹرا اسسٹنٹ سیٹلمنٹ آفیسر ہو کر مظفر گڑھ بندوبست میں تعینات ہوئے۔ میں مظفر گڑھ دورہ پر صاحب کمشنر بندوبست کے ہمراہ گیا۔ تو شیخ صاحب نے سنایا۔ کہ وہ کسی مقدمہ میں شہادت کے لئے گورداسپور گئے تھے۔ تو وہاں کرنل ڈگلس صاحب نے ان سے بوقت ملاقات قادیان کے حالات دریافت کئے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا۔ کہ ان لوگوں کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ میرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی گورداسپور کے ضلع میں کچھ حیثیت نہیں۔ نہ قادیان کو کوئی جانتا ہے۔ میرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو خود ان کی اپنی برادری کے لوگ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کے سخت مخالف ہیں وغیرہ وغیرہ۔ شیخ صاحب نے کہا۔ مجھ سے یہ باتیں سُنکر کرنل ڈگلس اور بھی متفکر نظر آئے اور انہوں نے کہا۔ ہمارے مسیح کو بھی اپنے وطن میں حقیر سمجھا جاتا تھا۔ اور سب پیغمبروں کے ساتھ ان کے اہل وطن نے ہمیشہ ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ شیخ صاحب نے مجھے کہا۔ میں کرنل ڈگلس کا یہ جواب سُنکر دنگ رہ گیا۔ اور میں نے سمجھا۔ کہ یہ تو مرزائی ہو رہا ہے۔

لالہ کلیان داس صاحب رئیس ملتان نے جو کچھ عراق میں اور حضرت سلمان فارسی کے مقبرہ پر دیکھا۔ اور جس کے متعلق وہ حلفی شہادت دے چکے ہیں۔ وہ سب کو معلوم ہے۔

اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے یہ نعمت ہم کو دے رکھی ہے جس کی نسبت غیر بھی ایسی شہادتیں دیتے ہیں۔

حذر بکنید

بھکر میں ایک رئیس تھے۔ جو عزیز محمد لطیف کی محبت اور تبلیغ سے احمدیت کی صداقت کو تسلیم کر چکے تھے۔ وہ جلسہ سالانہ پر آنے سے کسی وجہ سے رُک گئے۔ بعد میں محمد لطیف وہاں سے چلا آیا۔ اور وہ بدستور متردد رہے۔ حال میں وہ فوت ہو گئے ہیں۔ اور باوجود صداقت کھلنے کے اس نعمت سے محروم رہ گئے۔ میں نے جو اخلاص حاصل کرنے کے بعد بیعت میں اس قدر دیر لگا دی۔ آج مجھے اس کا سخت افسوس ہو رہا ہے۔

لیکن ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

کثر ایسے احباب ہیں۔ جن پر صداقت کھل چکی ہے۔ مگر وہ کسی دُنیوی رکاوٹ کے ماتحت ابھی تامل میں ہیں۔ ایسے دوستوں سے میں کہتا ہوں۔ ع

من نہ کردم شما حذر بکنید

ایسا نہ ہو۔ کہ اسی تامل اور تردد میں موت آجائے۔ اور امام وقت کی شناخت سے محروم رہ جاؤ۔ پس نہایت ضروری ہے کہ جب انشراح صدر ہو جائے۔ تو بیعت میں توقف نہ کیا جائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ہوئے ہیں آج تک دُنیا میں لاکھوں نامور پیدا
ہزاروں حشر تک ہوں گے جہاں میں باہنر پیدا
اُجالا ہو گیا جن کی چمک سے گھر بہ گھر پیدا
ہوئے ایسے بھی دُنیا میں بہت رشکِ قمر پیدا
ہوئے گو باغِ عالم میں بہت شیریں ثمر پیدا
نہیں ممکن کہ ہو محمود سا عالی گہر پیدا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشارت جس کی دی اللہ نے الہام میں اپنے
وہی یوسف مہ کنعاں ہوا بارِ دگر پیدا
ملائک نے کہا اہلِ زمیں تم کو مبارک ہو
ہوا احمدؐ کے گھر محمود سا بالغ نظر پیدا
کہا جب قم باذن اللہ تو مُردے ہو گئے زندہ
کیا ہے حق نے وہ اسکی دعاؤں میں اثر پیدا
ہمیں ہے فخر نورالدینؓ اور محمود احمدؓ پر
دوبارہ کر دیئے حق نے ابوبکرؓ و عمرؓ پیدا

نہیں ممکن گناہوں پر دلیری ہو کبھی حافظ
اگر ہو جائے دل میں خالقِ اکبر کا ڈر پیدا

حافظ سلیم احمد قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ

میں مشابہتیں

از مولوی غلام احمد صاحب فرخ مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کی شانِ فاروقی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس وحی میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو "فضل عمر" کے مبارک لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے شانِ فاروقی عطا فرمائی ہے اور حضرت عمر رضؓ کے خصائص سے حضورؐ کو کامل حصہ عطا کیا ہے۔ ان خصائص و تشبیہات کا ذیل میں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے:۔

۱۔ خلافت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسرا خلیفہ بنایا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت ثانیہ کا خلعت فاخرہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو عطا کیا گیا اور باوجود بعض لوگوں کی ناجائز و نادروا کوششوں کے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت کو آپ کے سامنے جھکا دیا۔ اور اپنی پیشگوئی کو پورا کر کے دشمنان حق کو ذلیل کیا:۔

۲۔ نظام سلسلہ کا استحکام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیگر خلفائے راشدین میں یہ امتیاز و خصوصیت حاصل ہے کہ اسلام کا نظام داخلی آپ کے عہد میں غیر معمولی طور پر استحکام پذیر ہوا۔ چنانچہ انتظام ڈاک رسانی۔ پیمائش زمین۔ تجارت کی توسیع۔ مسافر خانے اور بیت المال کا قیام۔ سرحدات پر چھاؤنیاں بنانا۔ اور مقدمات و قضایا کے تصفیہ کے لئے قاضی مقرر کرنا وغیرہ امور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خصوصیات میں سے ہیں۔

حضرت "فضل عمر" خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مبارک عہدِ خلافت میں بھی اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے نظام کو غیر معمولی طور پر مستحکم کیا۔ چنانچہ سلسلہ کے کاموں کو عمدگی اور سہولت سے چلانے کے لئے مندرجہ ذیل نظارتیں آپ نے قائم فرمائیں:۔

نظارت ہائے اعلیٰ دعوۃ و تبلیغ۔ تعلیم و تربیت۔ تالیف و تصنیف۔ امور عامہ امور خارجہ۔ دارالقضاء۔ ضیافت۔ بیت المال تحریک جدید۔ ان میں سے ہر ایک صیغہ مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ خلافت ثانیہ سے قبل اس قسم کا باقاعدہ انتظام نہیں تھا۔ نیز دوران سال میں کم از کم ایک دفعہ نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ کو مدعو کر کے آئندہ سال کا پروگرام مرتب کرنا۔ اور گزشتہ کام پر تنقیدی نظر ڈالنا بھی حضرت فضل عمرؓ کے عہد مبارک میں ہی شروع ہوا۔ جماعت کی دینی اور دنیوی بہبودی کے انتظامات آپ نے ہی فرمائے:۔

الغرض اسلام کے نظام کے استحکام میں جس طرح حضرت عمرؓ کو خصوصیت حاصل ہے۔ اسی طرح حضرت "فضل عمرؓ" فاروق ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو جماعت احمدیہ کے نظام کو مستحکم کرنے میں حاصل ہے:۔

۳۔ توسیع و ترقی اسلام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ اسلامی ترقیات کے متعلق پیشگوئیاں باحسن طریق پوری فرمائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرب کو مسلمانوں کے لئے خاص کیا۔ شام موطن انبیاء القدس آپ کے عہد خلافت میں اسلامی حکومت میں داخل ہوا۔ عراق و فارس جہاں کسریٰ ایسا دشمن اسلام بڑے طمطراق سے حکومت کر رہا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمانوں کے قبضۂ اقتدار میں آیا۔ نیز اسلامی فتوحات اور فوجی استحکامات کے پیش نظر بصرہ اہواز کوفہ وغیرہ چھاؤنیاں قائم کی گئیں۔ مصر و برقہ پر اسلامی پرچم لہرایا غرضکہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے مخالفین اسلام کے جارحانہ اقدامات کے دفاع اور حفاظت اسلام کے پیش نظر چاروں طرف اسلامی لشکر پھیلا دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ہر جگہ فتح اور ظفر عطا فرمائی۔ اور عرب اور اس کے اطراف کے ممالک آپ کے عہد میں اسلامی حکومت کا حصہ بن گئے۔

حضرت "فضل عمرؓ" خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت میں بھی اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو غیر معمولی طور پر ترقی دی۔ اور ترقی و توسیع سلسلہ کی پیشگوئیاں آپ کے عہد میں نہایت آب و تاب سے پوری ہوئیں۔ احمدیت کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچی۔ اور حضرت اقدس کا نام عزت کے ساتھ اکناف عالم میں پھیلایا گیا۔ چنانچہ امریکہ۔ انگلستان۔ اٹلی۔ ہنگری۔ گولڈ کوسٹ سیرالیون۔ نائیجیریا۔ مشرقی افریقہ ماریشس۔ فلسطین۔ جاوا۔ سماٹرا۔ سنگاپور جاپان میں احمدیہ مشن قائم کئے گئے۔ اور روز بروز خدا کے فضل سے مشنوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور مجاہدین احمدیت حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں مصائب و مشکلات کی پروا نہ کرتے ہوئے ممالک غیر میں اسلام کا پیغام لے کر پہونچ رہے ہیں۔ گویا زبان حال سے کہہ رہے ہیں:۔

پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں ابھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

الغرض اس وقت دنیا کے ہر خطہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہونچ چکا ہے۔ اور مجاہدین احمدیت پیاسی روحوں کے لئے آب حیات بن کر تمام ممالک میں پھیل چکے ہیں۔ اور سعید روحیں جوق در جوق حضرت "فضل عمرؓ" کی غلامی میں داخل ہو رہی ہیں۔ خلافت ثانیہ سے قبل باقاعدہ مبلغین کی تعداد تین چار سے زائد نہ تھی۔ مگر اس وقت بیسیوں مبلغ مختلف ممالک میں باقاعدہ طور پر پیغام حق پہنچا رہے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے جماعت کی تعداد پہلے سے کئی گنا بڑھ چکی ہے:۔

پس حضرت عمرؓ اور حضرت "فضل عمرؓ" اس لحاظ سے بھی تشابہ تام رکھتے ہیں کہ دونوں کے زمانہ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غیر معمولی۔ اور خارق عادت طور پر ترقی و توسیع عطا فرمائی۔ یہاں تک کہ دشمن بھی اس ترقی کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہے:۔

۴۔ سیاست و تدبیر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سیاست و تدبیر میں جو ید طولےٰ حاصل تھا۔ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی توضیح و تشریح کا محتاج نہیں۔ بڑے بڑے مغربی مؤرخین بھی آپ کی سیاست کا سکہ مانتے ہیں۔ آپ نے جس قابلیت اور خداداد طاقت سے دشمنان اسلام کا دفاع اور اسلام کی حفاظت۔ اور استحکام کا کام سرانجام دیا۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ پس حضرت فاروق اعظم کو سیاست و تدبیر کا ملکہ راسخہ خارق عادت طور پر عطا کیا گیا تھا۔

حضرت فضل عمرؓ ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہد خلافت کے واقعات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بروزی رنگ میں دوبارہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مبعوث فرمایا ہے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کے علاوہ اسلمیان ہند کی رہنمائی جس قابلیت سے فرمائی۔ وہ آپ کا ہی حصہ ہے۔ ایسے ایسے نازک مواقع پر جبکہ مسلمانوں کو روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی تھی۔ اور وہ ناامیدی اور یاس کے تاریک عالم میں پڑے تھے۔ آپ نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے انہیں راستہ دکھایا۔ اور مشکلات کا حل پیش فرمایا۔

نہرو رپورٹ پر تبصرہ سیاسی مسئلہ کا حل۔ اور دیگر سیاسی خطبات و مقالات جو مختلف مواقع پر شائع کئے گئے اس امر کا کافی ثبوت ہیں۔ حتیٰ کہ بعض انگریز سیاسیین کو بھی حضور کی سیاسی قابلیت کا اعتراف ہے۔

احرار جو احمدیت کو مٹانے کے لئے تمام دنیوی سازوسامان سے مسلح ہو کر میدان مقابلہ میں نکلے ان کو جو ذلت اور شکست اٹھانی پڑی وہ نہایت واضح ہے۔ حتیٰ کہ احراری لیڈروں کو حضور کی خداداد سیاسی قابلیت کا اعتراف کرنا پڑا۔ والفضل ما شھدت بہ الاعداء

پس سیاسی قابلیت اور مدبرانہ طاقت کے لحاظ سے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس قدر تشابہ تام رکھتے ہیں۔ کہ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔

۵ مرکز تثلیث کی تسخیر

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد خلافت میں مرکز تثلیث (بیت المقدس) پر اسلامی پرچم لہرایا۔ جب بیت المقدس پر اسلامی فوجیں محاصرہ کئے پڑی تھیں تو اہالیان شہر نے اسلامی افواج کے سپہ سالار سے یہ خواہش کی۔ کہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ خود خلیفۂ اسلام ہمارے شہر پر قبضہ کرنے کے لئے تشریف لائیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضؓ سے مشورہ کیا۔ سب نے یہی مشورہ دیا۔ کہ موقعہ بہت اہم ہے۔ آپ کا جانا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود بیت المقدس تشریف لے گئے۔ اور اس پر قبضہ کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زمانہ مبارک میں بھی اسلام کو سربلندی عطا فرمائی۔ اور مرکز تثلیث (لنڈن) میں اسلام کا علم گاڑا۔ ۱۹۲۴ء میں اہالیان لنڈن نے ایک مذہبی کانفرنس کے انعقاد کے موقعہ پر حضور کو لنڈن آنے کی دعوت دی حضور نے مجلس مشاورت کے موقعہ پر جماعت سے مشورہ لیا۔ جماعت نے یہی عرض کیا۔ کہ اس موقعہ پر حضور ضرور تشریف لے جائیں تا مرکز تثلیث میں اللہ تعالےٰ کی توحید کا نعرہ بلند ہو۔ چنانچہ حضور تشریف لے گئے اور کانفرنس میں مضمون پڑھنے کے علاوہ مسجد احمدیہ لنڈن کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ تا خدا کا جلال ظاہر ہو۔ اور تا اس ملک کے لوگ بھی ان برکات سے حصہ لیں۔ جو ہمیں ملی ہیں۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک

پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ میں ایک بہت بڑی مشابہت یہ ہے۔ کہ جس طرح عہد فاروقی میں مرکز تثلیث پر اسلامی علم گاڑا گیا۔ اسی طرح عہد فاروقی ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ میں لنڈن پر جو موجودہ دنیا کا عیسائی مرکز ہے۔ اسلامی پرچم لہرایا۔

حضرت فضل عمرؓ کی مجلس میں حضرت عمرؓ کے وقت کا نظارہ

ان ایام میں جبکہ حضرت فضل عمر لنڈن میں تشریف رکھتے تھے۔ وہاں کے ایک قابل نامہ نگار نے جب حضور کی مجلس کا نظارہ دیکھا۔ تو اس کی آنکھوں کے سامنے وہ نقشہ پھر گیا۔ جو اس نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق اسلامی اور غیر اسلامی تاریخی کتب کے ذریعہ کھینچا تھا۔ اور اس نے ایک مضمون کے ذریعہ نہایت دلکش الفاظ میں اس کا اعتراف کیا۔ جو ٹائمز آف انڈیا (۲۸ ستمبر ۱۹۲۴ء) میں شائع ہوئے

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی فضل عمر جس شان اور جلال سے ظہور پذیر ہوئی اس کو دیکھ کر ہر قلب سلیم ایمانی خوشی کے جذبات سے معمور ہو جاتا ہے۔

کاش غیر مسلمین میں سے وہ دردمند دل رکھنے والے اصحاب اس پیشگوئی کی صداقت پر غور کریں۔ اور فاروق ثانی حضرت فضل عمر کی غلامی میں داخل ہو کر آپ کے انفاس قدسیہ اور فیوض روحانیہ سے بہرہ اندوز ہوں۔

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں بہت ایک مشابہت

از جناب مولوی محمد احمد صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ کپورتھلہ

۱

ایک دن کا ذکر ہے حضرت عمرؓ — تھے سوار اشتر صحرا گذار
اتفاقاً تازیانہ جو گرا — خود اٹھایا ہاتھ سے نیچے اتر
بسکہ ہے اسلام میں منع سوال — پاس خودداری یہ تھا پیش نظر
سطوت و جبروت کا عالم یہ تھا — سلطنت خاور سے تھی تابا ختر
افسر شاہی تھا گو زیب جبیں — سادگی تھی طرۂ زیبندہ تر
تھی امیری اور فقیری ایک جا — ہوتی تھی گنج قناعت پر بسر
"ای عبد اعبد منی" یہ تھا — قول پاک سید والا گہر

"خود فرود آ از شتر مثل عمرؓ"
"الحذر از منت غیر الحذر"

۲

عازم یورپ ہوئے فضل عمرؓ — باندھا اپنے ہاتھ سے رخت سفر
سروقد موجود تھے صدہا غلام — جان و دل حاضر۔ اگر اٹھتی نظر
خادموں کو خاکساری کا سبق — تھا زبان حال سے دیتا مگر
خاکساری جوہر اہل کمال — خاکساری اسوۂ خیر البشرؐ
یہ فقیری اور امیر المومنین — پانی پانی ہے مرا قلب و جگر
مال و جان و دل ہوں جسکے دست بیع — قرض لے کر ہو مہیائے سفر

۳

منہمک مضمون نگاری میں ہوئے — تھے رواں دست و قلم شام و سحر
بے خودی کا بن گئے مضمون خود — اپنی ہستی کی نہ تھی کوئی خبر
"کون ہے مجھ سے نکما آدمی" — ہے یہ فرمان شہ عالی نظر
کہتے ہیں مسند خلافت کی جسے — آسماں کی جھک پڑے اس سے کمر
داعی اسلام اس کا نام ہے — طے کرے جو کوہ صحرا بحر و بر

رخت خودمی بند چوں فضل عمرؓ
پائے سپر کن خاور و ہم باختر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی شان

از

الہاماتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از قلم
جناب قاضی محمد نذیر صاحب
لائلپوری
قادیان

ایک بیش بہا فضل

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی عالی مرتبت شخصیت۔ امتِ محمدیہ پر خدا تعالےٰ کے افضال و احسانات میں سے ایک بیش بہا فضل اور احسان ہے۔ انبیائے کرام صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ آپ ان نوادر شخصیات میں سے ہیں جن کی زندگی کے تمام پروگرام اور جن کی پاکیزہ سیرت اور سوانح حیات سے خود رب العالمین نے عرش عظیم سے اپنی مقدس وحی اور الہامات کے ذریعہ معمورۂ عالم کو آگاہی بخشی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے روشن کارنامے۔ اور آپ کے پاکیزہ سوانح حیات تاریخ عالم کا ایک نہایت شاندار اور مستقل حصہ ہیں۔ اور جس طرح حضور کی پاکیزہ اور اولوالعزمانہ قابل تقلید زندگی موجودہ مومنین صادقین کے لئے مشعل ہدایت اور موجب ازدیاد ایمان ہے۔ اسی طرح آنے والی نسلوں میں عظیم الشان قوتِ عمل پیدا کرتی رہے گی:۔

لاریب مورخین اور سوانح نگار اصحاب حضور پُر نور کی سیرت اور سوانح زندگی پر اپنے زورِ قلم سے بڑی بڑی ضخیم کتب تحریر کریں گے۔ لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں۔ کہ جو مضامین بھی آپ کی شان ارفع کو نمایاں کرنے کے لئے لکھیں گے۔ وہ سب خدا تعالےٰ کے ان کلماتِ عالیہ کی تفسیر اور تشریح ہی ہوگی۔ جو خدا تعالےٰ نے آپ کی بلند شان کے بیان کرنے کے لئے عرشِ عظیم سے اپنے مقدس مسیح موعود علیہ السلام پر نازل فرمائے:۔

مقدس وحی میں حضرت امیر المومنین کا ذکر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں یہ زبردست تڑپ تھی۔ کہ اعلائے کلمۃ اللہ کی جو خدمت اللہ تعالےٰ نے آپ کے سپرد کی ہے۔ اور جس کی تخم ریزی آپ کے مقدس ہاتھوں سے ہو رہی ہے۔ اس کی تکمیل میں آپ کی اولاد کا بھی حصہ ہو۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک ایسا بابرکت فرزند صالح عطا فرمائے۔ جو آسمانی روح رکھنے کی وجہ سے آپ کا کامل ظل ہو۔ اس تڑپ اور جوش کے ماتحت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آستانۂ الٰہی پر اپنی جبینِ نیاز رکھ کر کچھ لمبے درد اور تضرعات سے دعائیں کیں۔ کہ عرش عظیم تک جا پہونچیں۔ اور رب السمٰوات والارض انہیں قبول فرما کر نہایت ہی شاندار الفاظ میں آپ سے یوں ہمکلام ہوا:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے اور فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پائیں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں۔ باہر آئیں۔ تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں۔ کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا اور اس کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے:۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ۔ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت۔ اور غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند۔ دلبند۔ گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء،

جس کا نزول بہت مبارک۔ اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًا" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بشیر اوّل کا الہامات میں ذکر

مندرجہ بالا الہامات میں اس وجیہہ۔ اور پاک لڑکے کے ذکر کے ساتھ بطور ارہاص اللہ تعالےٰ نے ایک اور لڑکے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی۔ اور خود اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضور کو الہاماً یہ تفہیم ہوئی۔ "کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے" سے لے کر "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" تک کی عبارت اس بشیر اول کے متعلق ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی پیدائش سے پہلے آپ کے لئے بطور ارہاص پیدا ہونے والا تھا۔ اور پھر چند روز مہمان رہ کر اپنے مولےٰ کی طرف جلد اٹھا لیا جانے والا تھا۔ (ملاحظہ ہو بسط اشتہار)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا نام ان الہامات میں "فضل" رکھا گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فقرہ "اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا" میں اس امر کی تصریح فرما دی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ لڑکا جو اس عظیم الشان بشارت فداوندی کا مصداق ہوگا۔

اس جہان بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اس وحی الٰہی کے مطابق بشیر اول مرحوم کے بعد پیدا ہوئے ؎

صلبی فرزند

ماسوا اس کے مندرجہ بالا الہامات میں جن میں نہایت جامعیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تمام مذہبی اور سیاسی زندگی اور آپ کے پاکیزہ سوانح حیات۔ اور مقدس سیرت کا ایک شاندار نقشہ کھینچ دیا ہے۔ یہ امر بھی نہایت واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرزند جو مقدس وحی میں بیان کردہ شاندار صفات سے متصف ہوگا۔ آپ کا صلبی فرزند ہوگا۔ چنانچہ وحی مقدس کے الفاظ "وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا" اس پر شاہد ناطق ہیں ؎

حضرت امیر المومنین کی پیدائش کے لئے ۹ سال کی میعاد

ان الہامات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس گرامی قدر فرزند کی پیدائش کی میعاد سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آگاہ فرما دیا۔ چنانچہ حضور اپنے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ نہیں پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا"

پھر اسی اشتہار میں فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں۔ بلکہ عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے"

مخالف کی نکتہ چینی کا جواب

مخالفینِ انبیاء کی یہ عادت ہے۔ کہ وہ بات بات پر بے جا نکتہ چینی کرتے ہیں چنانچہ اس موقعہ پر ایک شخص منشی اندرمن مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی۔ کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے۔ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ اتنی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"واضح ہو کہ جن صفاتِ خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اُس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا۔ بلکہ ہر یک دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے۔ کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔ اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے۔ نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے"

(اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء)

محمود احمدؐ نام میں حکمت

بشیر اول کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آگاہ فرما دیا۔ کہ "اب قریب مدت میں آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کا نام محمود احمدؐ ہوگا۔ اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلیگا"

(اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۶ء)

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے موعود فرزند ارجمند کا نام محمود احمدؐ رکھ کر یہ اعلان فرما دیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ لختِ جگر جو اب پیدا ہوگا۔ اپنے تمام کاموں کے لحاظ سے قابلِ حمد وجود ہوگا۔ اور محمود کی اضافت احمد کی طرف کر کے بتا دیا۔ کہ یہ وُہی محمود ہے۔ جس کی پیدائش کی خبر خود سرورِ کائنات فخرِ موجودات سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آج سے ۱۲ سو سال پہلے یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کے مقدس الفاظ میں دے چکے ہیں۔ کہ مسیح موعود نکاح کرے گا۔ اور اس کے ہاں اس کے فائدہ کے لئے اور اس کے سلسلہ کو ترقی دینے کے لئے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حدیث کی تشریح میں آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:۔

فَفِیْ ھٰذَا اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِہُ اَبَاہُ وَلَا یُبَاہُ وَیَکُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُکْرَمِیْنَ ؎

کہ اس حدیث میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مسیح موعود کو ایک فرزند صالح عطا فرمائے گا۔ اور یہ فرزند صالح اپنے باپ مسیح موعود سے صورت و سیرت میں مشابہ ہوگا۔ اور اس کا منکر نہیں ہوگا۔ بلکہ خدا سے عزت یافتہ بندوں میں سے ہوگا ؎

نیز محمود کی اضافت احمد کی طرف اس مناسبت سے بھی ہے۔ کہ یہ محمود احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بروز کامل مسیح موعود پر ان نازل شدہ الہامات کا مصداق ہوگا۔ جو قبل ازیں آپ پر ایک فرزند ارجمند مظہر الحق والعلاء کی خبر پر مشتمل بیان ہو چکے ہیں ؎

پس اللہ تعالیٰ نے سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا نام محمود احمد رکھکر خود آپ کے اولوالعزمانہ کارناموں۔ اور پاکیزہ سیرت کی آپ کی پیدائش سے پہلے ہی تعریف فرما دی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جب کسی کا عمدہ نام تجویز کرتا ہے۔ تو چونکہ وُہ عالم الغیب ہے۔ اس لئے وُہ اس مولود کی صفات عالیہ کو ملحوظ رکھ کر ہی اس کے لئے پاکیزہ نام تجویز فرماتا ہے ؎

بشیر ثانی نام میں حکمت

علاوہ ازیں خود اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام اپنی ایک وحی میں بشیر ثانی بھی تجویز فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے"

(سبز اشتہار)

یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام وُہ اولاد جو بشارات الٰہیہ کے ماتحت پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ کے روشن نشانات اور شعار اللہ میں سے ہے۔ لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا گرامی نام خود اللہ تعالیٰ نے بشیر تجویز فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت کے ماتحت ملنے والی اولاد میں سے آپ کو ایک ممتاز حیثیت عطا فرما دی ہے۔ اور آپ کے وجود کو بنی نوع انسان کے لئے روحانی برتری اور فلاح کا بے بہا ذریعہ قرار دیا ہے ؎

چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک الہام الحمدُ للہ الذی جَعَلَ لَکَ الصھر والنسب کی تشریح میں فرماتے ہیں

"چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایتِ اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں وہ شخص پیدا کرے گا۔ جو آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان (سادات) کی لڑکی میرے نکاح میں لائے۔ اور اس سے وُہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دُنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے"

(تریاق القلوب صفحہ ۲۱۰)

پس اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اولاد جو بشارات الٰہیہ کے ماتحت پیدا ہوئی ہے۔ آپ کے نور کو دُنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلانے میں ممد ہے۔ لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود بنا کر اور خلافتِ ثانیہ کا مقام عطا فرما کر ایک نمایاں اور ممتاز حیثیت عطا فرما دی ہے۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ؎

بشیر ثانی تکمیلِ رحمت کا موجب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بشیر ثانی کے متعلق الہاماتِ الٰہیہ کی بنا پر یہ یقین رکھتے تھے۔ کہ یہ آپ کا موعود خلیفہ ہوگا چنانچہ حضور سبز اشتہار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین دائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا اُن کی اقتداء اور ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں"

پھر فرماتے ہیں: "دوسری قسم کی رحمت جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء"

(سبز اشتہار)

مسجد کی دیوار پر محمود نام

جب سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے ایام بہت قریب آ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک کشف دکھایا۔ جس کا ذکر حضور یوں فرماتے ہیں:۔

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ کہ مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا۔ کہ محمود۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

اس کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا نام مسجد کی دیوار پر محمود دکھایا جانے میں اس امر کی طرف اشارہ تھا۔ کہ وہ لڑکا جس کی تعریف قبل ازیں خدا تعالیٰ نے اپنے الہامات میں کر چکا ہے۔ اب پیدا ہوگا۔ اور وہ جماعت احمدیہ کا امام ہوگا۔ کیونکہ رؤیا میں مسجد دیکھنے کی تعبیر جماعت ہی ہو سکتی ہے۔ اسی بناء پر سبز اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بشیر ثانی اور محمود کو انزال رحمت کی دوسری قسم کی تکمیل کرنے والا قرار دیا جس کے مصداق کے لئے کم از کم یہ امر ضروری ہے۔ کہ وہ امام۔ ولی اور خلیفہ ہو۔

فضل عمر نام میں حکمت

اس امر کی مزید وضاحت کے لئے کہ مصلح موعود اور بشیر ثانی اور محمود کے لئے ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ ثانی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین کا ایک مبارک نام فضل عمر بھی رکھا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سبز اشتہار میں فرماتے ہیں:۔

"پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام اس کا محمود۔ اور تیسرا نام بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مصلح موعود یعنی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بیان شدہ الہامات کا مصداق لڑکا جو بشیر ثانی اور محمود بھی ہے۔ مصلح موعود کے مقام پر اس وقت کھڑا ہوگا۔ جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح خلافت ثانیہ کے عہدۂ جلیلہ پر سرفراز ہوگا۔ چنانچہ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو مومنین فانتین نے اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت ثانیہ کی مقدس ردا پہن کر اپنے پر فضل عمر کے الہام کا مصداق ثابت کیا باوجودیکہ بعض حاسدین نے آپ کی خلافت کے قیام کے راستہ میں روک بننے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

کبھی رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

فخر رسل قرار دینے کی وجہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا۔

آے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدۂ زرہ دور آمدۂ"

اس الہامی کلام میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان شاندار کارناموں کے لحاظ سے آپ کو فخر رسل قرار دیا ہے۔ جو آپ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنے والہانہ عشق اور جوش سے سرانجام دے رہے ہیں۔ جس طرح چھوٹوں کو اپنے بزرگوں کے کارناموں پر فخر ہوتا ہے۔ ویسے ہی بزرگ بھی اپنے چھوٹوں کے اعلیٰ کارناموں پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ کہ انبیاء اور مرسلین علیہم السلام سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کے کارناموں پر نہایت خوش ہیں۔ اور فخر محسوس کرتے ہیں۔ کہ ان کا ایک اولوالعزم سپوت حق کے قیام کے لئے نہایت ہی مجاہدانہ کارہائے نمایاں سرانجام دے رہا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے جو جوش اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اس کا ایک عملی اور ہمیشہ دلوں پر نقش رہنے والا نمونہ اہل عالم نے اس وقت مشاہدہ کیا۔ جب ۱۹۲۴ء میں انگلستان میں ایک مذہبی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسلامی دنیا میں سے صرف آپ کو ہی یہ توفیق دی۔ کہ آپ نے ادیان عالم کے مقابل اسلام کی برتری کا ثبوت دیا۔

تین کو چار کرنے والا موعود

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے موعود کی ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" یہ علامت ذرا تشریح طلب ہے۔ اس فقرہ کو پڑھ کر یہ خیال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چوتھا لڑکا ہوگا۔ لیکن جب مصلح موعود سے متعلق ایک دوسرے الہامی نام بشیر ثانی کو بھی سامنے رکھا جائے۔ تو پھر یہ معنے درست معلوم نہیں ہوتے۔ کیونکہ بشیر ثانی کے یہ معنے ہیں۔ کہ یہ لڑکا بشارت کے ماتحت ملنے والے لڑکوں میں سے دوسرا لڑکا ہوگا اب دیکھئے کس عجیب طریق سے اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت بشیر ثانی کو تین کو چار کرنے والا ثابت کرتا ہے۔

احباب کو معلوم ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم سلسلۂ احمدیہ میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں داخل نہ ہوئے۔ اور حضرت خلیفۃ اول رضؓ کے زمانہ میں بھی اس سلسلہ سے منسلک نہ ہو سکے۔ گویا اس طرح گو آپ جسمانی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ہی تھے۔ مگر روحانی طور پر آپ کے بیٹے نہیں کہلا سکتے تھے۔ آخر خلافت ثانیہ کا عہد سعادت مہد آگیا۔ تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں سیدنا حضرت فضل عمر کی توجہ باطنی اور پر خلوص دعائیں انہیں سلسلہ احمدیہ میں جذب کرنے کا موجب ہوئیں۔ اور بالآخر وہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی فرزندی میں داخل ہوئے اور اس طرح چونکہ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی فرزند بنے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ یہ تین کو چار کرنے کی علامت نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ کیونکہ آپ کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین فرزند جسمانی اور روحانی لحاظ سے موجود تھے۔ پھر مرزا سلطان احمد صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر کے دونوں طرح رشتہ فرزندی حاصل کر لیا۔ اور اس طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو تین کو چار کرنے والی علامت کا مصداق ثابت کیا

یوسف نام رکھنے میں حکمت

اب میں چند ایسے الہامات پیش کرتا ہوں۔ جو علی زعم الف اعداء حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ اور بے لوث اور ارفع زندگی ظاہر کرنے والے ہیں۔

۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو الہام نازل فرمایا۔ اس میں مصلح موعود کا نام یوسف رکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ قالوا تاللہ تفتؤا تذکر یوسف حتی تکون حرضاً او تکون من الھالکین۔

اس کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جو کچھے تھے۔ وہ مصلح موعود کے ملنے سے ناامید ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ تو اسی طرح یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے۔ یا مر جائے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یکم فروری ۱۹۰۷ء کو حسب ذیل الہام ہوا۔ انی لا اجد ریح یوسف لولا ان تفندون۔ کہ اگر ایسا نہ ہو۔ کہ تم مجھے جھٹلانے لگو۔ تو میں ضرور کہوں گا۔ کہ مجھے یقیناً یقیناً یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ ؎

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

ان الہامات میں مخالفین کی مخالفت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے حضرت امیر المومنین مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ کو یوسف قرار دیا ہے۔ یہ نام رکھنے میں جہاں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بلحاظ اپنے ظاہری حسن اور باطنی پاکیزگی کے مثیل یوسف ہیں۔ وہاں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ بعض بدباطن اس مثیل یوسف پر بھی ناپاک الزامات لگائینگے۔ لہٰذا ان کو سیاہ رُو کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی مقدس وحی میں آپ کو یوسف قرار دے دیا۔

وعدۂ تطہیر

اللہ تعالےٰ ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کے الہامات میں فرماتا ہے:۔

"ایک امتحان ہے۔ بعض اس میں پکڑے جائیں گے۔ اور بعض چھوڑ دیئے جائیں گے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا"۔

آخری الہام پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوٹ ہے۔ کہ یہ تیسری مرتبہ ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس الہام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اہلِ بیت کے خلاف بعض فتنہ پرداز فتنہ پیدا کریں گے۔ اور اس وجہ سے بعض لوگ الٰہی مواخذہ کے نیچے آجائیں گے۔ اور بعض نجات پا جائیں گے۔ اور اہلِ بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو الزامات لگائے جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان سے پہلے ہی اپنی مقدس وحی کے ذریعہ ان کی تطہیر کر رہا ہے تطہیر والے الہام کے تین دفعہ نازل کرنے میں واللہ اعلم بالصواب خدا تعالےٰ کا اس امر کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسا فتنہ اہلِ بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تین دفعہ کھڑا ہوگا۔ اور ان تینوں مواقع پر خدا تعالےٰ اپنے اس الہام کے ذریعہ اہلِ بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان اعداء کے ناپاک اعتراضات سے پاک ٹھہرا کر معاندین کی روسیاہی کو آشکار کر دے گا۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی قسم کے حملوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اور معلوم ہوتا ہے۔ اسی قسم کے فتنوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔

انی معک ومع اھلک انک معی واھلک انی انا الرحمٰن فانتظر قل یاخذک اللہ۔ یعنی اے مسیح موعود میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تیرے اہلِ بیت کے ساتھ بھی۔ میں رحمٰن ہوں۔ میری مدد کا منتظر رہ۔ اور اپنے دشمن سے کہدے۔ کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا۔

اہلِ بیت کو معیت کا وعدہ

ان الہامات میں جس طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی معیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ کے اہلِ بیت کے ساتھ اپنی معیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور آپ اور آپ کے اہلِ بیت کے اعداء کے افعال کو قابلِ مواخذہ قرار دیا ہے۔

پھر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق خاص طور پر فرمایا:۔

انی معک یا ابن رسول اللہ۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں۔ جمع کرو۔ علیٰ دینٍ واحد۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۷ صفحہ ۳)

یعنی اے اللہ کے رسول کے بیٹے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ اور سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں۔ ایک دین پر جمع کرو۔

یہ الہام بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زمانۂ خلافت میں خدا تعالےٰ کے فضل سے نہایت صفائی کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ اور حضور کے ہی عہدِ سعادت مہد میں احمدیت کی تبلیغ اکنافِ عالم تک پھیل رہی ہے۔ اور آپ کے ذریعہ ہی احمدی جماعتیں اقطاعِ عالم قائم ہوئی ہیں۔ اور ایسے وقت میں قائم ہوئی ہیں جبکہ آپ کے اعداء غیر مسابیین ہندوستان سے باہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لینا سمِ قاتل قرار دے رہے تھے۔

پس آپ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام:۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

کی جلوہ نمائی فرمائی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کے ساتھ ہی آپ کے وجود باجود کو بھی دُنیا کے کناروں تک شہرت دے کر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کو نہایت آب و تاب سے پورا کر دکھایا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقامِ محمود

از جناب حکیم خلیل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مونگھیر

بندِ اوّل

میری آنکھوں سے کوئی دیکھے مقامِ محمود
ہفت افلاک سے بھی ارفع ہے بامِ محمود

اللہ! اللہ ذرا رفتار کی سُرعت دیکھو
آن کی آن میں پہونچا کہاں گامِ محمود

دستِ بے کیف سے جاناں نے حرم میں اپنے
لکھدیا ہے قلمِ شوق سے نامِ محمود

یہ اشارہ ہے کہ ہوگی وُہ جماعت مقبول
مقتدیٰ ہوں گے جس امت کے امامِ محمود

"وُہ" یہ کہتے تھے کہ شیرازہ بکھر جائیگا
آئیں آنکھوں سے ذرا دیکھیں نظامِ محمود

سُورۃُ العصر کی تنویر ہے ہر صبح یہاں
لیلۃُ القدر سے کچھ کم نہیں شامِ محمود

انہیں مایوسی ہے پر اپنا تو ایمان ہے یہ
غلبۂ دین مقدر ہے بنامِ محمود

ٹھوکریں کھانے سے ملت کو بچایا کیسا
دیکھا یہ حوصلہ و ضبط زمامِ محمود

آؤ پی لو نہ مرو پیاس سے اے تشنہ لبو
زندگی بخش ہے ہر قطرۂ جامِ محمود

کیف بھی۔ وجد بھی مستی بھی خرد اور بھی
کچھ عجب رنگ جماتی ہے مُدامِ محمود

امن و راحت کبھی دُنیا کو نہیں ہوگی نصیب
ہوگی جب تک نہ وُہ عامل بہ پیامِ محمود

"زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دُنیا میں"
گوشِ دل سے نہ سُنیں جو کہ کلامِ محمود

ہم ایازوں کی الٰہی یہ دُعا ہے ہر دم
پیارے محمود کو حاصل ہو مرامِ محمود

آگ سب سرد ہو یارب بنے گلزارِ خلیل
ساری دُنیا پہ برس جائے غمامِ محمود

بندِ دوم

جانِ احمد و محمد ہے یہ جانِ محمود
کیوں نہ اللہ کو محبوب ہو آنِ محمود

غیر کیا جانیں کہ کیا شان ہے شانِ محمود
ساری دُنیا سے نرالا ہے جہانِ محمود

مرضیٔ یار یہ کہتی ہے کہ اتنا ہو بلند
تا مرے عرش سے مل جائے مکانِ محمود

سینکڑوں پھول معارف کے کھلا کرتے ہیں
علقۂ درس ہے یا باغِ جنانِ محمود

آج گر ہوتے غزالی و امام رازی
سُنتے آکر کے بصد شوق قرانِ محمود

نئی اک دُنیا بسائیگی یہ تحریکِ جدید
یہی فرمانِ خدا ہے بزبانِ محمود

نہیں انگاروں پہ بے وجہ "کباب عالم ہے"
یہ ہے سوز و شرر و آہ و فغانِ محمود

چھید دیں گے جگرِ کفر سہامِ سحری
جوش میں کھچ رہی ہے آج کمانِ محمود

لاکھ تدبیر کریں زور لگائیں اعداء
نہ ہوا ہے نہ کبھی ہوگا زیانِ محمود

مرحبا بدر بنا آج ہلالِ اسلام
دائمی عید لے آیا رمضانِ محمود

جنگ دُنیا کی کبھی ختم نہیں ہوگی خلیل
جب تک آئے گی نہیں زیرِ امانِ محمود

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے عہد میں

25200 روپیہ کے انعامی چیلنج

احادیث میں مسیح موعود کی ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ آپ کثرت سے مال تقسیم کریں گے۔ مگر لوگ لینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ مسلمانوں نے غلطی سے یہ سمجھ رکھا تھا۔ کہ مسیح موعود آتے ہی روپے بانٹنا شروع کر دیں گے۔ یہاں تک کہ دُنیا میں نہ صرف کوئی محتاج نہیں رہے گا۔ بلکہ ہر ایک کے پاس اس قدر دولت جمع ہو جائے گی۔ کہ کوئی شخص اور لینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ حالانکہ نہ تو اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور مامورین اس طرح مال و دولت بانٹنے کے لئے دُنیا میں مبعوث ہوا کرتے ہیں۔ اور نہ اس طرح دُنیا کا نظام قائم رہ سکتا ہے۔ کیونکہ نظام عالم تفاوت مراتب کے ذریعہ چل رہا ہے۔ پھر مادی دولت تو ایسی چیز ہے۔ کہ اس کی حرص کبھی ختم ہونے میں ہی نہیں آتی۔ پس یہ ناممکن ہے۔ کہ کوئی شخص مال و دولت لینے سے انکار کر دے۔ درحقیقت مسلمانوں نے اپنی دُون ہمتی کی وجہ سے اس حدیث کا یہ غلط مفہوم سمجھ لیا۔ کہ انہیں خود کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسیح موعود آکر مالا مال کر دیں گے۔ حالانکہ اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ کہ مسیح موعود مخالفین کو بکثرت انعامی چیلنج دے گا۔ مگر کوئی شخص مردِ میدان بن کر قبول نہ کر سکے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہزارہا روپیہ کے انعامات کا مختلف امور کے متعلق اعلان فرمایا۔ مگر کسی کو اُن کے حاصل کرنے کی جرأت نہ ہوئی ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافتِ ثانیہ کے عہدِ مبارک میں جناب سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب سکندرآباد دکن نے جنہیں خلافت ثانیہ کے عہد میں ہی جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ خاص طور پر انعامی سلسلہ کو جاری رکھا۔ مگر اب تک کوئی مخالف ان انعامات کو حاصل نہیں کر سکا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب سیٹھ صاحب کے پیش کردہ انعامات کی مقدار پچیس ہزار دو سو روپیہ تک پہونچ چکی ہے۔ ان کا اجمالی ذکر جناب سیٹھ صاحب موصوف کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے۔ کہ جناب سیٹھ صاحب موصوف کو بیش از بیش خدماتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

(ایڈیٹر)

از قلم جناب سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد

دس ہزار روپیہ کا انعام

مسلمانوں کا یہ مسلم عقیدہ ہے۔ کہ ہر صدی کے شروع میں ایک ربانی مجدد کا ظہور ہوتا ہے۔ جیسا کہ سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃٍ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا شخص مبعوث فرمائے گا جو مسلمانوں کے لئے ان کا دین تازہ کرے گا۔ اس حدیث میں ربانی مجدد کی شناخت کے چار نشانات بتائے گئے ہیں ؛

۱۔ وُہ شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے کا مدعی ہوگا۔ (ان اللہ یبعث)

۲۔ وُہ ساری امت کے لئے ہوگا۔ ایک فرقہ کے لئے نہیں۔ (لھٰذہ الامۃ)

۳۔ اس کا ظہور صدی کے شروع میں ہوگا۔ (علےٰ راس کل مائۃ سنۃ)

۴۔ وہ از سرِ نو اسلام کو تازہ کرے گا۔ (من یجدد لھا دینھا)

خدا تعالیٰ نے مذکورہ بالا نشانات کے مطابق اس چودھویں صدی کے شروع میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ لاکھوں لوگوں نے آپ کو مانا۔ جو لوگ نہیں مانتے۔ ان کو چیلنج دیا گیا۔ کہ اگر ان کی نظر میں آپ صادق نہیں۔ تو مذکورہ بالا نشانات کے مطابق کوئی دُوسرا صادق مدعی پبلک میں پیش کریں اگر وُہ فوت ہو گیا ہو۔ تو اس کا قائم مقام پبلک میں پیش کر کے اس کی صداقت کا ثبوت دیں۔ ہم دسہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔ یہ چیلنج ۱۳۳۶ھ میں یعنے آج سے ۲۲ سال قبل مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا۔ مگر آج تک کوئی شخص پبلک میں پیش نہ ہوا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق نہ ہوتے۔ تو خدا تعالیٰ خود صادق کو مقابلہ پر کھڑا کر دیتا۔ اس لئے ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ آپ کو مانے۔ کیونکہ ربانی مجدد۔ امام زمان ہوتا ہے۔ اور جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کئے بغیر مرتا ہے۔ اس کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے ؛

دسہزار پانچسو روپیہ کا انعام

۱۹۲۳ء میں یعنے آج سے ۱۶ سال قبل

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسر سکندرآباد دکن آئے۔ اور احمدیت کے خلاف لیکچر دیتے رہے۔ اس وقت خاکسار نے اُن کو ۱۲ ار فروری ۱۹۲۳ء کے اشتہار میں یہ چیلنج دیا۔ کہ جو کچھ وُہ احمدیت کے خلاف عقائد بیان کرتے ہیں۔ وہی عقائد اگر وُہ ایک جلسہ میں حسب ذیل الفاظ کے ساتھ حلفاً بیان کریں۔ تو ہم ان کو اسی وقت اسی جلسہ میں نقد پانچ سو روپیہ انعام دیں گے۔ اس کے بعد اگر ایک سال تک اُن پر کوئی عبرت ناک عذاب جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ نہ آئے۔ تو مزید دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جس کا مطالبہ خود انہوں نے اپنے ۶ر فروری ۱۹۲۳ء کے اشتہار میں کیا ہے۔ حلف کے الفاظ یہ ہیں:-

حلف کے الفاظ

"میں ثناء اللہ ایڈیٹر "اہلحدیث" خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس بات پر حلف کرتا ہوں۔ کہ میں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے تمام دعاوی و دلائل کو بغور دیکھا۔ اور سُنا اور سمجھا۔ اور اکثر تصانیف ان کی میں نے مطالعہ کیں۔ اور عبداللہ الٰہ دین کا چیلنج انعامی دسہزار کا بھی بغور پڑھا۔ مگر میں نہایت وثوق۔ اور کامل ایمان اور یقین سے یہ کہتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کے تمام دعاوی و الہامات جو چودھویں صدی کے مجدد و امام وقت و مسیح موعود۔ و مہدی موعود۔ اور امتی نبی ہونے کے متعلق ہیں۔ وُہ سراسر جھوٹ و افترا اور دھوکہ و فریب اور غلط تاویلات کی بناء پر ہیں۔ برخلاف اس کے عیسےٰ علیہ السلام وفات نہیں پائے۔ بلکہ وُہ بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور ہنوز اسی خاکی جسم کے ساتھ موجود ہیں۔ اور وُہی آخری زمانہ میں آسمان سے اُتریں گے اور وہی مسیح موعود ہیں۔ اور مہدی علیہ السلام کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا۔ جب ہوگا۔ تو وُہ اپنے منکروں کو تلوار سے قتل کر کے اسلام کو دُنیا میں پھیلائیں گے۔ مرزا صاحب نہ مجددِ وقت ہیں۔ نہ مہدی ہیں۔ نہ مسیح موعود ہیں۔ نہ امتی نبی ہیں۔ بلکہ ان تمام دعاوی کے سبب میں ان کو مفتری اور کافر اور خارج از اسلام

سمجھتا ہوں۔ اگر میرے یہ عقائد خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے اور قرآن شریف و صحیح احادیث کے خلاف ہیں۔ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی درحقیقت اپنے تمام دعاوی میں خدا تعالیٰ کے نزدیک سچے ہیں۔ تو میں دُعا کرتا ہوں۔ کہ اے قادر ذوالجلال خدا۔ جو تمام زمین و آسمان کا واحد مالک ہے۔ اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے۔ پس تمام قدرتیں تجھی کو حاصل ہیں۔ تو ہی قہار اور غالب و منتقم حقیقی ہے۔ اور تو ہی علیم و خبیر و سمیع و بصیر ہے۔ اگر تیرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعاوی والہامات میں صادق ہیں۔ اور جھوٹے نہیں۔ اور میں ان کے جھٹلانے اور تکذیب کرنے میں ناحق پر ہوں۔ تو مجھ پر ان کی تکذیب اور ناحق مقابلہ کی وجہ سے ایک سال کے اندر موت وارد کر۔ یا کسی ایسے غضب ناک و عبرت ناک عذاب میں مبتلا کر۔ کہ جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ تا لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے۔ کہ میں ناحق پر تھا۔ اور حق و راستی کا مقابلہ کر رہا تھا۔ جس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا مجھے ملی ہے۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔"

یہ بھی لکھ دیا گیا تھا۔ کہ اس عبارتِ حلف میں اگر کوئی ایسا عقیدہ درج ہو۔ جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نہیں مانتے تو میرے نام ان کی دستخطی تحریر آنے پر اس عقیدہ کو اس حلف سے خارج کر دونگا۔

دو سو روپیہ کا انعام

مذکورہ بالا حلف کے الفاظ کیسے واضح ہیں۔ یہ وُہی عقائد ہیں۔ جو ہمارے خلاف بیان کئے جاتے ہیں۔ مگر تین ہزار پانچسو روپیہ انعام دینے پر بھی انہیں حلفاً بیان کرنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ پھر ان پر اور ان کے ہم خیالوں پر مزید حجت پوری کرنے کے لئے ۸ مارچ ۱۹۳۳ء کو ایک اور اشتہار دیا گیا۔ کہ اگر کوئی صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کو خاکسار کا مذکورہ بالا حلف اٹھانے کے لئے تیار کریں گے تو ان کو ان کی کوشش کے عوض دو سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

معلوم نہیں کس قدر لوگوں نے کوشش کی۔ مگر مولوی صاحب سولہ سال ہو گئے۔ اب تک تیار نہیں ہوئے۔

یہ ہے احمدیت کے سب سے بڑے مخالف کی حالت۔ جو اپنے آپ کو "شیر پنجاب" اور "فاتح قادیان" کہتا ہے۔

تین ہزار پانچسو روپیہ کا انعام

مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ حضور کی تکذیب اور مخالفت کرتے تھے۔ اس لئے حضور نے ایک دُعائے مباہلہ شائع فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ ہم میں جو جھوٹا ہو۔ وُہ سچے کی زندگی میں فوت ہو جائے۔ اور آخر میں یہ تحریر فرمایا۔ کہ "بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وُہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں۔ اس کے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

حق اور باطل کے فیصلہ کے لئے مولوی صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ وُہ اس کے نیچے اپنی منظوری لکھ دیتے۔ مگر مولوی صاحب کو اپنی موت نظر آنے لگی اس لئے اس کے جواب میں یہ لکھا۔ کہ "اس دُعاء کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔"

پھر لکھا:۔

"خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔"

اور پھر بہت سی حیل و حجت کرنے کے بعد لکھ دیا:۔

"مختصر یہ کہ ..... یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے۔"

اس طرح یہ طریقِ فیصلہ انہوں نے منسوخ کر دیا۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ دیکھو۔ مرزا صاحب نے سچے اور جھوٹے کے لئے جو فیصلہ کُن دُعاء شائع کی تھی۔ وُہ قبول ہو گئی۔ اور اس کے مطابق وُہ جھوٹے ثابت ہو کر سچے کی زندگی میں فوت ہو گئے۔ (نعوذ باللہ)

لیکن یہ بہت بڑا فریب۔ اور دھوکا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی مخلوق کو دیا جا رہا ہے۔ واقعی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس زمانہ کے علماء کے متعلق جو یہ فرمایا تھا۔ کہ وُہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ وُہ حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا کے متعلق خاکسار نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس مطلب کا چیلنج دیا۔ کہ وُہ ایک جلسہ میں حلفاً بیان کریں۔ کہ:۔

"مرزا صاحب نے سچے اور جھوٹے کے فیصلہ کے لئے جو دُعا شائع کی تھی۔ وُہ واقعی فیصلہ کُن تھی۔ قرآن و حدیث کے مطابق تھی۔ اس لئے میں نے اس فیصلہ کُن طریقہ کو بغیر کسی اعتراض کے قبول کر لیا تھا۔ وُہ جھوٹے تھے۔ اس لئے خدا کی گرفت میں آکر فوت ہو گئے۔ اور میں مرزا صاحب کی مخالفت میں حق پر تھا۔ اس لئے خدا نے مجھے زندہ رکھا پس اے سمیع۔ علیم۔ خبیر خدا! اگر میرا یہ حلفیہ بیان تیرے نزدیک جھوٹ یا غلط ہے۔ تو مجھ پر ایک سال کے اندر موت وارد کر۔ یا ایسا عبرت ناک عذاب نازل کر۔ کہ جس کو دیکھ کر لوگ کہدیں۔ کہ واقعی یہ صادق کی تکذیب کا نتیجہ ہے۔"

ایسا حلف اُٹھاتے ہی اسی وقت۔ اُسی جلسہ میں ان کو پانچ سو روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر وُہ ایک سال تک زندہ رہے۔ تو مزید تین ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ مگر انہوں نے اب تک حلف اٹھانے کی جُرأت نہیں کی۔ گو لوگوں کو دھوکا دینا برابر جاری ہے۔

ایک ہزار روپیہ کا انعام

اس زمانہ کے علماء کس طرح خدا تعالیٰ کی مخلوق کو راہِ راست پر آنے سے روکنے کے لئے۔ اور گمراہی میں مبتلا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے بے خوف ہو کر دھوکہ۔ اور فریب سے کام لیتے ہیں۔ اس کا ایک اور نمونہ بیان کرتا ہوں۔

صحیح بخاری میں یہ حدیث ہے۔ کہ:۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ یعنے تم کیسے ہو گے۔ جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے۔ اور وُہ تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم صاف فرماتے ہیں۔ کہ مسیح موعود تم میں سے یعنے تم مسلمانوں میں سے ہوگا۔ اور وُہ تمہارا امام ہوگا۔ مگر سکندرآباد کی انجمن اہلِ حدیث ہمارے خلاف ایک اشتہار شائع کرتی ہے۔ جس میں یہ حدیث یُوں شائع کرتی ہے۔ کہ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء (صحیح بخاری و بیہقی) "امامکم منکم" کے الفاظ صاف اڑا دیئے گئے۔ اور اس کے عوض "من السماء" کے الفاظ داخل کر دیئے۔

خاکسار نے ان کو یہ چیلنج دیا۔ کہ صحیح بخاری میں "امامکم منکم" کے الفاظ کی بجائے "من السماء" کے الفاظ اگر دکھا دیں۔ تو ہم سے ایک ہزار روپیہ انعام لیں۔ مگر کون بتلائے۔ ان کا کام تو صرف یہ ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو۔ احمدیت کی مخالفت کی جائے۔ مگر کب تک؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ معارفِ قرآن میں سے چند

از ملک محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل قادیان

شاندار کارنامہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نہایت ہی شاندار کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے قرآن مجید کی افضلیت اور اکملیت کو دنیا پر ظاہر فرمایا اور زبردست دلائل اور براہین سے ثابت کیا۔ کہ قرآن مجید کے کمالات بے انتہا اور اس کے فضائل غیر محدود ہیں۔

جس طرح اس عالم جسمانی کے عجائبات کی کوئی حد نہیں۔ اور روز بروز نئی ترقیات اور نئی نئی ایجادات ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ مقدس کلام ایک عالم روحانی ہے۔ جس کے معارف اور حقائق بھی بے شمار ہیں۔ بلکہ اس کی وسعت مادی عالم سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یہ مقدس کتاب ہر ایک زمانہ میں اپنے کامل متبعین پر نئے نئے علوم اور معارف کا انکشاف کرتی ہے ہاں ان معارف کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ انسان اپنے اندر تقویٰ اور پاکیزگی پیدا کرے۔ کیونکہ پاکیزہ کلام کے معارف کا حامل پاکباز انسان ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

(۱) "مومن کامل پر قرآن کریم کے حقائق و معارف جدیدہ و لطائف و خواص مجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں"۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۳)

(۲) "علم قرآن سے بلاشبہ باخدا اور راستباز ہونا بھی ثابت ہے۔ کیونکہ بموجب آیت لا یمسہ الا المطہرون صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے"۔ (اشتہار مؤرخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم قرآن عطا کیا۔ چنانچہ آپ نے تمام دنیا کے علماء صوفیاء اور گدی نشینوں کو قرآن مجید کی تفسیر کے لئے بلایا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے اس جری کے مقابل پر کسی کو آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور نہ ہی کوئی اس میدان میں کامیاب ہو سکا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بشارت

قرآن مجید کے ان حقائق اور معارف کے انکشاف کا سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہی بس نہیں ہوا۔ بلکہ آپ کے برگزیدہ خلفاء اور کامل متبعین کو بھی اس نعمت کا وافر حصہ عطا ہوا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت موجود ہے۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر مسیحی نفس۔ پاکباز اور علوم ظاہری و باطنی کے حامل ہوں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا۔

(۱) "اس کے ساتھ فضل ہو گا جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ تخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول و الآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

(۲) "یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کے اولاد ہو گی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اسکا جانشین ہو گا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو یہ خصوصیت بخشی۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی جانشین ہوں۔ اور آپ کے روحانی علوم کے وارث۔ روح الحق سے موید اور ظاہری اور باطنی علوم آپکو دیئے جائیں گے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چیلنج

اللہ تعالیٰ نے اپنے ان وعدوں کے مطابق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ظاہری اور باطنی علوم سے حصہ وافر عطا کیا۔ اور آپ نے قرآن مجید کے وہ حقائق بیان فرمائیے۔ جو اس سے پہلے کبھی بیان نہیں ہوئے۔ آپ نے بھی ان روحانی معارف میں مقابلہ کے لئے ساری دنیا کو چیلنج کیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا یہ روحانی خزانہ مجھ پر کھولا ہے۔ اور اس میں کوئی شخص میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

(۱) "میں نے بھی کئی بار چیلنج دیا ہے۔ کہ قرعہ ڈال کر کوئی مقام نکال لو۔ اگر یہ نہیں تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو غور کر لو۔ اور مجھے وہ نہ بتاؤ۔ پھر میرے مقابل پر آ کر اس کی تفسیر لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لے گی کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا ان پر۔ گر کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔ کہ سامنے آئے"۔

(الفضل، مارچ ۱۹۳۰ء)

(۲) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل مجھے بھی ایسے قرآن کریم کے معارف عطا کئے گئے ہیں۔ کہ کوئی شخص خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا اور کسی مذہب کا پیرو ہو قرآن کریم پر جو چاہے اعتراض کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قرآن سے ہی اس کا جواب دوں گا۔ میں نے بارہا دنیا کو چیلنج کیا ہے۔ کہ معارف قرآن میرے مقابلہ میں لکھو۔ (تبلیغ خدیجہ لائلپور صفحہ ۳۸)

(۳) "اگر حقائق و معارف سے وہ حقیقی معارف مراد ہیں جن سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ اور جن میں انسان کے اخلاق و اعمال کی درستی اور اس کے تعلق باللہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ ذرائع بتائے گئے ہیں۔ تو ان کے لکھنے میں ان مولویوں کو میں اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں۔ اگر وہ آئے تو دیکھیں گے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابلہ میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی ان کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے۔ اور وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے۔ اگر ان میں ہمت و جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں"۔

(الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے عالم اور محقق قرآن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو قرآن مجید کے معارف کا بہت وسیع علم عطا کیا ہوا تھا۔ انہوں نے ایک شخص کو جو مصر میں تھا لکھا "تمہیں وہاں کسی شخص سے

قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں جب تم واپس قادیان آؤ گے تو ہمارا علم قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اور ہم نہ ہوئے تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا"

اس سے واضح ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو قرآن مجید کے علوم کا ماہر یقین فرماتے تھے۔

بعض آیات کی تفسیر

اس مضمون کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے جو معارف وقتاً فوقتاً بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند ایک بطور نمونہ پیش کئے جائیں۔ گو یہ خرمن میں سے دانہ کی مثال بھی نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کے معارف اس قدر غیر محدود ہیں۔ جن کی وسعت کا کوئی اندازہ نہیں۔ اور ان کو بیان کرنے والا وہ مقدس انسان ہے۔ جس پر علوم الٰہی کے دروازے کھولے گئے۔ اس حالت میں جب اس کے بیان فرمودہ حقائق و معارف پر نگاہ پڑتی ہے۔ تو بہت بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ کس نکتہ کو لیا جائے اور کسے چھوڑا جائے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضور کے معارف قرآنی کے متعلق ہی کہا گیا ہے کہ

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

قرآن مجید کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت کی بیسیوں دفعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ تفسیر فرماتے ہیں۔ لیکن ہر دفعہ نیا رنگ ہوتا ہے۔ نئے معارف اور نئے حقائق ہوتے ہیں۔ بہر صورت چند آیات کی تفسیر اختصار کے ساتھ درج کرتا ہوں۔

سورۂ فاتحہ کی تفسیر

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اس سورۃ کے متعلق فرماتے ہیں۔

"جب بھی میں اس پر غور کروں۔ تو اللہ تعالےٰ مجھے اس کے نئے نئے مطالب سمجھا دیتا ہے۔ اور جس مضمون کی بھی مجھے ضرورت پڑے۔ وہ اس میں سے نکل آتا ہے۔" (الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء)

آپ نے اس سورۃ شریفہ کے درس میں ایک موقعہ پر یہ ثابت فرمایا۔ کہ اس میں سب مذاہب باطلہ کا رد موجود ہے۔ دہریت کا اس سے بطلان ہوتا ہے۔ عیسائیت اور اس کے عقائد۔ کفارہ۔ الوہیت مسیح اور تثلیث۔ اسی طرح آریہ مذہب تناسخ اور اس کے دوسرے عقائد نیز فرقہ جبریہ۔ قدریہ۔ الہام الٰہی کے منکرین اللہ تعالےٰ کی صفات کو نہ ماننے والوں غرض تمام باطل عقائد رکھنے والوں کا اس میں رد موجود ہے۔ اور کوئی مضمون نہیں جس کا ماخذ اس چھوٹی سی سورۃ میں موجود نہ ہو۔

منصب خلافت پر متمکن ہونے سے قبل جبکہ حضور کی عمر ابھی بہت چھوٹی تھی ایک دفعہ حضور سفر میں تھے کہ ایک جگہ اچانک تقریر کا موقعہ آگیا۔ اس وقت آپ پر اس سورۃ کی نہایت لطیف تفسیر القاء کی گئی جو یہ ہے۔ کہ یہ سورۃ مکہ اور مدینہ دونوں مقامات پر نازل ہوئی۔ اور دونوں جگہ مشرکین کا زیادہ زور تھا۔ اور انہی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو ساری عمر زیادہ مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن سورۂ فاتحہ میں ان کا ذکر تک نہیں البتہ یہود اور نصاریٰ کا ذکر ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"اس میں مشرکوں کا نام تک نہیں۔ صرف مغضوب علیہم یعنی یہود اور ضال یعنی نصاریٰ کے فتنے سے بچنے کی دعا سکھلائی گئی ہے۔ حالانکہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مشرکوں کے فتنے سے بچنے کی دعا ہونی چاہیئے تھی۔ یا کم از کم مشرکوں کا ذکر زیادہ زور دار الفاظ میں ہونا چاہیئے تھا۔ پس اس میں کوئی حکمت ہونی چاہیئے۔ اور وہ حکمت بعد کے واقعات سے ظاہر ہے۔ بعد کے واقعات نے بتا دیا۔ کہ مکہ کا مذہب دنیا سے بالکل مٹ گیا ہے لیکن یہود و نصاریٰ کا مذہب دنیا میں موجود ہے پس اس سورۃ میں مشرکوں کا ذکر اڑا کر یہی پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ یہ فتنہ اس وقت زور پر ہے۔ مگر آئندہ یہ دنیا سے بالکل مٹ جائے گا۔ اس لئے اس سے بچنے کی دعا سورۂ فاتحہ میں جو ام الکتاب ہے۔ شامل کرنی ضروری نہیں۔ لیکن یہود و نصاریٰ کا فتنہ چونکہ مختلف رنگ میں قیامت تک جاری رہے گا۔ اس لئے اس کا ذکر سورۂ فاتحہ میں شامل کیا گیا۔" (درس القرآن مندرجہ اخبار الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء)

معوذتین کی تفسیر

قرآن مجید کی آخری دو سورتیں جنہیں معوذتین کہا جاتا ہے۔ ان کی تفسیر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کئی بار فرما چکے ہیں۔ ہر سال رمضان المبارک کے مہینہ میں جب قرآن مجید کا درس ختم ہوتا ہے۔ تو حضور درس کے خاتمہ پر ان کی تفسیر فرماتے ہیں۔ اور ہر دفعہ اس تفسیر کا نیا رنگ ہوتا ہے۔ اور سننے والا انسان حیران رہ جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو قرآن مجید کا کس قدر وسیع علم عطا کیا ہے۔ آپ نے ایک موقعہ پر ان کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔

"خدا تعالےٰ نے قرآن کریم پڑھتے وقت اعوذ پڑھنے کا حکم تو دیا ہے۔ مگر وہ اعوذ خود نازل نہیں کیا۔ اور اس سے قرآن کریم کی ابتدا نہیں کی۔ اس کے مقابلہ میں قرآن کریم کے خاتمہ پر اپنی طرف سے وحی کی صورت میں اعوذ خود نازل کر دیا ہے۔ اور اس کے لئے دو سورتیں رکھ دی ہیں۔ جو لازماً قرآن کریم پڑھنے والے کو پڑھنی پڑتی ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ یہ کہ جب انسان کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے۔ تو وہ محض ارادہ ہی کے ساتھ خدا تعالےٰ کے کامل فضلوں کا وارث نہیں ہو جاتا۔ ارادہ کرنے کے ساتھ انسان کو خدا تعالےٰ کی طرف سے صحیح تعلیم مل جاتی ہے۔ یعنی اس کے ارادہ میں مدد دی جاتی ہے۔ مگر عمل میں مدد نہیں دی جاتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب قرآن کریم کے ابتدا میں اعوذ پڑھنے کے متعلق فرمایا تو وحی نہیں کیا۔ کیونکہ جو شخص قرآن کریم شروع کرتا ہے۔ وہ اس کے پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اس کے ارادہ کے ساتھ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھی ارادہ ہی کی تعلیم دی گئی۔ لیکن جب اس نے قرآن کریم پڑھ لیا۔ تو گویا عمل کر لیا۔ اس لئے آخر پر خود اعوذ کی آیتیں خدا تعالےٰ نے اتاریں۔ تاکہ انسان آپ ہی آپ ان کو پڑھ لے۔"

(الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

دعا اور توحید لازم و ملزوم ہے

اسی طرح ایک موقعہ پر آخری تین سورتوں کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ قل ھو اللہ احد میں کامل توحید کا بیان ہے۔ اور اس کے بعد دو سورتوں میں دعا سکھائی گئی ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ دعا اور توحید لازم و ملزوم ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"جب ہم جانتے ہیں۔ کہ ایک ہستی ہے جس سے ہماری تمام ضروریات وابستہ ہیں اور وہ انہیں پورا کرتی ہے۔ تو پھر ہمارا دل دعا کی طرف خود بخود راغب ہو جاتا ہے پھر ہم کہتے ہیں قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق۔ اے خدا ہر مخلوق تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس لئے تجھی سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔ انسان ایک ایک چیز کا نام لے کر نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں چیز سے مجھے بچا۔ نہ بیماریوں کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ کسی اور شے کا۔ اس لئے فرمایا دعا کرو کہ خدایا ہمیں تو ہر چیز کا علم نہیں اس لئے تو ہی ہر برائی سے ہمیں بچا۔ اس کے بعد فرمایا۔ قل اعوذ برب الناس۔ اس میں یہ نہیں بتایا۔ کہ مجھے زید کے شر سے پناہ دے۔ یا بکر کے شر سے محفوظ رکھ بلکہ یہ فرمایا کہ ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھ۔ خواہ وہ کسی زبردست کی طرف سے ہو ملک کی طرف سے یا الٰہ کی طرف سے ہو اور یہ دعا اس وقت تک دل سے نہیں نکل سکتی۔ جب تک کوئی شخص احد کا قائل نہ ہو۔ پس ظاہر ہے کہ ان تینوں سورتوں کا باہم جوڑ اور اشتراک ہے۔ اور ان میں بتلایا گیا ہے۔ کہ پہلے توحید کو سمجھنا چاہیئے۔ اس کے بعد دعا کا کامل پیدا ہوگا۔ اور جب دعا کامل پیدا ہوگی۔ تو پھر ہر شر کا خاتمہ ہوگا۔"

(الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۳۶ء)

خطبہ نکاح کی آیات

خطبۂ نکاح میں قرآن کریم کی جو تین آیات پڑھی جاتی ہیں۔ ان کی تفسیر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے نکاح خوانی کے موقعہ پر فرما چکے ہیں۔ بلکہ ایک دن میں دو دو اور تین تین بار فرماتے رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک ہر بار ان کے نئے معارف بیان فرماتے ہیں ایک موقعہ پر حضور نے فرمایا۔

"یہ آیات بظاہر کس قدر مختصر ہیں۔ مگر ان میں وہ خزانے مخفی ہیں۔ کہ میں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھا ہے۔ جب میں خطبۂ نکاح کے لئے کھڑا ہوں نئے سے نیا نکتہ سوجھتا ہے۔ اگر کوئی غور کرنے والا ہو تو یہی معجزہ اسلام کی سچائی کے لئے زبردست ثبوت ہے تین آیتیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجویز فرمائیں۔ اور ان تینوں آیتوں کی تفسیر ختم نہیں ہو سکتی۔"

(الفضل ۷ جنوری ۱۹۲۱ء)

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً واتقوا اللہ الذی تسالون بہ والارحام کی تفسیر کرتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"تم شادی کرتے ہو اس لئے کہ تمہارا نام قائم رہے۔ تمہارے ہاں بچہ پیدا ہو اور اس سے تمہاری نسل چلے۔ مگر تم میں سے کسی کو بھی یہ اختیار نہیں۔ کہ اپنی اس خواہش میں کامیاب ہو۔ اور پھر یہ خواہش ہوتی ہے کہ نرینہ اولاد ہو۔ اس میں بھی تمہیں کامیاب ہونے کا اختیار نہیں لیکن تمہارے سامنے ایک گے ایک اور سرکار ہے۔ جس کے اختیار میں ان خواہشوں کا پورا کرنا ہے۔ وہ کون ہے ربکم الذی خلقکم وہ تمہارا رب ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ تم اس کی طرف دیکھو کہ اس نے ایک انسان سے کس قدر اس کی نسل کو پھیلایا ہے اس کی اولاد ایک دو نہیں ۲۵ ہزار میل کی دنیا کو اس ایک شخص کی اولاد سے بھر دیا۔ اس کی نسل کی یہاں تک ترقی ہوئی۔ کہ اب جس سے یہ حالت ہو گئی کہ لوگ کہتے ہیں دنیا اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ ہم کھائیں گے کیا۔ پس یہ اولاد کی خواہش طبعی خواہش ہے۔ مگر انسان اس میں کامیاب ہونے کا کوئی رستہ نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ اس خدا کا تقویٰ اختیار کرے کہ جس نے اکیلے آدم سے اتنی نسل کو بڑھایا۔ اور پھیلایا کیونکہ تم تجربہ کر چکے ہو کہ اس خدا میں یہ قوت ہے کہ وہ جس کی نسل کو بڑھانا چاہے بڑھا سکتا ہے۔ اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو کوئی دنیاوی سامان ایسا نہیں جس سے یہ خواہش پوری ہو" (الفضل ۶ فروری ۱۹۲۲ء)

خلق آدم کی حقیقت

خلق آدم کا مسئلہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے جس کے متعلق بڑے بڑے فلاسفر اور محقق اپنے اپنے نظریے پیش کر چکے ہیں۔ مگر ان کے یہ نظریے کوئی یقین اور طمانیت پیدا نہیں کر سکے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس کے متعلق قرآن مجید سے نہایت لطیف استدلال فرمایا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ انسان یک لخت پیدا نہیں ہو گیا۔ بلکہ آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ اس کو اس حالت پر پہونچایا گیا۔ لیکن اس کی پہلی حالت یہ نہ تھی۔ کہ یہ بندر غیرہ سے انسان بن گیا۔ بلکہ پہلے بھی یہ انسان تو تھا۔ مگر اس وقت اس میں تمدن نہیں تھا۔ اور یہ کسی قانون کا تابع نہ تھا چنانچہ آپ نے قرآن مجید کی آیات سے یہ امور بیان فرمائے ہیں کہ

(۱) انسانی پیدائش ارتقا سے ہوئی ہے یکدم نہیں ہوئی۔

(۲) موجودہ انسان انسان سے ترقی کر کے بنا۔ بندر سے انسان نہیں بنا۔

(۳) انسان ایسی حالت سے گزرا جبکہ اس کی حالت جمادات کی تھی۔

(۴) اس کے بعد یہ ایسی حالت سے گزرا کہ اس کی حالت حیوانی تھی۔

(۵) پھر انسان حیوان ناطق بنا اس میں عقل تھی۔ لیکن اس میں ملکر کام کرنے اور تمدنی زندگی گزارنے کا مادہ نہ تھا۔

(۶) پھر انسان میں تمدن آگیا۔ اس نے ایک دوسرے سے ملکر اور نظام کے ماتحت رہنا شروع کیا۔ اور مکمل انسان بن گیا۔ دراصل اس پر چار بڑے دور گذرے ہیں۔ جمادی حیوانی۔ عقل کا دور اور متمدن انسان کا دور۔ اس آخری دور میں جب انسان مکمل ہو گیا تو اس کا نام خدا تعالےٰ نے آدم رکھا۔

(الفضل ۳۰ دسمبر ۱۹۳۸ء)

اتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ کی لطیف تفسیر

قرآن مجید کی آیت اتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"انسان کے ساتھ خدا کا بھی وہی معاملہ ہوتا ہے۔ جو پہلے زمانہ میں ابراہیمؑ سے ہوا اور آج بھی ابراہیمؑ سے ہو رہا ہے۔ اور آئندہ بھی ابراہیمؑ سے ہوتا رہے گا۔ ابراہیمؑ مر گیا اس کی خدمتیں ختم ہو گئیں۔ اس کی وفاداریوں کا زمانہ جاتا رہا۔ اس کی تکلیفیں بھی کٹ گئیں۔ اس کی قربانیاں بھی جاتی رہیں۔ وہ اب اگلے جہان کی لذتوں اور نعماء سے مسرور ہو رہا ہے۔ مگر اس کا خدا زندہ ہے۔ باوجود اس کے کہ ابراہیمؑ کی قربانیاں ختم ہو چکیں۔ خدا کے انعام ختم ہونے میں نہیں آتے۔ کیونکہ ابراہیم نے وہ کچھ کیا جو اس کی شان کے مطابق تھا اور اس کے خدا نے وہ کیا جو اس کی شان کے مطابق تھا۔ ابراہیمؑ جو ایک فانی وجود تھا۔ اس نے اپنی محدود زندگی کو خدا کے لئے خرچ کر دیا۔ اور خدا تعالےٰ جو غیر فانی ہے۔ اس نے اپنی ابدی ہستی کو ابراہیمؑ کے اعزاز کے لئے مقرر فرما دیا۔ اور جو شخص ابراہیمؑ کے نقش پر چلے گا۔ خدا تعالےٰ اس سے بھی یہی معاملہ کرے گا۔ اور اسے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ خواہ اس کے اپنے عزیز اور دوست بھی اسے چھوڑ دیں۔"

(الفضل ۴ دسمبر ۱۹۳۸ء)

غرض قرآن مجید کی جس آیت کی بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تفسیر فرمائی روحانی خزانہ کا دروازہ کھول کر رکھ دیا۔ اور جوں جوں وقت اور زمانہ گزرتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے معارف قرآنی میں زیادتی ہوتی جا رہی ہے۔ حضور کی اس ترقی عرفان کا مشاہدہ ہر ایک سعید انسان کر سکتا ہے۔ آپ نے جن آیات کی تفسیر پہلے فرمائی۔ اب جب ان کی تفسیر بیان کرنے کا موقعہ آتا ہے۔ تو وہ پہلے سے زیادہ اپنے اندر عرفان رکھتی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ حضور کے مبارک اور مطہر وجود کو زیادہ سے زیادہ عرصہ تک سلامت رکھے۔ اور آپ کے بے بہا معارف سے ہمیں اور ساری دنیا کو مستفید ہونے کا موقعہ عطا فرمائے۔

چھ سو صفحوں کی ضخیم مجلد سنہری کتاب

گلدستہ تعلیم الدین

جس میں قرآن کریم کا ترجمہ بلا مدد استاد سکھلانے کے لئے ۲۰۰ صفحوں پر ۱۱۵ اسبق درج ہیں ایک سو صفحے پر کئی سو حدیثوں کا ترجمہ اور شرح اور پچاس صفحوں پر درثمین فارسی کے چھ سو سے زائد فارسی شعروں کا بامحاورہ اردو ترجمہ درج ہے۔ اس کے علاوہ اڑھائی سو صفحوں پر فقہی مسائل اور عربی صرف و نحو کے قاعدے اور پچاس مجرب طبی نسخے درج ہیں۔ ایسی مجموعہ عجائبات کتاب دنیا کی کسی زبان میں اب تک شائع نہیں ہوئی۔ اس کتاب کے ہر خریدار کو قرآن کریم کے دس ہزار سے زائد الفاظ کی "لغات القرآن اردو" ۱۹۸ صفحات کا نذرانۂ سفید قیمتی بارہ آنہ مفت دی جائے گی۔ نیز پانچ لاکھ روپیہ کے پانچ شاہی نسخے (۱) زد جام عشق اکسیر اعصاب و با ۵(۲) اکسیر دافع مرض اٹھرا و اسقاط حمل (۳) اکسیر اولاد نرینہ (۴) اکسیر مردانہ بانجھ پن (۵) اکسیر مرض سرسام۔ از مجربات لقمان الملک حکیم الامت شاہی طبیب حضرت مولانا نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ بلا فیس مفت بتلائے جائیں گے۔ اس کے علاوہ گلدستہ تعلیم الدین اور لغات القرآن اردو کی مدد سے چار مہینہ میں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کی ترکیب مفت سکھلائی جائے گی۔ اگر کتاب گلدستہ تعلیم الدین ناپسند آئے تو دس روز تک واپس کر کے اپنی ادا کردہ رقم وصول کر سکتے ہیں۔ گلدستہ تعلیم الدین اور لغات القرآن اردو ہر دو کی قیمت بجائے تین روپیہ کے صرف دو روپیہ چار آنہ علاوہ محصول ڈاک ہوگی۔ (نوٹ) قرآن کریم کا ترجمہ سکھلانے کے لئے "سورہ فاتحہ اور نماز کے سبقوں کا رائل" بطور نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔

المشتہر: حکیم محمد عبداللطیف شہید منشی فاضل منیجر دفتر گلدستہ تعلیم الدین قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی شاندار مالی قربانیاں

از جناب چوہدری برکت علی خان صاحب فنانشل سیکرٹری تحریک جدید قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ پر دشمن کا حملہ

۱۹۳۴ء کے آخر میں جب مخالفین نے اپنے تمام لاؤ لشکر سمیت احمدیت پر حملہ کیا تو گو پیش بیش احرار تھے۔ لیکن در اصل تمام مخالفانہ طاقتیں برسرپیکار تھیں۔ اور سب کی یہ کوشش تھی۔ کہ جماعت احمدیہ کو کچل دیں۔ اور احمدیت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔ اس وقت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ سے دین کی خاطر ہر قسم کی جانی اور مالی قربانی کے لئے وہ انیس ۱۹ مطالبات فرمائے۔ جو "تحریک جدید" کے نام سے موسوم ہیں۔ ان میں سے ایک مطالبہ مالی قربانی کا ہے۔ جسے نہایت شاندار طور پر پورا کیا گیا۔ ذیل میں اس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

پہلے سال مطالبہ سے چار گنا یعنی ایک لاکھ تین ہزار رقم پیش کی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے پہلے سال دیگر چندوں کے علاوہ جماعت احمدیہ سے ساڑھے ستائیس ہزار روپیہ کا مطالبہ فرمایا اس پر جماعت نے جس شان اور اخلاص کے ساتھ لبیک کہا۔ وہ یہ تھا۔ جو رہتی دنیا تک تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ کہ ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۵ء تک کے ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں نہ صرف ساڑھے ستائیس ہزار روپیہ کا مطالبہ پورا کیا بلکہ اس سے زائد ۲۹۷۱۲ روپے ۴۔ آنے کی رقم اپنے پیارے امام کے قدموں میں ڈال دی۔ اور ۳۰۔ جنوری ۱۹۳۵ء تک ایک لاکھ سات ہزار وعدوں کی صورت میں پیش کیا۔ گویا وہ ماہ کے اندر اندر مطالبہ سے چار گنا روپیہ پیش کر دیا۔ پھر مقررہ عرصہ یعنی ایک سال کے اندر اندر وعدہ کی رقم ایک لاکھ سات ہزار ایک لاکھ تین ہزار روپیہ نقد ادا کیا بقیہ تین ہزار کی ایسی رقم تھی۔ جو بعض اصحاب کے فوت ہو جانے یا ان کے حالات میں تغیر آجانے کی وجہ سے وصول نہ ہو سکی۔

دوسرے سال ایک لاکھ دس ہزار روپیہ پیش کیا

دوسرے سال پھر مالی قربانی کی یہ خاص تحریک کرتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"میں دوستوں سے خواہش کرتا ہوں۔ کہ وہ مالی قربانی میں پچھلے سال سے زیادہ حصہ لیں۔ میرے نزدیک کئی دوستوں نے تین سو روپیہ آخری حد سمجھا (حضور نے ڈیڑھ سو ماہوار آمد رکھنے والوں کو آسودہ حال قرار دے کر فرمایا تھا۔ کہ ایسے اصحاب تحریک جدید میں کم از کم تین سو روپیہ دیں۔ اس کی طرف اشارہ ہے)۔ حالانکہ توفیق والوں کے لئے یہ نیچے کی حد تھی۔ اوپر کی نہ تھی۔ مگر بعض نے بہت بڑی قربانی کا ثبوت بھی دیا ہے۔ چنانچہ ایک دوست نے اپنی آمد کا چوتھا حصہ علاوہ دوسرے چندوں کے اس تحریک میں دیا۔ اور کل رقم ۲۶۴۰ روپے گزشتہ سال میں ادا کی۔ یہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص ہے"

پس دوبارہ اعلان کرتے ہوئے میں اس امید کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ دوست پہلے سے اس سال میں زیادہ حصہ لیں گے اور حقیقی قربانی کا ثبوت دیں گے"

چنانچہ اس سال جماعت نے گزشتہ سال سے زیادہ رقم یعنی ایک لاکھ سترہ ہزار کے وعدے کئے۔ اور ایک لاکھ دس ہزار روپیہ نقد پیش کیا۔

تیسرے سال ایک لاکھ چالیس ہزار پیش کیا

تحریک جدید کی مالی قربانیوں کا تیسرا سال "موعود خلیفہ" کی آواز پر اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے اپنے مالوں کو قربان کرنے کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ اس کے متعلق حضور نے فرمایا تھا:۔

"اس سال کو اس قدر زیادہ کامیاب ثابت کیا جائے۔ کہ اس سے پہلے سلسلہ میں اس کی مثال نہ پائی جاتی ہو"

چنانچہ جماعت کے مخلصین نے غیر معمولی طور پر اس طرح کامیاب کیا۔ کہ ایک لاکھ پینتالیس ہزار روپے کا وعدہ پیش کیا۔ اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ نقد ادا کر دیا۔

یہ وہ رقم ہے۔ جو چندہ عام۔ حصہ آمد پندرہ جلسہ سالانہ اور صدقات و زکوٰۃ کے تمام چندوں کے علاوہ ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تحریک جدید کا دور ثانی

تحریک جدید کا پہلا دور تین سال کا تھا۔ جس کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ہر سال پہلے سال سے زیادہ قربانی کی جائے۔ تا ایمان میں اضافہ کا ثبوت مل سکے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔ جس نے جو رقم سال اول میں دی ہے۔ اس سے زیادہ سال دوم میں دے۔ اور سال دوم میں جو قربانی کی ہے اس سے زیادہ قربانی وہ سال سوم میں کرے۔ اس دور کے ختم ہونے پر حضور نے تحریک جدید کے دوسرے دور کا اعلان فرمایا۔ اور اسے سات سال تک ممتد فرمایا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"موجودہ مالی سکیم کو میں نے سات سال کے لئے مقرر کیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بعض پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۹۴۲ء یا ۱۹۴۴ء تک کا زمانہ ایسا ہے۔ جس تک سلسلہ احمدیہ کی بعض موجودہ مشکلات جاری رہیں گی۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ ایسے حالات بھی پیدا کر دے گا۔ کہ بعض قسم کے ابتلاء دور ہو جائیں گے۔ اور اس وقت تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسے نشانات ظاہر ہو جائیں گے۔ کہ جن کے نتیجے میں بعض مقامات کی تبلیغی روکیں دور ہو جائیں گی۔ اور سلسلہ احمدیہ ترقی کرتے کرتے جا پہنچے گا۔ پس میں نے چاہا۔ کہ اس پیشگوئی کی جو آخری حد ہے ۱۹۴۴ء۔ اس وقت تک تحریک جدید کو لیتا چلا جاؤں تا آئندہ آنے والی مشکلات میں اسے ثبات حاصل ہو گا"

پھر حضور نے فرمایا:۔

"جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا۔ میں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا کر چکے ہیں۔ کہ اے خدا وہ شخص جو تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے۔ تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما۔ اور آفات اور مصائب سے اسے محفوظ رکھ۔ پس وہ شخص جو اس تحریک میں حصہ لے گا۔ اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے بھی حصہ ملے گا۔ اور پھر میری دعاؤں میں بھی حصہ دار ہو جائے گا۔ پس یہ ثواب کا موقعہ ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرو۔ اس

موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ اور اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں قربان کر دو۔"

چوتھے سال ایک لاکھ تیرہ ہزار روپیہ پیش کیا

اس سال یہ خیال تھا۔ کہ حسب معمول پہلے سالوں سے زیادہ قربانی کا مطالبہ کیا جائے مگر گذشتہ سال کی توقع کے خلاف حضور نے مطالبہ کم کر دیا۔ مگر اس دور کی میعاد بجائے تین سال کے سات سال کر دی۔ اور سال چہارم کی مالی قربانی کے متعلق فرمایا۔

"تم کم سے کم اس قدر قربانی کرو۔ جس قدر تم نے پہلے سال کی تھی۔ اور انہی اصول پر کرو۔ جو میں نے پہلے سال بتائے تھے۔ یعنی دو۔ دو۔ چار چار پیسہ نہیں۔ بلکہ پانچ روپیہ کم از کم اس تحریک میں دیئے جائیں۔ پھر دس۔ بیس۔ پھر تیس پھر ساٹھ پھر سو۔ پھر دو سو۔ پھر تین سو اور جو اس سے زیادہ بھی دے سکتا ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ دے

پس اس سال کے لئے میری تحریک یہی ہے۔ کہ جتنا کسی شخص نے اس تین سالہ دور کے پہلے سال دیا تھا۔ اتنا چندہ اس سال دے۔ پھر میری سکیم یہ ہے۔ کہ ہر سال اس چندہ میں کمی کرتے چلے جائیں گے یعنی جس نے سال چہارم میں سو چندہ دیا تھا۔ اس سے اگلے سال نوّے روپے چندہ لیا جائے گا۔ اور پھر اس سے اگلے سال اسّی اور پھر تیسرے سال ستر۔ اور پھر چوتھے سال ساٹھ۔ اور پھر پانچویں سال پچاس۔ اور پھر یہ پچاس فی صدی چندہ باقی دو سال مسلسل چلتا چلا جائے گا۔ اور ساتویں سال کے بعد چندے کے اس طریق کو ختم کر دیا جائے گا۔"

غرض سال چہارم کی مالی قربانی کا جماعت سے پہلے سال کے برابر مطالبہ کیا گیا جسے جماعت نے نہ صرف پورا کر دیا۔ بلکہ اس سے زیادہ وعدے اور پھر نقد کی صورت میں پیش کیا۔ چنانچہ جہاں سال اول کا وعدہ ایک لاکھ سات ہزار روپے کا تھا۔ وہاں سال چہارم کا وعدہ ایک لاکھ پچیس ہزار روپے کا ہوا۔ جو سالِ اول کے وعدے سے ساڑھے سترہ فیصدی اضافہ کے ساتھ تھا۔ اور یہ اس اخلاص کا بیّن ثبوت ہے۔ جو جماعت کو اپنے "موعود خلیفہ" سے ہے:۔

تحریک جدید سال چہارم میں ایک لاکھ پچیس ہزار روپے کے وعدے کے مقابلہ میں اس کی وصولی ایک لاکھ تیرہ ہزار روپیہ ہوئی۔ اور بقیہ رقم وفات یافتہ لوگوں یا حالات کے بدل جانے کی وجہ سے معافی لینے والوں کی تھی:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف اور تحریک جدید

اس کے بعد جب تحریک جدید کا سالِ پنجم آیا۔ تو مالی قربانی کا مطالبہ کرتے ہوئے حضور نے تحریک جدید کی اہمیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک کشف سے بیان فرمائی۔ یہ کشف حضور علیہ السلام کو ۱۸۹۱ء میں دکھایا گیا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک دفعہ میں نے کشفی حالت میں دیکھا۔ کہ دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب۔ پہلے میں اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا۔ کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ چپ رہا۔ پھر میں نے اس دوسرے کی طرف رُخ کیا۔ جو چھت کے قریب آسمان کی طرف تھا۔ اُسے میں نے کہا۔ کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے اس نے کہا۔ کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی۔ مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ اس کا جواب سُنکر میں نے اپنے دل میں کہا کہ پانچ ہزار سپاہی اگرچہ تھوڑے ہیں۔ لیکن اگر خدا چاہے۔ تو تھوڑے بہتوں پر غلبہ پا سکتے ہیں۔ اور میں نے کشفی حالت میں یہ آیت پڑھی۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ"

یہ وہ پیشگوئی ہے۔ جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں تحریک جدید کی قربانیاں کرنے والوں کے ذریعہ پوری ہو رہی ہے۔ اس سے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ وہاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک جدید کی آواز جو خدائی آواز ہے۔ کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے پس جو لوگ اس تحریک میں حصہ لے رہے ہیں۔ وہ وہ سپاہی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آج سے سینتالیس سال قبل کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں:۔

تحریک جدید کی اہمیت کی مزید وضاحت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

(۱) "میں سمجھتا ہوں۔ کہ درحقیقت انہی لوگوں کے متعلق یہ کشف ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ کئی سال سے میرا یہ خیال ہے۔ کہ یہی وہ فوج ہے۔ جس کے ملنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی گئی تھی۔ اور اسی فوج کے ذریعہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسلام کی فتح کے لئے ایک مستقل۔ اور پائیدار بنیاد قائم کرے۔ اور یہ فوج ایک ایسا نشان چھوڑ جائے جس کے ذریعہ ہمیشہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ ہوتی رہے۔"

(۲) "اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تحریک ایسے ثمرات پیدا کرنے والی ہے۔ کہ نسلیں اس سے برکت پائیں گی۔ پس اس میں حصہ لینا گویا اپنی نسلوں کے لئے برکت کی بنیاد رکھنا ہے۔ بعض نیکیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے۔ لیکن بعض نیکیوں کا ثواب صدیوں میں ملتا ہے۔ اور جو اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ وہ ندامت کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر ندامت فائدہ نہیں دیتی۔ پھر کیوں نہ انسان ندامت کے وقت سے پہلے ہی اپنے لئے زادِ راہ مقرر کر لے"

(۳) "لوگ اولاد کے لئے تڑپتے ہیں کہ شائد اُن سے نیک نام باقی رہے۔ مگر اولاد کی نیکی کا ذمہ دار کون ہو سکتا ہے۔ لیکن تحریک جدید میں حصہ نیک نام قائم رکھنے کی بفضلِ خدا ضمانت ہے۔ اور کیا تعجب۔ کہ جو اس ذریعہ سے اپنی نیکی کو قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ خدا تعالیٰ اس کی اولاد کو بھی نیکی کا قائم کرنے والا بنا دے"

(۴) "میں سمجھتا ہوں۔ تحریک جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے جن میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اسی طرح مستحق ہونگے۔ جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہؓ اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کے مورد ہوئے"

(۵) "ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ان پانچ ہزار سپاہیوں کی کوئی مستقل یادگار قائم کریں۔ کیونکہ وہ سب لوگ جو اس جہادِ کبیر میں آخر تک ثابت قدم رہیں گے اُن کا حق ہے۔ کہ اُن کا نام اگلی نسلوں میں عزت سے لیا جائے۔ اور ان کا حق ہے۔ کہ ان کے لئے دُعاؤں کا سلسلہ جاری رہے۔ اور اس کے لئے میں نے ایک نہایت موزون تجویز سوچ لی ہے جو یہ ہے۔ کہ چونکہ تحریک جدید میں چندہ دینے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ ہزار والی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔ اس لئے ان کی قربانی کی یاد قائم رکھنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا جائے گا۔ کہ:۔

الف۔ ان فہرستوں کو ایک جگہ جمع کر کے اور تحریک جدید کی مختصر سی تاریخ لکھ کر چھاپ دیا جائے گا۔ اور دفتر تحریک جدید تمام احمدیہ لائبریریوں میں یہ کتاب مفت بھیجے گا:۔

ب۔ جب دس سال ختم ہو جائیں گے تو اس فنڈ کی آمد کا ایک معمولی حصہ چندہ دینے والوں کی طرف سے صدقہ جاریہ کے طور پر سالانہ غربا پر خرچ کیا جائے گا:۔

ج۔ مرکز میں ایک اہم لائبریری قائم کی جائے گی۔ اور اس کے ہال میں ان تمام لوگوں کے نام لکھوائے جائیں گے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

د۔ دس سال تک ہر سال پہلے سے زیادہ چندہ دینے والوں کے متعلق ایک اور تجویز بھی ہے۔ جسے اپنے وقت پر ظاہر کیا جائے گا۔"

پانچویں سال ایک لاکھ تیس ہزار کا وعدہ

پانچویں سال کے متعلق حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

"ایک تو وہ دوست ہیں۔ جنہوں نے پہلے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے دوسرے سال دیا۔ اور دوسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ تیسرے سال دیا۔ اور تیسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے چوتھے سال دیا۔ اور جتنا چندہ انہوں نے چوتھے سال دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے پانچویں سال دیا۔ ان کے لئے اگر وہ السابقون الاولون میں شامل ہونا چاہیں۔ تو یہی قاعدہ ہے کہ وہ دسوں سال تک اپنے چندہ کو پہلے سالوں سے بڑھاتے چلے جائیں۔ اب اسے اجازت نہیں۔ کہ وہ پیچھے ہٹے۔ بلکہ اب وہ اسی صورت میں السابقون الاولون میں شامل رہ سکتا ہے۔ جب ہر سال وہ اپنے چندے میں اضافہ کرتا چلا جائے۔ جیسے میں نے دوسرے سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دیا تھا۔ اور تیسرے سال دوسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ اور چوتھے سال تیسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ اور پانچویں سال چوتھے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ پس اب میں اور میری قسم کے دوسرے دوست جنہوں نے چوتھے سال میں بھی کمی نہیں کی۔ بلکہ تیسرے سال کے چندے پر زیادتی کی تھی۔ وہ اس بات پر مجبور ہیں۔ کہ اب آئندہ ہر سال اضافہ ہی کرتے چلے جائیں۔ اور پانچویں سال میں چوتھے سال سے اور چھٹے سال میں پانچویں سے۔ اور ساتویں سال چھٹے سے اور آٹھویں سال ساتویں سے۔ اور نویں سال میں آٹھویں سے۔ اور دسویں سال میں نویں سے زیادہ چندہ دیں۔ زیادتی خواہ کتنی ہی قلیل ہو۔ دس سال تک ہر سال پہلے سے زیادہ چندہ دینے والوں کے متعلق ایک اور تجویز بھی ہے۔ جسے اپنے وقت پر ظاہر کیا جائے گا۔"

دوسری صورت حضور نے یہ بیان فرمائی۔ کہ:۔

"جنہوں نے پہلے تین سالوں میں تو اپنے چندوں میں قربانی کی۔ لیکن چوتھے سال آکر میری ہدایت سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے اتنا ہی چندہ دیا۔ جتنا انہوں نے تحریک جدید کے سالِ اول میں دیا تھا۔ مثلاً پہلے سال انہوں نے پانچ دیئے تھے۔ دوسرے سال انہوں نے دس دیئے۔ اور تیسرے سال پندرہ۔ لیکن چوتھے سال آکر پھر انہوں نے پہلے سال کے چندے کے مطابق میری ہدایت سے فائدہ اُٹھا کر صرف پانچ روپے چندہ دیا۔ ایسے لوگوں نے چونکہ مقررکردہ قانون کے مطابق چوتھے سال اپنے چندے میں کمی کی ہے۔ اس لئے ان کی زیادتی اب پانچویں سال سے شروع ہوگی۔ وہ اگر چاہیں۔ تو اب کے (سال پنجم) پانچ کی جگہ پانچ روپیہ ایک آنہ دے کر یا پانچ روپیہ چار آنے دے کر یا سات روپیہ دے کر یا آٹھ روپیہ دے کر السابقون الاولون میں شامل ہو سکتے ہیں بلکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ کہ پانچ روپے ایک پیسہ دے کر بھی ایک شخص اپنے چندہ میں اضافہ کر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص زیادتی کرنے والوں میں ہی شمار ہوگا۔ بشرطیکہ وہ آئندہ سالوں میں کمی نہ کرے۔ بلکہ ہر سال اپنے چوتھے سال کے چندے پر اضافہ کرتا چلا جائے۔"

تحریک جدید کی اہمیت۔ اور اس کے اصلی فوائد

کے پیش نظر شاید ہی کسی نے دس فی صدی کمی کی ہو۔ بلکہ میں نے دیکھا۔ کہ جن چند دوستوں نے وعدے کے وقت دس فی صدی کمی کی تھی۔ انہوں نے عملاً ادائیگی کے وقت دس فی صدی رعایت سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ بلکہ زیادہ چندہ دیا۔ چنانچہ سالِ پنجم میں وعدوں کی میزان ایک لاکھ تیس ہزار روپے ہے۔ جس میں گزشتہ سال کے وعدے سے پانچ ہزار کی رقم زیادہ ہے۔

تحریکِ جدید کی قربانیوں میں حصہ لینا جنت کو واجب کر دیتا ہے

ناظرین! آپ نے تحریک جدید کی شاندار مالی قربانیوں کا تذکرہ مختصراً ملاحظہ فرمالیا۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے اس تحریک میں شمولیت کا فخر بخشا ہے۔ انہیں مبارک ہو مگر وہ احباب جو کسی نہ کسی وجہ سے اس تحریک میں شامل نہیں ہو سکے۔ مگر ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سچی محبت اور سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے سچی خدائیت۔ اور عشق ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اب اس تحریک میں شامل ہو جائیں۔ اور اسی اصل کے مطابق قربانیاں کریں۔ جس کا ذکر ابھی کیا جا چکا ہے۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"میں سمجھتا ہوں۔ اپنے دل میں اسلام کا درد رکھنے والا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ جس کے سامنے یہ تحریک پیش کی جاتی۔ کہ اس چندے کے ذریعہ ایک ایسا مستقل فنڈ قائم کر دیا جائے گا۔ جو دائمی طور پر اسلام کی تبلیغ کے کام آئے گا۔ اور وہ یہ تحریک سُننے کے باوجود اس میں حصہ نہ لیتا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر ایک مرتے ہوئے با ایمان انسان کے کانوں میں بھی یہ تحریک پہونچ جاتی۔ تو اس کی رگوں میں بھی خون دوڑنے لگتا۔ اور وہ سمجھتا۔ کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے۔ اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا۔"

ابراہیم ثانی کے پرندوں سے خطاب

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"اے ابراہیم ثانی کے پرندو! اگر احیاء چاہتے ہو۔ تو دنیا میں پھیل جاؤ۔ مگر اس طرح نہیں۔ کہ اپنے اصل گھر کو بھول جاؤ۔ تمہارا اصل گھر قادیان ہی ہے۔ خواہ تم کہیں رہتے ہو۔ اسے یاد رکھو۔ جب تمہیں ابراہیمی آواز آئے۔ قادیان سے خدا کا نمائندہ میں یا کوئی اور۔ جب کہے کہ اے احمدیو! خدا کے دین کو اس وقت تمہاری ضرورت ہے۔ تم جہاں جہاں ہو۔ مرکز میں حاضر ہو جاؤ۔ اگر مال کی ضرورت ہو۔ تو مال حاضر کرو۔ اگر جان کی ضرورت ہو۔ تو جان پیش کر دو۔ اور چاروں طرف سے وہی نظارہ نظر آئے۔ جو حج کے موقعہ پر ہر طرف سے لبیک اللھم لبیک کہنے والوں کا نظر آتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا تھا۔ کہ تمہاری نسل چاروں طرف پھیل جائے گی۔ جب تم ان کو بلاؤ گے۔ تو وہ دوڑتے ہوئے آئینگے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہونا چاہیئے کہ چاروں طرف سے لبیک کہنے والے دوڑتے آئیں۔ اس نظارہ ہی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس شعر میں اشارہ فرماتے ہیں۔ ؎

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

پس وہ احباب جو تحریک جدید میں اب تک شامل نہیں ہوئے۔ وہ ضرور شامل ہو جائیں۔ تا اُن پر

مونوگرام کی بہترین ڈائیاں

اپنے لفافے۔ اور پیڈز چھپوانے۔ اور ہر قسم کے پیتل کے بورڈ۔ اور ڈائیاں اور بیمہ کی مُہریں وغیرہ اور ہر قسم کا انگریونگ کا کام کرانے کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔ یا تشریف لائیں۔

میسرز اے ایم۔ قریشی اینڈ برادرز جان محمد روڈ انارکلی لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان

جو

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ذریعہ ظاہر ہوا

از قلم
حضرت سید محمد اسحاق صاحب
قادیان

بدر میں جلالی شان

مکہ کا سب سے بڑا سردار ابوالحکم تیرہ برس تک بقول مسلمانوں کے انہیں ناجائز تکالیف پہونچاتا رہا۔ لیکن بقول ابوالحکم اور اس کے ساتھیوں کے اس نے قطعاً کوئی ناجائز حرکت مسلمانوں کے خلاف نہ کی۔ بلکہ مسلمان غلطی پر تھے۔ اور وہ حق پر۔ مسلمانوں کا رویہ درست نہیں تھا۔ اور اُس کا رویہ بالکل درست تھا مسلمانوں اور اُن کے نبی (معاذ اللہ) مکہ کے امن کو برباد کرنے والے۔ قوم میں تفرقہ ڈالنے والے۔ اور سینکڑوں سال کی صلح۔ آشتی۔ اور قبائل کی باہمی محبت و الفت کو تباہ کرنے والے تھے۔ اور وہ (خاکش بدہن) مکہ میں امن قائم کرنے والا۔ حسن سلوک کا مجسمہ عرب میں صلح اور آشتی کا پرچم لہرانے والا ہے۔ یہاں تک کہ جنگ بدر میں وہ اپنی سچائی پر انتہائی یقین کرتے ہوئے یوں دست بدعا ہوا۔ کہ:۔

اللّٰھم من کان منا اقطع للرحم فاحنہ الغیوم

یعنی اے اللہ مجھ میں اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سے جو شخص بھی تیری نظر میں رشتہ داروں کو رشتہ داروں سے جُدا کرنے والا تعلقات باہمی کو برباد کرنے والا۔ اور دُنیا کے امن و آشتی کو تباہ کرنے کا موجب ہے۔ اُسے آج اس میدان میں جڑ سے کاٹ دے۔

یہ دُعا دِل سے نکلی ہوئی تھی تصنع سے نہ تھی۔ خدا نے جو امن یجیب المضطر اذا دعاہ کی صفت سے متصف ہے۔ اور دردِ دل کی دُعاؤں کا سُننے والا ہے۔ اُس نے ابوالحکم سید الوادی کی آہ و پکار سُن لی۔ اور اس میدان میں ایسا کرشمہ دکھایا۔ کہ نہ اُس وقت بلکہ آج تیرہ سَو برس کے بعد اور نہ صرف آج بلکہ قیامت تک کے لوگوں پر ظاہر کر دیا۔ کہ بے کس اور یتیم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) حق پر ہے اور سب کچھ رکھنے والا جبّار و متکبّر ابوالحکم کچھ بھی نہ تھا۔ جنگِ بدر کو اسی لئے یوم الفرقان کہا گیا ہے۔ کہ اس نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور ابوالحکم کی متواتر تیرہ سالہ کشمکش کے نتیجہ کا اعلان کر دیا۔ اور بتا دیا۔ کہ کون جیتا۔ اور کون ہارا۔

مکہ میں جمالی شان۔

مگر یہ غلبہ جلالی تھا۔ یہ فتح آشتی تھی۔ یہ کامیابی سُورج کی تپش اور روشنی پر حاوی تھی۔ ہو سکتا تھا۔ کہ کوئی شخص کہہ دے۔ تلوار کے غلبہ نے ایک حق پرست کو مغلوب اور ایک ناحق پرست کو غالب کر دیا۔ مگر خدائی قدرت دیکھئے۔ کہ جب تلوار اپنا کام ختم کر چکی۔ اور جلال اپنا رنگ دکھا چکا۔ اور مکہ جو کہ مخالفوں۔ ہاں مکہ کے درندوں کا مرکز تھا۔ فتح ہو چکا۔ تو خدا کے جمال نے کام کرنا شروع کیا۔ اور وہ جلالی محمد۔ ہاں وہی محمد جس کی تلوار نے خندق خیبر۔ اور مکہ کے بل نکال دیئے تھے۔ دس ہزار قدوسیوں کے جھرمٹ میں خدا کے سب سے پہلے گھر میں۔ ہاں بیت اللہ الحرام کے صحن میں بادشاہ نہیں بلکہ فقیر بے نوا بن کر رئیس نہیں۔ بلکہ ایک بیوہ کا غریب بیٹا بن کر روتی آنکھوں۔ شکستہ دل۔ خاکساری کی چادر اوڑھ کر آیا۔ اور اس نے مکہ کے ہزاروں سرکشوں۔ گردن کشوں کو جو اکیس سالہ مجرم تھے۔ ایک آن میں آزاد کر دیا۔ اور کہا۔ کہ اذھبوا انتم الطلقاء۔ یعنی جاؤ۔ میں نے تم سب کو بخش دیا۔ بلکہ لاتثریب علیکم الیوم۔ یعنی سزا کیا۔ آج تو میں تمہیں ملامت بھی نہیں کرتا۔

جمالی شان کا اثر

سُبحان اللہ یہ ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اصل رنگ یہ ہے اس کی اصل شکل یہ ہے اس کی اصل طبیعت۔ کیونکہ جلال تو مجبوراً ظاہر کیا گیا تھا۔ تلوار تو دشمنوں کی زبردستی کی وجہ سے ہاتھ میں لی گئی تھی۔ لیکن یہ جمالی رنگ تو کسی جبر کا نتیجہ نہیں۔ یہ تو کسی دباؤ کا تقاضا نہیں۔ پس محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصلی رنگ جمال ہے۔ نہ کہ جلال یہ انسان تو خدا تعالےٰ کی قسم۔ فقیر ہی رہتا۔ مگر کیا کریں۔ دشمن نے زبردستی اس کے سر پر بادشاہی کا تاج رکھا۔

پس اصل رنگ حضور علیہ السلام کا جمال تھا۔ نہ کہ جلال۔ تبھی تو جو کام آپ کے جلال نے کیا۔ اس سے ہزاروں درجہ بڑھ کر کام آپ کے جمال نے کر دکھایا۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر دیکھ لو کہ اگر چہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلال نے ابوالحکم کو زیر کر لیا مگر ابوالحکم کا خاندان حضور کے جلال سے متاثر نہ ہوا۔ ابوالحکم کی بیٹی۔ اس کا بیٹا۔ اور اس کے دیگر رشتہ دار باوجود اس کے کہ ابوالحکم کو حضور کے جلال کا نشانہ بنتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس جلالی تلوار سے مرعوب نہ ہوئے بلکہ باوجود مکہ کے فتح ہو جانے کے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہی رہے۔ لیکن جب حضور نے جمالی کتاب کے صفحات کھولنے شروع کئے اور مکہ کے اکیس ۲۱ سالہ مجرم معاف کر دیئے تو حضور کا جمال بے اثر نہ رہا۔ اور ابوالحکم کا وہی خاندان جو حضور علیہ السلام کے جلال سے متاثر نہ ہوا تھا۔ حضور کے جمال کے نشانہ سے نہ بچ سکا۔ اور سب کا سب خاندان حضور کی غلامی کا حلقہ بگوش بن گیا۔ ابوالحکم کا بیٹا عکرمہ جو فتح مکہ کے دن اسلام کا غلبہ برداشت نہ کر سکا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ ساحل پر پہونچکر کسی جہاز میں سوار ہو کر براعظم افریقہ میں بھاگ جائے۔ اور مسلمانوں کے مرکز سے اتنا دُور ہو جائے۔ کہ وہ اسلامی شان و شوکت کی خبر بھی سُن نہ پائے۔ مگر اس کی خوش قسمتی تھی۔ کہ جہاز اُس کے ساحل پر پہونچنے سے پہلے نکل چکا تھا۔ اور اس طرح وہ محمدی جلال سے بھاگنے والا محمدی جمال کا شکار ہو گیا۔ اور نہ صرف وہ خود بلکہ اُس کا تمام خاندان محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کا شیدا ہو کر ہمیشہ کے لئے حضور کا حلقہ بگوش بن گیا۔ اور گو اس خاندان

جو احباب روزنامہ الفضل کے خریدار نہیں۔ وہ اڑھائی روپیہ بھیج کر سال بھر کے لئے خلافت نمبر اپنے نام جاری کیوں نہیں کرا لیتے

کا بانی تو حضور علیہ السلام کے جلال کا شکار ہوا۔ مگر باقی خاندان کو حضور کے جمال نے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ اگر حضور کا جلال ناجائز ہوتا۔ اور ابوالحکم حق پر ہوتا۔ اور حضور کے ناجائز غلبہ نے اس کا کام تمام کیا ہوتا۔ تو ابوالحکم کا خاندان کبھی حضور کے اخلاق کا گرویدہ ہو کر حضور کی غلامی اختیار نہ کرتا۔ اگر زید کا باپ مظلوم مارا جائے۔ اور وہ دیکھ لے۔ کہ میرے باپ کو اس شخص نے ناحق قتل کیا ہے۔ وہ کبھی اپنے باپ کے قاتل کا مرید۔ اور معتقد نہیں ہو سکتا۔

پس ابوالحکم کا قتل ہونا حضور کے ظلم کا نتیجہ ہوتا۔ تو کس طرح ممکن تھا۔ کہ اس کا بیٹا اور بیٹی اور باقی تمام خاندان اپنے باپ کے قاتل کو دل و جان سے قبول کرتے۔ حتیٰ کہ عکرمہ نے حضور کی تائید میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں اپنی جان بھی میدان جنگ میں دے دی۔ پس ابوالحکم کے خاندان کا کلیۃً مسلمان ہو جانا اس امر کا بین ثبوت ہے۔ کہ اُن کے خاندان کا بانی حق پر نہ تھا۔ بلکہ حضور علیہ السلام حق پر تھے۔

پس خدا اپنے انبیاء کے جلال کے بعد اُن کا جمال دکھایا کرتا ہے تاکہ انبیاء کے جلال اور غلبہ کو ظلم۔ اور زیادتی پر محمول نہ کیا جائے۔ پس ابوالحکم کا محمدی جلال کا نشانہ بننا اور اس کے خاندان کا محمدی جمال کا ہدف بننا اس امر کی ایک نہایت روشن مثال ہے۔ مگر یہ تو آج سے تیرہ سو برس پہلے کا واقعہ ہے۔ اور تاریخ اپنے آپ کو اق دہراتی ہے۔

جلال کے بعد جمال کے اظہار کا واقعہ

آؤ۔ ہم دیکھیں۔ کہ اس ہمارے زمانہ میں بھی کیا تاریخ نے کوئی اس امر کی مثال پیش کی ہے۔ کہ پہلے کسی کو خدا کے جلال نے شکار کیا ہو اور پھر اُس جلال کو ظلم سے ممتاز کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے اُس کے خاندان کو اپنے جمال کا شکار کر لیا ہو۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ تاریخ نے اس امر کو بھی دہرایا ہے۔ یعنی جو واقعہ آج سے تیرہ سو برس پیشتر جلال و جمال کے مظاہرہ کا رونما ہو چکا ہے۔ وہ آج اس صدی میں بھی رونما ہوا ہے۔ اور وہ ہوشیار پور کے مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان کا واقعہ ہے۔ دوست و دشمن سب کو معلوم ہے۔ اور کسی شخص پر بھی مخفی نہیں۔ کہ آج سے پچاس برس پیشتر نہایت بدقسمتی سے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں آ ڈٹا۔ احمد قادیانی علیہ السلام نے اُسے سمجھایا۔ کہ ضد نہ کر۔ مخالفت نہ کر۔ دشمنی چھوڑ دے۔ شوخی نہ دکھا۔ باز آجا۔ اور خدا کے احکام کے آگے سر جھکا دے۔ تیرا گھر برکتوں سے بھر جائے گا۔ تیرے گھر کے در و دیوار پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں گی۔ تیرا خاندان قیامت تک دنیا میں معزز کہلائے گا۔ اور مرنے کے بعد اصل اور دائمی جنت کا وارث ہو گا۔ اور دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہو گا۔ مگر بدقسمت کو کون خوش قسمت بنائے۔ سچ ہے۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ جسے خدا گمراہ قرار دے۔ اُسے کون ہدایت دے۔

غرض احمد بیگ ہوشیار پوری نے ضد و انکار کا جامہ نہ اُتارا۔ اور باوجود احمد قادیانی علیہ السلام کے ہزار بار سمجھانے کے اُس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس نے اپنی لڑکی کی شادی خدا کے منشاء کے خلاف سلطان محمد صاحب پٹی والے سے کرنے کا ارادہ کیا۔ جس پر احمد قادیانی نے اعلان کیا۔ کہ اگر احمد بیگ ہوشیار پوری اپنی لڑکی کی شادی کسی اور شخص سے کرے گا۔ تو نکاح کے دن سے تین سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ اور اڑھائی سال کے اندر اس کا داماد مر جائے گا۔ اس اعلان کے باوجود احمد بیگ کو ہوش نہ آیا۔ اور آخر وہ چھ ماہ کے اندر ہلاک ہو گیا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ احمد قادیانی علیہ السلام کے جلال نے کس قدر جلد اسے شکار کر لیا۔

چونکہ یہ ایسا حواس باختہ کر دینے والا واقعہ تھا۔ کہ سلطان محمد اور احمد بیگ کا خاندان لرزہ براندام ہو گیا۔ اور تمام شوخیاں کافور ہو گئیں۔ تمام تعلیاں دور ہو گئیں۔ دل پگھل گئے۔ ڈر اُن پر غالب آیا۔ چاروں طرف سے دوستوں اور رشتہ داروں نے عاجزی کے خطوط لکھے۔ کہ حضور! احمد بیگ تو ہلاک ہوا۔ اب اس کے پسماندگان پر رحم فرمایا جائے اور آج تک سلطان محمد سلسلہ کے حق میں پتھر کی جگہ موم کا جامہ پہنے ہوئے ہے۔

خاندان مرزا احمد بیگ کا احمدی ہونا

پس جس طرح آج سے تیرہ سو برس پیشتر ابوالحکم مارا گیا۔ اور محمدی جلال کا شکار ہوا۔ اور جس طرح ابوالحکم ہلاکت کے بعد خدا کا ازلی رحم اس کے خاندان پر چمکا۔ اور انہیں محمدی جمال کی چادر کی عافیت میں جگہ دی گئی۔ اسی طرح احمد بیگ ہوشیار پوری کی ہلاکت کے بعد اَذِلَّةٍ اَعِزَّةٍ خدا کا ازلی رحم احمد بیگ کے خاندان پر جلوہ گر ہوا۔ اور انہیں احمدی جمال کی چادر کی عافیت میں جگہ دی گئی۔ اور جس طرح ابوالحکم کا بیٹا عکرمہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدموں میں دل و جان سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اسی طرح احمد بیگ ہوشیار پوری کا بیٹا محمد بیگ اور اس کا پوتا محمود بیگ اور اس کی بیٹیاں عنایت بیگم۔ سردار بیگم اور محمودہ بیگم۔ اور احمد بیگ کی بیوی حرمت بیگم۔ اور اس کے نواسے اجمل بیگ اور امجد بیگ۔ اور خود محمدی بیگم کے بیٹے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے پاؤں کی زیبائش کے لئے بہت خوبصورت ڈیزائن کے

جوتے

چیف بوٹ ہاؤس — انارکلی لاہور سے طلب فرمائیں

اور خاندان کے تقریباً تمام افراد احمدی جمال کی چادر میں ڈھانپ لئے گئے۔ اور خدا کی جلالی چمک اُن سے ہٹالی گئی ان پر رحم کیا گیا۔ انہیں معاف کر دیا گیا ان سے درگزر کیا گیا۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ خدا کا جمال اس کے جلال سے اس کی رحمت اس کے غضب سے بڑھ کر ہے۔ سچ ہے۔ سبقت رحمتی غضبی۔ یعنی ہمارا خدا فرماتا ہے۔ کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے۔ اور میری معافی میری پکڑ سے۔

پس خدا کے اس ازلی قانون نے احمد بیگ ہوشیار پوری کو تو احمدی جلال کا نشانہ بنایا۔ مگر اس کے خاندان کے بیسیوں افراد کو خدا کے جمال نے اپنی عافیت میں لے لیا۔ تاکہ دُنیا پر ظاہر ہو کہ احمد بیگ ہوشیار پوری کی ہلاکت واقعہ میں احمد قادیانی کی صداقت کا نشان تھی۔ ورنہ اگر ان کی موت کا تعلق احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی سے نہ ہوتا۔ تو کیا وجہ؟ کہ اس کے خاندان کے افراد نے احمد قادیانی علیہ السلام کے قدموں میں سر جھکا دیا؟

پس گو ابو الحکم مارا گیا۔ اور محمدی جلال کا شکار ہوا۔ مگر محمدی جمال نے اس نقصان کی تلافی کر دی اور اس زخم پر پھایا رکھا۔ اور عکرمہ اور اس کے خاندان کو اپنی رحمت کے دامن میں لے لیا۔

اسی طرح احمد بیگ ہوشیار پوری گو احمدی جلال کا شکار ہوا۔ مگر احمدی جمال نے اس نقصان کی تلافی کر دی۔ اور اُس زخم پر پھایا رکھا۔ اور اس کے تمام خاندان کو اپنی رحمت کے دامن میں لے لیا۔ اور جس طرح ابو الحکم کی جلالی موت اور پھر اس کے خاندان کی جمالی حیات نے ثابت کر دیا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے جلال اور جمال دونوں کے جامع ہیں۔ اسی طرح احمد بیگ ہوشیار پوری کی جلالی موت اور پھر اس کے خاندان کی جمالی حیات نے اظہر من الشمس کر دیا۔ کہ احمد قادیانی علیہ السلام بھی خدا کے جلال اور جمال کے جامع ہیں اور جس طرح حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی پیشگوئیاں۔ اور کارنامے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفۂ ثانی کے وجود سے۔ اور آپ کے زمانہ میں پُورے ہُوئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت سی پیش گوئیاں اور آپ کے کاموں کی تکمیل حضرت فضلِ عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجود سے۔ اور آپ کے زمانہ میں ہُوئی۔ چنانچہ احمد بیگ ہوشیار پوری کے خاندان کا احمدی ہونا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے زمانہ میں ہُوا۔ جس سے واضح و ظاہر ہُوا۔ کہ حضرت فضل عمر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی جانشین۔ اور حسن و احسان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظیر ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہُنر سکھانے والی کتابیں

استاد صابون سازی صابون سازی کی تمام کتابوں سے اعلیٰ ایک ماہر فن صابون ساز کی بہترین تصنیف جس میں ہر قسم کے دیسی انگریزی خوشبودار صابن بنانے کے جدید طریقے درج کئے گئے ہیں۔ صابن بنانے کی ترکیبوں کو نقشوں اور تصاویر کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس کتاب کی مدد سے معمولی سمجھ کا انسان بھی چند دنوں میں ایک ماہر صابن ساز بن کر سینکڑوں روپے کما سکتا ہے۔ صابن کے متعلق ہر قسم کا مصالحہ اور سامان منگانے کے پتے مشینوں کے فوٹو اور ان کے منگانے کے پتے۔ ڈبے ڈائیاں اور دیگر جملہ امور کے متعلق تمام حالات درج ہیں۔ گورنمنٹ سے امداد حاصل کر کے صابن سازی کے کارخانے کھولنے کے طریقے بھی درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ رعائتی بارہ آنے (۱۲ر)

استاد دوزیاں معمولی سمجھ کا انسان بھی اس کتاب کے مطالعہ سے کاریگر درزی بن سکتا ہے۔ اس میں ہر قسم اور ہر فیشن کے کپڑے کی کٹائی اور اس کے تیار اور فٹ کرنے کے ایسے سہل طریقے نقشے اور تصاویر سے سمجھائے گئے ہیں کہ مرد ہو یا عورت آسانی سے ہر قسم کا کپڑا سی کر تیار کر سکتا ہے کئی قسم کے کوٹ واسکٹ۔ پتلون رنگر۔ جرسی قمیص۔ پاجامہ برقعہ اور بچوں کے فراک وغیرہ تیار کرنے کے طریقے کئی طرح کے لکھے گئے ہیں پسند نہ آنے پر واپس۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ رعائتی ایک روپیہ دو آنہ۔

استاد روزگار یہ کتاب صحیح معنوں میں بے روزگاروں کی سچی رہنما ہے۔ اس میں ایسے ایسے روزگار اور روپے کمانے کے طریقے مفصل اور صحیح درج ہیں کہ جن پر عمل کر کے ہر شخص چند دنوں میں دولتمند بن سکتا ہے۔ ہر قسم کے عرق۔ ہر قسم کے شربت۔ معجونیں۔ سفوف۔ منجن نامردی۔ آتشک سوزاک جریان کے لئے نسخے۔ سونا۔ چاندی۔ ہیرا۔ لعل۔ جواہر بنانے کے طریقے۔ گھڑی سازی صابون سازی تصویر سازی کی کئی ترکیبیں اور دیگر کئی ایسے ہنر کہ جن پر ایک روپیہ خرچ کرنے سے دس روپے روزانہ کمائے جا سکتے ہیں۔ درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ رعائتی ایک روپیہ۔

استاد حلوائی اس کتاب میں ہر قسم اور ہر ذائقہ اور ہر رنگ کی غریبانہ امیرانہ اور شاہانہ رائے سینکڑوں ترکیبیں درج ہیں۔ کوئی مٹھائی یا نمکین چیز ایسی نہیں کہ جس کی ترکیب اس کتاب میں درج نہ ہو ایسے ماہر استاد کی لکھی ہوئی کتاب ہے کہ جس کو دیکھ کر کسی استاد کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت صرف بارہ آنے رعائتی آٹھ آنے (۸ر) علاوہ محصول ڈاک۔

مجموعہ خوابنامہ صدیقی ہر قسم کے خوابوں کی صحیح تعبیر قدیم و جدید زمانہ کے نہایت معتبر خوابناموں سے اخذ کر کے دی گئی ہے اور ریل گاڑی ہوائی جہاز وغیرہ زمانہ حال کی نئی چیزوں کے خواب میں دیکھنے کی تعبیریں جو پرانے خوابناموں میں نہیں ملتیں علم خواب کی رُو سے معلوم کر کے درج کی گئی ہیں۔ سچی اور جھوٹی خوابوں کی پہچان۔ بھولی ہوئی خوابوں کو یاد میں لانے کا طریقہ اور جن جن دیکھنوں کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ علم قیافہ کا ایک نہایت مفید باب دیا گیا ہے۔ جس میں نہایت تحقیق کے ساتھ جسم انسانی کی بناوٹ اس کے عادات و خصائل کا تقابلہ درج ہے۔ ساتھ ہی ہاتھ کی لکیروں سے قسمت کے حالات دیکھنے کے لئے ہر لکیر کا مفصل حال دیا گیا ہے۔ جس سے ہر شخص زندگی کے حالات معلوم کر سکتا ہے۔ قیمت عمدہ رعائتی عمر۔

مجموعہ فالنامہ صدیقی ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے اگر اس کا نیک و بد انجام دیکھنا ہو تو مجموعہ فالنامہ صدیقی منگوا کر دیکھئے اس فالنامہ میں ہندوستان یورپ عرب مصر وغیرہ تمام دنیا کے معتبر فالناموں میں سے جو جو فالنامے سب سے زیادہ صحیح اور سچے معلوم ہوئے ہیں سب کو یکجا جمع کر کے اردو زبان میں مشتہر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک نہایت معتبر استخارہ قرآنیہ جس کو شیخ اکبر محی الدین نے مرتب کیا تھا دیا گیا ہے۔ قیمت صرف عمر رعائتی ۶

استاد کڑھت یعنی ماؤرن کشیدہ کاری۔ اس کتاب میں ہر قسم کے کپڑوں اور میز پوشوں وغیرہ پر بنانے کے لئے بہترین اور نئی طرز کے پھولوں وغیرہ کے نہایت اعلیٰ ڈیزائن دئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ر رعائتی ۶

کتابوں کی قیمت میں زر دست رعایت ہم ہر سال اپنی دکان کی شہرت کیلئے ایک زبردست رعائتی اعلان شائع کیا کرتے ہیں جس میں ہر قسم کی علمی تاریخی فنی کتابیں وغیرہ کی قیمتوں میں زبردست رعایت کی جاتی ہے اس سال بھی خیر و برکت ہم نے اپنی کتابوں کا رعائتی اعلان شائع کیا ہے آپ آج ہی خط لکھ کر سالانہ رعائتی اعلان کی فہرست طلب فرمائیں

منیجر:- قریشی بک ایجنسی (الف) کشمیری بازار۔ لاہور۔

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ

نوٹ کر لیں

اگر آپ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبارات و رسائل (جو اب تک شائع ہو چکے ہیں) کے فائل مفت مکمل کروانا چاہیں۔ یا فالتو اخبار و رسائل ضائع نہ کرنے ہوں

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر قسم کی سیکنڈ ہینڈ کتابیں خریدنا یا فروخت کرنا۔ اور ہر قسم کی نئی کتابیں خریدنا چاہیں۔

تو

عبد العظیم عبد الرشید

احمدیان۔ تاجران کتب و جلد سازان قادیان دارالامان۔ متصل پاور ہاؤس ریتی چھلہ کو ملیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعا کے چند نشانات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاید ہی کوئی احمدی ہوگا جس نے اپنے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی قبولیت دعا کا نشان نہ دیکھا ہو اور بار بار نہ دیکھا ہو۔ مگر ذیل میں صرف چند واقعات بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں:۔

(۱) ہر اڑے وقت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف رجوع

گو خوف و ہراس میرے دل پر کبھی مستولی نہیں ہوا۔ مگر میری زندگی تکالیف اور صدمات سے پُر گزری ہے۔ اور کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا جو تشویش سے خالی ہو۔ لیکن میں نے ہر اڑے وقت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا۔ اور جتنا جلدی ہو سکا دعا کے لئے لکھا۔ اللہ تعالےٰ کی ذات کو اپنے اس محبوب کی ایسی خاطر منظور ہے۔ کہ لفافہ لیٹر بکس میں گیا اور ادھر مشکل حل ہونی شروع ہوئی۔ اور اگر حل نہ ہوئی تو اس نے کوئی ایسا رنگ اختیار کر لیا جو خوبی میں پہلے سے بھی بڑھ کر نکلا۔ جب سے یہ نسخہ میرے ہاتھ آیا ہے۔ میں نے کئی دوستوں کو بتایا۔ اور انہوں نے خواہ وہ غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی تھے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور حضور کی خدمت میں بطور شکریہ نذرانے بھیجے یہ خوش اعتقادی نہیں ایک حقیقت ہے جو واقعات پر مبنی ہے۔

میں مشاہدات کی بناء پر جو ایک نہیں بلکہ کئی ہیں وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہمارے اکثر حالات جو ابھی سربستہ راز ہوتے ہیں حضور پر کھولے جاتے ہیں ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ میں نے پچیس روپے حضور کی نذر کرنے جانے۔ مگر حضور سندھ تشریف لے گئے۔ میں بیمار اور صاحب فراش۔ میں نے وہ روپیہ الگ کر کے بطور امانت رکھ دیا۔ تاکہ اور روپے کے ساتھ خرچ نہ ہو جائے اچانک محاسب صاحب کی استفساری چٹھی پہونچی۔ کہ حضور نے سندھ سے بذریعہ فون دریافت فرمایا ہے۔ کہ آیا میں نے کوئی روپیہ حضور کی امانت فنڈ میں جمع کرایا ہے۔ میں نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ یہ نذر اس مالک حقیقی کے حضور قبول ہو گئی۔

خاکسار۔ غلام حسین پی۔ ای۔ ایس انسپکٹر

(۲) ملازمت میں غیر معمولی ترقی

میں نے ۱۹۲۸ء کی فروری سے حضور کی خدمت میں یہ لکھنا شروع کیا۔ کہ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ دین و دنیا میں ترقی دے۔ جولائی ۱۹۲۸ء میں غیر معمولی طور پر مجھے پشاور سے جہاں میں ساٹھ روپیہ کا کلرک تھا۔ اور ترقی کی کوئی راہ قطعاً کھلی نہ تھی۔ بلکہ ذہن میں بھی نہ آسکتی تھی۔ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب نے خود بخود ایجنٹ آفس لاہور میں ایک انتخاب میں بھجوا دیا۔ جہاں ۲۷ اور امیدوار دو جگہوں کے لئے تھے۔ وہ سب کے سب ۲۵۰ روپے سے اوپر تنخواہ لینے والے تھے۔ وہاں بھی کسی کو یہ امید نہ تھی کہ میں منتخب ہونگا۔ کیونکہ میری تنخواہ صرف ساٹھ تھی۔ دیگر امیدوار میرے اندازے اڑاتے تھے۔ وہ سب کے سب انگریز یا ایک دو پارسی تھے۔ اور میرے انتخاب کو قطعی طور پر غیر ممکن سمجھتے تھے۔ میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ اور ۱۴۰ روپیہ ترقی پر یعنی ۲۰۰ روپیہ تنخواہ پر مقرر کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اچانک وہ آسامی بند کر دی گئی۔ اور حکم آگیا۔ کہ تم کو اپنی سابقہ تنخواہ ۶۰ روپیہ پر جانا ہوگا۔ میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی خدمت عالیہ میں دعا کے لئے لکھا ابھی خط حضور کو ملا بھی نہ ہوگا۔ کہ ایک انگریز انسپکٹر مر گیا۔ افسران متعلقہ نے مجھے اسی تنخواہ پر وہاں لگا کر راولپنڈی تبدیل کر دیا۔ وہاں میں نے صرف ۵ ماہ کام کیا تھا۔ کہ ایجنٹ آفس والوں نے کوشش کر کے میری جگہ ایک سینئر آدمی بھجوا دیا۔ اور مجھے پھر تنزل کا حکم مل گیا۔ حضور سے دعا کرائی جا رہی تھی۔ کہ اچانک ایک اور انگریز کی جگہ خالی ہوئی۔ اور وہ موقعہ مجھ کو دے دیا گیا۔ اس آسامی پر گو تنخواہ کا تو کوئی خسارہ نہ تھا۔ مگر سفر کی وجہ سے مجھے تکلیف تھی۔ اس لئے میں نے رخصت لے لی۔ اور حضور کے پاس جولائی ۱۹۲۹ء میں کشمیر چلا گیا۔ تاکہ دعا کرا سکوں۔ وہاں ایک ماہ رہا۔ کہ اچانک لاہور سے کشمیر اطلاع گئی۔ کہ تم پہلی آسامی پر ۲۰۰ روپیہ پر پھر پشاور چلے جاؤ۔ غرض میری ہر ترقی غیر معمولی طور پر ہوئی۔ میں شاف وارڈن حضور کی دعاؤں سے نامزد ہوا۔ باقی سب منتخب ہوئے میری موجودہ ترقی بطور سپیریئر وارڈن بھی غیر معمول طور پر حضور کی دعاؤں سے ہوئی۔ کیونکہ میں ان منتخب شدہ امیدواروں کی فہرست میں نہ تھا بلکہ میرے ایک دوسرے غیر احمدی ہمعصر تھے جو اس غیر ممکن بات کے ممکن ہونے پر اب تک خفا ہیں۔ اور احمدیوں سے بھی خفا ہیں کہ ہماری آسامیوں پر چھاپا مار لیتے ہیں۔ خاکسار غلام محمد اختر۔ از لاہور

(۳) خطرناک بیماری سے معجزانہ صحت یابی

دسمبر ۱۹۳۷ء میں میں درد جگر۔ درد بعدہ اور درد امعاء کی وجہ سے سخت بیمار ہوا اور پھر ہر مہینہ میں مجھے اس درد کا شدید دورہ پڑنے لگا۔ میں نے ڈاکٹری اور دیسی علاج کثرت سے کئے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایکسرے بھی کرایا گیا۔ لیکن لاحاصل ۱۹۳۹ء فروری اور مارچ کے مہینوں میں مرض کے جو دورے پڑے۔ ان میں شدید بخار بھی ہو جاتا رہا۔ اور میں ایک ایک ہفتہ چارپائی سے نہ اٹھ سکتا۔

ماہ اپریل ۱۹۳۹ء میں بغرض مشورہ سول ہسپتال امرتسر گیا۔ وہاں کے مشہور ڈاکٹروں نے بھی مشورہ دیا۔ کہ پتہ میں پتھری پیدا ہونے اور اپنڈیسائٹس کی وجہ سے یہ تکلیف ہے۔ اور ہر دو مقامات کا اپریشن کرانا ضروری ہے۔ ۱۴ اپریل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور حاضر ہوا۔ اور اپنی بیماری کا مفصل ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا۔ آپ کو اپنڈیسائٹس تو نہیں ہے۔ البتہ دوسری بیماریاں ہو سکتی ہیں۔ آپ رخصت لے کر علاج کرائیں۔ جب میں شجاع آباد واپس آیا۔ تو مجھے سخت بخار اور پیچش کی شکایت ہو گئی۔ اور اس کے ایک دن بعد بیماری مذکورہ کا شدید دورہ ہوا۔ اتنا شدید کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا میں نے اسی وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کے لئے تار بھجوایا۔ بیماری کی شدت کے باعث ہر ایک کو یہ خیال تھا۔ کہ اگر جانبر ہو گیا تو بھی کئی دن تک بستر پر رہوں گا۔ لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعا کا یہ اثر ہوا۔ کہ میں دوسرے دن ہی چلنے پھرنے لگ گیا۔ اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ لے کر ملتان میں افسران بالا سے رخصت لینے کی غرض سے گیا۔ لیکن وہاں پہونچکر بجائے رخصت لینے کے ایک حکیم صاحب کا علاج شروع کرایا۔ اور ایک ماہ بعد مرض میں بہت تخفیف ہو گئی۔ اور معمولی سا دورہ ہوا۔ اور دوسرے مہینہ میں تو طبیعت مناسب حد تک تندرست ہو گئی۔ اور اب جبکہ اپریل کے بعد ۵ ماہ گزر چکے ہیں۔ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بالکل تندرست ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ علاج تو محض ایک بہانہ ہے۔ مرض میں تخفیف اسی وقت سے شروع ہو گئی تھی۔ جب میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں تار بھیجا۔ جس مریض کو ڈاکٹر اپنڈیسائٹس اور پتہ میں پتھری بتلا چکے ہوں۔ اور جس کا

علاج سوائے اپریشن کے اور کچھ نہ بتلایا جاتا ہو۔ اس کا اس طرح صحت یاب ہو جانا میرے آقا و مولا کی دعا کا معجزانہ اثر ہے ؂

خاکسار حبیب الرحمٰن بی۔ اے۔ اے ڈی۔ آئی آف سکولز۔ کبیر والا

(۴) نہ صرف ملازمت بحال رہی بلکہ مزید اختیارات مل گئے

۱۹۳۲ء کے آخر میں جب ہائیڈرو الیکٹرک کی تعمیر ختم ہونے کو تھی مجھے نوٹس ملا۔ کہ یا تو میں چھوٹا گریڈ منظور کرلوں یا نوکری چھوڑ دوں۔ اس وقت میں ۲۴۰ روپے ماہوار لے رہا تھا۔ اور چھوٹا گریڈ حاصل کرنے کے یہ معنی تھے۔ کہ ۱۱۵ روپے منظور کردوں۔ میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ اور ساتھ ہی عرض کیا۔ کہ گو میں چھوٹا گریڈ منظور کرلوں چند دن کے بعد دفتر ڈاک کی طرف سے جواب ملا کہ حضور نے دعا فرمائی ہے۔ لیکن اس بات کا کوئی جواب نہ تھا۔ کہ میں چھوٹا گریڈ منظور کرلوں یا نہیں۔ اس کے بعد میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے گریڈ کم ہو جانے کے تعلق ریمارک کیا۔ تو میں نے عرض کیا۔ زمینی فیصلہ تو ہو چکا ہے آسمانی کا مجھے علم نہیں حضور دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا ہاں میں دعا کروں گا۔ اس وقت مجھے پورا یقین ہو گیا کہ گو پنجاب گورنمنٹ فیصلہ کر چکی ہے۔ لیکن اسے اپنے فیصلہ میں ترمیم کرنی پڑیگی چنانچہ میرے رب نے اپنے محبوب کی دعا کو سنا۔ اور باوجود مایوس کن حالات کے مجھے اسی گریڈ پر مستقل کر دیا۔ بلکہ میرے اختیارات پہلے سے بھی زیادہ کر دیئے فالحمد للہ علیٰ ذالک

یہ حضوری کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ میں اپنی لائن میں باوجود کم علم ہونے کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوں ؂

خاکسار عبدالرحیم ہیڈ ڈرافسمین لاہور

(۵) جاں بلب بچہ صحت یاب ہو گیا

۱۹۳۰ء میں میرا لڑکا خونی اسہال سے سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر اور حکیم علاج سے عاجز آ گئے۔ اور بچہ چند گھڑیوں کا مہمان نظر آنے لگا۔ بچہ کی حالت نازک دیکھ کر میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کے لئے تار دیا۔ تار کا دینا تھا کہ خدا کے فضل سے بچہ کو صحت ہونی شروع ہو گئی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں وہ اچھا ہو گیا ؂

خاکسار محمد رفیع سب انسپکٹر سندھ

(۶) بے حد مخالفانہ حالات میں اعلیٰ گریڈ کی ترقی مل گئی

میں ڈائرکٹر جنرل صاحب انڈین میڈیکل سروس شملہ کے دفتر میں ملازم تھا ۲۸ء کا واقعہ ہے۔ جب میں ابھی ملازمت میں ہی تھا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے درس قرآن شریف کا اعلان فرمایا۔ اور میں بھی استفادہ کی غرض سے رخصت لے کر آ گیا۔ اور درس میں شامل ہوا۔ چونکہ میری عمر ۵۵ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ اور میں ملازمت کی حد بھی پوری کر چکا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے دفتر کے چیف سپرنٹنڈنٹ سے جو ایک انگریز تھا زبانی کہہ دیا۔ کہ میرا اب واپس آنے کا ارادہ نہیں۔ اور رخصت ختم ہونے پر میں پنشن کی درخواست کر دوں گا۔ درس ختم ہونے پر میں نے حضور کی خدمت میں اپنے پنشن کے ارادہ کا اظہار کیا۔ تو حضور نے فرمایا کیا ابھی اور ملازمت نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کیا کر سکتا ہوں فرمایا پھر ابھی واپس جاؤ۔ اور مدتی اور ملازمت ہو سکتی ہے کرو ؂

میں نے اسی وقت چیف سپرنٹنڈنٹ صاحب کو لکھ دیا۔ کہ میں واپس آ رہا ہوں۔ اس اثنا میں گورنمنٹ کی طرف سے گریڈ میں اضافہ منظور ہو گیا تھا۔ اور سینئر ہونے کی وجہ سے میرا ترقی کا حق تھا۔ مگر جب میں واپس گیا تو چیف سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کہا کہ تمہارے لئے ترقی کی سفارش نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اول تو تم رخصت پر جاتے ہوئے کہہ گئے تھے۔ کہ تم پنشن لے لوگے۔ دوسرے چونکہ تمہاری عمر ۵۵ سال سے زیادہ ہو چکی ہے۔ تم ترقی سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ سوم جب تمہاری عمر اور ملازمت دونوں کی معمول مدت گزر چکی ہے۔ تو اب ترقی کا فائدہ کسی دوسرے کم عمر والے کو ملنا چاہیئے۔ میں نے بہتیرا کہا کہ جن حالات میں میں کہہ گیا تھا وہ بدل گئے ہیں۔ اس لئے میں واپس آ گیا ہوں اور گو عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے میں پورا فائدہ ترقی سے حاصل نہیں کر سکتا۔ مگر جو میرا حق ہے وہ مجھے ملنا چاہیئے لیکن وہ نہ مانے۔ اور انہوں نے مجھ سے نیچے کے ایک دوسرے آدمی کی سفارش کر دی۔ میرے لئے یہ مشکل تھی۔ کہ ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل صاحب جن کے ہاتھ میں عملہ کے اس قسم کے جملہ معاملات تھے وہ رخصت پر تھے۔ اور ان کی جگہ جو افسر عارضی طور پر کام کر رہا تھا وہ مجھے جانتا نہیں تھا۔ علاوہ اس کے ہماری برانچ کے جو افسر اعلےٰ تھے یعنی پبلک ہیلتھ کمشنر صاحب گورنمنٹ انڈیا وہ بھی رخصت پر گئے ہوئے تھے۔ اور نئے صاحب سے دو تو مجھے ذاتی طور پر زیادہ ملاقات کا موقعہ ملا تھا۔ اور نہ وہ میرے کام سے پوری طرح واقف تھے۔ اس لئے میں ان سے امداد حاصل نہیں کر سکتا تھا ان حالات میں مجھے کامیابی کی کوئی امید نہیں تھی۔ آخر میں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھنا شروع کیا۔ اور روزانہ بلاناغہ کئی دن لکھتا رہا۔ چند روز کے بعد ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل صاحب نے میری درخواست پر اس معاملہ کو پبلک ہیلتھ کمشنر صاحب کے واپس آنے تک ملتوی کر دیا۔ اور مجھے امید ہو گئی۔ کہ حضور کی دعا کی قبولیت کے آثار شروع ہو گئے ہیں اور میں انشاء اللہ ضرور کامیاب ہو جاؤنگا تھوڑے دنوں کے بعد ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل صاحب اچانک رخصت سے واپس آ گئے اتنے میں ایک تیسرے آدمی نے درخواست دے دی۔ کہ جب تک ان دونوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہوتا عارضی طور پر مجھے ترقی دی جائے۔ جب مجھے اس بات کا پتہ لگا تو میں نے روزانہ بجائے خط لکھنے کے حضور کی خدمت میں تار دینا شروع کر دیا۔ ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل صاحب اس بات میں مشہور تھے۔ کہ وہ زیادہ نہیں لکھا کرتے تھے اور ان کے فیصلے بہت مختصر ہوتے تھے۔ مگر جب یہ معاملہ ان کے پاس گیا۔ تو انہوں نے میرے حق میں قریباً ڈیڑھ صفحہ لکھا جس میں یہ ذکر تھا کہ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ جب پبلک ہیلتھ کمشنر صاحب دورہ پر جاتے تھے۔ تو اس کا کام براہ راست میرے سامنے آتا تھا۔ یہ بہت اچھا کام کرنے والا ہے۔ اور گو عمر رسیدہ ہونے کے باعث ترقی سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مگر خواہ کس قدر بھی فائدہ ملے اسے محروم نہیں کیا جانا چاہیئے۔ پبلک ہیلتھ کمشنر صاحب کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ جس تاریخ سے ترقی واجب ہوتی ہے۔ اسے فوراً دے دی جائے ؂

معاملہ چونکہ اہم تھا۔ اور چیف سپرنٹنڈنٹ صاحب کی رائے کے خلاف تھا۔ اس لئے انہوں نے آخری منظوری کے لئے ڈائرکٹر جنرل صاحب کے پاس بھیجدیا میں نے ابھی چار دن متواتر دعا کے لئے تار دیا کہ ڈائرکٹر جنرل صاحب نے سفارش منظور کرتے ہوئے مجھے ترقی دے دی۔ سرکاری دفاتر میں ترقی وغیرہ کے عجیب عجیب واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ مگر جن حالات میں مجھے ترقی ملی اس میں شک نہیں کہ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعا کی قبولیت کا ایک خاص نشان ہے۔ چنانچہ اسی وقت ہمارے دفتر کے ایک ہندو صاحب نے مجھے کہا۔ خانصاحب ہم تو پہلے ہی جانتے تھے۔ کہ آپ ترقی لے جائیں گے۔ کیونکہ آپ کا پیر بڑا زبردست ہے ؂

اس کے بعد میں نے چار سال اور ملازمت کی۔ اور ۳۲ء میں پنشن لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء مبارک کے مطابق قادیان دارالامان میں سکونت پذیر ہو گیا۔ (خانصاحب) برکت علی عفی عنہ۔ جوائنٹ ناظر بیت المال سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

(۷) نہایت تکلیف دہ بالشویکی قید خانہ سے رہائی

۲۵-۲۴ء میں ماسکو کے قید خانہ میں مجھ پر شبہ کیا گیا۔ کہ میں انگریزوں کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاسوس ہوں۔ اس وجہ سے مجھے جو تکلیفیں قید خانہ میں دی گئیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی۔ ایک رات مجھے قید تنہائی کے کمرہ سے نکالکر تین چار سپاہیوں نے سخت مارا۔ حتیٰ کہ میرے جسم کے اکثر حصے زخمی ہو گئے۔ آخر جب مجھے اچھی طرح پیٹ چکے۔ تو میرے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف انہوں نے کس کر باندھ دیئے۔ پھر میری ٹانگیں اور سینے اور بازوؤں کو رسّے سے باندھ دیا۔ اور ایک چوڑا تختہ لاکر اس پر مجھے جکڑا دیا۔ اور اسی حالت میں مجھے ایک اندھیرے کمرے میں ڈال گئے۔ اس وقت میں نے یہ دُعا کی۔ کہ اے میرے خدا میں تمام نبیوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔ کہ تو میرے پیارے امام کو میری اس تکلیف سے خبر دے۔ تا وہ تیرے حضور دعا کریں۔ اور پھر تو قبول کر کے میرے لئے سہولت پیدا کرے۔ صبح مجھ کو یقین ہو گیا۔ کہ حضور میرے لئے دعا فرما رہے ہیں۔ در اصل انہی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ کہ میں وہاں سے تقریباً دو سال قید رہنے کے بعد نجات پاکر واپس آگیا۔ ورنہ بظاہر کوئی امید نہ تھی۔ خاکسار ظہور حسین مولوی فاضل قادیان

(۸) آٹھ سال کے بعد اولاد

۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے میرا نکاح پڑھا جس کا حضور نے خود ہی انتظام فرمایا تھا۔ اس کے بعد کئی سال تک اولاد نہ ہوئی۔ اور نہ ہی کبھی میں نے اس کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ اس خیال سے کہ حضور کو معلوم ہی ہے حتیٰ کہ ۱۹۲۲ء میں حضور کا ایک مکتوب اخبار میں اشاعت کے لئے ملا۔ جس میں دعا کی درخواست دُعا نہ کرنے کے متعلق چند باتیں درج تھیں۔ مثلاً یہ کہ (۱) انسان کو دُعا پر مخفی طور پر یقین نہیں ہوتا۔ وہ خود تو بعض دفعہ دُعا کر لیتا ہے۔ مگر دوسرے سے کہتے ہوئے ابا کرتا ہے (۲) کبھی انسان دوسرے سے دُعا کی تحریک کرتے ہوئے اس لئے رکتا ہے۔ کہ اس کے دل میں مخفی تکبر ہوتا ہے اور سمجھتا ہے۔ کہ اس طرح میری ہتک ہو جائے گی۔ گو ظاہر میں محسوس نہ ہو۔ مگر مخفی تکبر ضرور ہوتا ہے۔ (۳) کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان جس شخص سے دعا کرانا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق شیطان اسے دھوکہ دے دیتا ہے۔ کہ میرے پاس اس سے دعا کرانے کا ذریعہ نہیں ہے۔ میں ایسا مقبول نہیں ہوں۔ کہ میرے لئے کوئی دُعا کرے۔ یا یہ کہ میں اس کے وقت کو کیوں ضائع کروں۔ میری تو معمولی ضروریات ہیں۔ اور اس کا وقت قیمتی ہے ایسے وساوس سے بھی انسان محروم رہ جاتا ہے۔ (۴) ایک اور باعث بھی ہوتا ہے اور اس میں انسان کا دخل نہیں ہوتا۔ وہ یہ کہ شامت اعمال کی وجہ سے جب اللہ تعالےٰ اس کو فوائد سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔ تو وہ اس ذریعہ سے اس شخص کی توجہ کو پھیر دیتا ہے۔ جس سے وہ اپنے مطلب کو حاصل کر سکتا ہے۔ اگر پہلے بیان کردہ امور میں سے کوئی وجہ نہیں تو آخری ضرور ہے۔

یہ خط (جو ۲۲ مئی ۱۹۲۲ء کے "الفضل" میں شائع کیا گیا) پڑھتے ہی مجھے خیال آیا۔ کہ ان شقوں میں سے کسی نہ کسی کے نیچے میں ضرور آتا ہوں۔ اور اسی وقت میں نے اولاد کے لئے درخواست دعا لکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بالکل غیر معمولی طور پر ایسی علامات ظہور پذیر ہونے لگیں۔ جن کے صادق ہونے کا یقین نہ آتا تھا۔ اور آخر خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ۲۳ جولائی ۱۹۲۳ء کو شادی سے ساڑھے آٹھ سال بعد لڑکی عطا فرمائی۔ اس کی ولادت کی اطلاع جب میں نے حضور کو دی۔ اور نام تجویز کرنے کی درخواست کی۔ تو حضور نے کنیز احمد نام تجویز کر کے تحریر فرمایا۔ "اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ اور آئندہ نسلوں کا پیش خیمہ بنائے"۔

اس دعا نے گویا میرے لئے خدا تعالےٰ کے مزید فضلوں کا دروازہ کھول دیا۔ اور دینی و دنیوی لحاظ سے میں نے اپنے اوپر خدا تعالےٰ کے اس قدر افضال دیکھے اور دیکھ رہا ہوں۔ جن کا شمار بھی مشکل ہے۔

یہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی قبولیت دُعا کا ایک کرشمہ ہے جو مجھ سے متعلق ہے۔ خاکسار غلام نبی ایڈیٹر الفضل

کرنال شاپ قائم شدہ ۱۸۷۰ء

نصف صدی کی جد و جہد کا نتیجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنجاب بھر میں اپنی وضع کی سب سے اچھی دوکان کرنال شاپ انارکلی لاہور ہے

انارکلی بازار میں کرنال شاپ جوتوں کی سب سے بڑی دوکان ہے۔ اس دوکان کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ آپ کسی بچے کو بھیجدیجئے۔ جب بھی مقررہ قیمت ہی لی جاتی ہے۔ مال کی اقسام اتنی زیادہ ہیں۔ کہ آجکل کے فیشن کے زمانہ میں کرنال شاپ میں درجنوں نئے فیشن آپکو دیکھنے میں آئیں گے۔ اور آپ اپنی پسند کی چیز خرید فرمائیں گے۔ خوبصورت فیشن کے علاوہ مال پائدار اور مضبوط ہوتا ہے۔ تیسری خوبی یہ ہے۔ کہ بازار کے نرخ سے مقابلہ کرنے پر کچھ نہ کچھ رعائت ضرور پائی جاتی ہے۔ کرنال شاپ کی تین خصوصیتیں ہمیشہ یاد رکھیئے:

نیا فیشن — مضبوط مال — واجبی قیمت

جب آپکو اپنے بیوی بچوں کے لئے بوٹ شوز گرگابی سلیپر چپلی وغیرہ جس چیز کی ضرورت ہو بیدھڑک کرنال شاپ میں تشریف لائیے!

(۹) قبولیت دعا کے چند عظیم الشان واقعات

خاکسار کو سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے قریباً پچیس سال کا عرصہ ہوا ہے۔ اس عرصہ میں کئی بار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے اشد ضروری امور کے لئے دعائیں کرائیں۔ اور ان سب نے معجزانہ طور پر قبولیت کا شرف حاصل کیا۔

(۱) ۱۹۱۸ء میں میں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب کو اور سیٹھ الہدین ابراہیم بھائی نے اپنے لڑکے فاضل بھائی کو قادیان تعلیم کے لئے روانہ کیا۔ علی محمد صاحب نے ۱۹۲۰ء میں میٹرک پاس کر لیا۔ ان کو لنڈن جانا تھا۔ دونوں لڑکے گھر واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے۔ کہ یکایک فاضل بھائی کو ٹائیفائڈ بخار ہو گیا۔ نور ہسپتال کے انچارج جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان سے ہو سکا کیا۔ طبیعت درست بھی ہو گئی۔ مگر اس کے بعد پھر سبزی کے سبب پھر ایسی بگڑی کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ جب یہ اطلاع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو پہونچی تو حضور فاضل بھائی کو دیکھنے کے لئے خود بورڈنگ میں تشریف لے گئے۔ اور بہت دیر تک دعا فرمائی۔ اس کے بعد طبیعت معجزانہ طور پر سنبھلنے لگی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فاضل بھائی کو نئی زندگی حاصل ہوئی۔ یقیناً حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ موت نہیں ٹلتی۔ مگر دعا سے یہ حقیقت ہم نے صاف طور پر اپنی آنکھوں سے دیکھی الحمد للہ

(۲) میری تیسری لڑکی عزیزہ ہاجرہ بیگم کے پیٹ میں یکایک درد ہو گیا۔ ہم نے اپنے قریب رہنے والے سرکاری خطاب یافتہ ڈاکٹر کو جو آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں بلوایا انہوں نے دیکھ کر کہا کہ لڑکی کے پیٹ میں پیپ پڑ گئی ہے۔ فوراً اپریشن کر کے نکلوا دینی چاہیئے۔ ورنہ جان کا خطرہ ہے۔ دسمبر کا مہینہ تھا مجھے سالانہ جلسہ پر ایک دو روز میں قادیان جانا تھا۔ ادھر یہ حالت ہو گئی پھر ہم نے یہاں کے ہاسپٹل کے بڑے یورپین ڈاکٹر کو بلوایا۔ اس نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ نہ پیپ ہے۔ اور نہ اپریشن کی ضرورت۔ ہم سب یہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ مگر پہلا ڈاکٹر اپنی اس رائے پر اڑا رہا۔ کہ پیپ یقیناً ہے فوری اپریشن کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر اگر لڑکی بچ جائے تو میں اپنی ڈاکٹری چھوڑ دوں گا میں دوسرے روز قادیان روانہ ہو گیا۔ وہاں سے واپس آنے تک لڑکی اچھی رہی۔ مگر اس کے بعد یکایک ناف میں سوراخ ہو گیا۔ اور اس قدر پیپ نکلی۔ جس کی حد نہ رہی۔ ہم نے پھر اسی ڈاکٹر کو بلوایا۔ جس نے کہا تھا۔ کہ پیپ ہے۔ اور اپریشن کے لئے رضامند ہو گئے۔ مگر اس نے کہا کہ لڑکی کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے اب اپریشن کا وقت نہیں رہا۔ اب یہ کیس مایوس کن ہو گیا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ اب کوئی علاج نہیں سوائے دعا کے۔ میں نے فوراً ایک تار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت میں اور دوسرا "الفضل" کو روانہ کیا۔ اور پھر ایک بار حضور کی دعا کا معجزانہ نتیجہ دیکھا۔ کہ بغیر کسی ڈاکٹری علاج کے صرف ایک معمولی دائی کی دوائی سے میری پیاری لڑکی کامل صحت پا گئی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

(۳) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق میں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب کو آئی۔ سی۔ ایس کے لئے لنڈن روانہ کیا۔ وہاں ان کو پہلے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرنا ضروری تھی۔ مگر ایم۔ اے میں اس قدر دیر ہو گئی۔ کہ I.C.S. کے لئے موقعہ نہ رہا۔ ایم۔ اے کے سات مضامین میں سے چھ تو انہوں نے پاس کر لئے۔ مگر آخری مضمون

Constitutional Law & Constitutional History

میں فیل ہو گئے۔ اور آخر بے دل ہو کر واپس آنا چاہتے تھے۔ ان کو سات سال کا عرصہ ہو گیا تھا۔ میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے ان کو واپس بلانے کی اجازت چاہی۔ مگر حضور نے فرمایا میں نے خواب میں ان کا نام پاس ہونے والوں کی فہرست میں دیکھا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ یقیناً پاس ہو کر آئیں گے۔ میں نے ان کو یہ کیفیت لکھی۔ اور پھر کوشش کرنے کے لئے کہا۔ انہوں نے پھر ایک بار کوشش کی مگر پھر فیل ہو گئے۔ ان کے استاد کو جب معلوم ہوا کہ پھر فیل ہو گئے ہیں۔ تو اس نے تحقیق کی۔ معلوم نہیں خدا تعالیٰ کا وہاں کیا کرشمہ ہوا۔ کہ ایک دو روز میں ان کو یونیورسٹی کی طرف سے اطلاع ملی۔ کہ آپ کے فیل ہونے کی خبر غلط تھی آپ پاس ہیں وہ بہت خوش ہوئے۔ اور سمجھ گئے کہ یہ محض خدا تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کا خواب پورا کر کے ان پر فضل کیا ہے انہوں نے خدا تعالیٰ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اور ڈگری حاصل کر کے چونکہ حج کا موقعہ تھا۔ اس لئے واپس ہوتے ہوئے حج کر کے الحاج علی محمد ایم اے بنکر آئے الحمد للہ ثم الحمد للہ

(۴) ہمارے مکرم دوست جناب سید بشارت احمد صاحب جو جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن کے امیر ہیں کے ماموں نواب غوث الدین صاحب تھے۔ جو حیدر آباد کے ایک امیر و جاگیر دار تھے۔ ان کے لاولد فوت ہو جانے پر سید صاحب اپنی والدہ صاحبہ کی جانب سے منجملہ اور ورثا کے نواب صاحب کی اسٹیٹ کی تقسیم وغیرہ کے متعلق مختار و مجاز تھے۔ ان کی ایک بلڈنگ نواب چال نام کی بمبئی میں تھی۔ سید صاحب موصوف نے مع دیگر ورثا ہم سے اس بلڈنگ کی فروخت کے متعلق معاملہ شروع کیا۔ ہم نے اپنے ایک بمبئی والے رشتہ دار کے ذریعہ اس کے متعلق دریافت کر کے سوا لاکھ روپیہ میں خرید لی۔ اس خرید میں ہمارے بمبئی والے رشتہ دار اور ہمارے ایک ماموں سیٹھ الہدین ابراہیم صاحب احمدی بھی شریک تھے۔ ہم نے یہ بلڈنگ صرف اس لئے خریدی۔ کہ فروخت کر کے کچھ نفع حاصل کریں گے اور امید تھی کہ پندرہ بیس ہزار روپیہ منافع آجائے گا۔ میں نے یہ شرط پیش کی۔ کہ ہم اس کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرائیں۔ اور ہمیں جو منافعہ ہو اس کا پانچواں حصہ ہم تبلیغ کے لئے قادیان روانہ کریں۔ میرے بھائی خان بہادر سیٹھ احمد بھائی اور ہمارے ماموں صاحب نے تو یہ شرط مان لی۔ مگر ہمارے بمبئی والے رشتہ دار نے نہ مانی۔ تاہم میں نے یہ حقیقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھ بھیجی۔ اس کے بعد غیر معمولی طور سے اس جائداد کی قیمت تیز ہونے لگی۔ مجھے چونکہ حج کے لئے جانا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے بمبئی والے رشتہ دار کو لکھا۔ کہ قیمت خوب تیز ہو گئی ہے۔ اب اسے فروخت کر دیں۔ مگر ان کا خیال تھا۔ کہ قیمت اور تیز ہو گی اس لئے یا تو ہم اور انتظار کریں۔ یا جس قیمت پر یہ جائداد اب بکتی ہے۔ اسی قیمت پر ان کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ ہم نے منظور کیا۔ اور ہمیں اس میں ۸۰ ہزار روپیہ منافع ہوا۔ جس کا پانچواں حصہ سولہ ہزار روپیہ میں نے قادیان روانہ کر دیا۔ اس کے بعد میں حج کے لئے روانہ ہو گیا۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد میں نے بمبئی والے رشتہ دار سے جائداد کے متعلق دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ قیمت تو صرف ہمارے لئے تیز ہوئی تھی۔ ہمارے فروخت کر دینے کے بعد قیمت کم ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ اصل قیمت بھی وصول نہ ہو سکی۔ ہمارے رشتہ دار نے اقرار کیا۔ کہ واقعی آپ دعا کرانے کے کامیاب ہو گئے۔ اور میں بہت نقصان میں رہا۔ اس واقعہ کو اٹھارہ سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اب تک وہ جائداد بغیر فروخت ہونے پڑی ہے۔ دیکھئے یہ خدا تعالیٰ کا کیسا کھلا معجزہ ہے۔ ایک ہی معاملہ میں تین حصہ دار ہیں۔ دو حصہ دار خدا کے خلیفہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس سے دعا کراتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو ۸۰ ہزار روپیہ منافع عطا فرماتا ہے۔ مگر اس معاملہ کا تیسرا حصہ دار نہ خدا کے خلیفہ کو مانتا ہے۔ نہ اس سے دعا کرانے کی پروا کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نہ صرف اس کو منافعہ سے محروم رکھتا ہے۔ بلکہ دونوں حصہ داروں کو اسی ہزار روپیہ منافعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی جیب سے دلاتا ہے

(۵) چونکہ میرے بھائی خان بہادر سیٹھ احمد الہدین صاحب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی دعاؤں کی مقبولیت کا علم ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ بھی وقتاً فوقتاً حضور سے دعائیں کرواتے رہتے تھے۔ اس بار انہوں نے دو اہم معاملات کے متعلق دعا کرائی۔ دونوں امور میں انہیں عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی۔ اور دو لاکھ روپیہ منافعہ ہوا۔ جس کی خوشی میں انہوں نے حضور کی خدمت میں بیس ہزار روپیہ کا چک روانہ کیا۔

(۶) ہماری تجارتی فرم میں ہم چار بھائی مختلف کاموں کے نگران تھے۔ مجھے چونکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کا خوب تجربہ تھا۔ اس لئے میرے ذمہ جو کام تھا۔ اس کی ترقی کے لئے حضور سے دعائیں کراتا رہتا تھا۔ اور حضور کی خدمت میں ماہوار ایک سو (۱۰۰) روپیہ نذرانہ روانہ کرتا تھا جس کے طفیل ہماری فرم کو سالانہ اوسطاً دس ہزار روپیہ منافعہ ہوا کرتا میرے بھائی قاسم علی اہل حدیث ہو گئے اور میری مخالفت شروع کر دی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو امرتسر سے بلا کر خوب مخالفت کرائی۔ جس میں میرے بھائی غلام حسین بھی شریک ہو گئے۔ اور یہ دونوں بھائی اس کام میں بھی دخل دینے لگے۔ جو میں کرتا تھا۔ میں ماہوار جو رقم قادیان روانہ کرتا تھا اس کے متعلق اعتراض کرنے لگے۔ اس پر میں نے روپیہ بھیجنا بند کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری فرم کو جو سالانہ دس ہزار روپیہ منافعہ ہوتا تھا وہ جاتا رہا بلکہ نقصان ہونے لگا آخر وہ وقت آیا۔ کہ ہماری فرم نے یہ تجارت ترک کر دی۔ اور میں نے اسے اپنے ذمہ لے لیا۔ میں نے حضور سے پہلے کی طرح دعا کرانی شروع کی۔ اور پہلے ماہوار جو ایک سو روپیہ روانہ کیا کرتا تھا۔ اس کی بجائے دو سو روپیہ روانہ کرنے لگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہم کو سالانہ اوسطاً ۱۵ ہزار روپیہ منافعہ ہونے لگا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

(۷) اس تجارتی معاملہ میں میں نے ایک بار دو لاکھ کے لئے۔ سولہ سو ٹن مال نوے روپے فی ٹن کے حساب سے دینے کا سودا کیا۔ یہ نرخ چونکہ بہت اچھا تھا اس لئے اتنا بڑا ٹھیکہ کیا گیا۔ مگر چند روز میں ہی نرخ ایک سو بیس روپیہ ٹن ہو گیا اور سولہ سو ٹن مال دینے میں فی ٹن تیس روپیہ کے حساب سے ۴۸۰۰۰ روپیہ کا نقصان تھا۔ میں بہت گھبرایا اور میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں سارا حال لکھ کر خاص دعا کے لئے گزارش کی۔ اس پر خدا کے فضل و کرم سے معاملہ کی صورت ایسی بدل گئی۔ کہ ۴۸ ہزار روپیہ نقصان کے عوض بیس ہزار روپیہ منافعہ ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

(۸) ہمارے دونوں بھائی جب بڑے اور سمجھدار ہو گئے۔ تو ہم چاروں نے باہمی رضامندی سے ایک شراکت نامہ تیار کیا۔ جس کی مدت دس سال رکھی۔ ہماری فرم کا قدیم سے یہ دستور تھا۔ کہ تجارت کے نفع و نقصان کا حساب ہر ماہ نکالتے تھے۔ اور ہر چھ ماہ کے بعد کھاتوں میں درج کیا جاتا تھا۔ اور سالانہ حساب دیکھ کر ہم سب بھائی دستخط کر کے اس کی تصدیق کرتے تھے۔ اس طرح دس سال ختم ہو گئے جب نیا شراکت نامہ طے کرنے کا وقت آیا۔ دونوں بھائیوں نے انکار کر دیا۔ اور مجھ سے اور خان بہادر احمد بھائی صاحب سے ایک ایک لاکھ روپیہ سے زائد رقم کا مطالبہ کیا۔ جب یہ اختلاف آپس میں دور نہ ہو سکا۔ تو اس کے فیصلہ کے لئے تین مشہور و معروف قانون دان ثالثوں کا ایک بورڈ قائم کیا گیا۔ ہر ایک کو ایک ایک ہزار روپیہ فیس دی گئی۔ میں نے تمام حقیقت صحیح صحیح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھ بھیجی۔ اور خاص دعا کے لئے گزارش کی۔ حضور نے جواب میں فرمایا۔ آپ بالکل بے فکر رہیں۔ آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ آپ کے حق میں فائدہ ہوگا۔ اگر ثالث بھی آپ کو نقصان پہونچانا چاہیں۔ تو ہرگز نقصان نہیں پہونچا سکیں گے۔ اس سے بہت تعجب ہوا کیونکہ ثالث جو چاہتے فیصلہ کر سکتے تھے۔ ان کے فیصلہ کے خلاف اپیل بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر ان کو میرے خلاف فیصلہ کرنے سے کون روک سکتا ہے سوائے خدا تعالیٰ کے مگر وہی ہوا جو حضور نے فرمایا تھا۔ ثالثوں نے تمام حساب کی کامل تحقیق کی۔ اور اس پر ایک سال کا عرصہ صرف کیا۔ میرے خلاف ۱۱۴۷۸۳ روپیہ کے دعوے تھے۔ آخر تمام کے تمام دعوے خارج کر دیئے۔ اور صرف سفر خرچ کے متعلق ۱۳۰۹ روپیہ کی ڈگری کی۔ مگر دوسرے فریق کے خلاف بھی سفر خرچ وغیرہ کی ڈگری ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں مجھے ۳۴۱۴ روپے منافعہ ہوا۔

غرض حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے میرے متعلق جو دعا فرمائی۔ اور حضور کو خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں جو بتلایا وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔ حضور نے جو یہ فرمایا تھا۔ کہ ثالث اگر نقصان بھی پہونچانا چاہیں گے۔ تو نقصان نہ پہونچا سکیں گے اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے مقدمہ کا فیصلہ ہو جانے کے بعد میں ایک ثالث صاحب کے پاس جو پارسی تھے گیا۔ اور ان سے دریافت کیا۔ کہ آپ لوگوں نے ہمارے مقدمہ کا جو فیصلہ کیا ہے۔ کیا وہ تینوں کی اتفاق رائے سے ہوا یا آپ کے درمیان کچھ اختلاف بھی ہوا۔ انہوں نے فرمایا مقدمہ کے تمام (Issues) امور کا فیصلہ ہم تینوں کے اتفاق رائے سے ہوا۔ صرف آپ کے متعلق اختلاف تھا۔ بمبئی والی جائداد کے منافعہ سے آپ نے ۱۶۰۰۰ روپیہ جو قادیان روانہ کیا۔ دو ثالثوں کی یہ رائے تھی۔ کہ وہ رقم آپ کے ذمہ لگائی جائے میں نے ان سے اتفاق نہ کیا۔ صرف اس ایک امر (Issue) کے لئے ہمیں تین بار میٹنگ کرنی پڑی۔ آخر وہ میرے ساتھ متفق ہو گئے۔

غرض میرا بار بار کا تجربہ ہے۔ کہ جو شخص سلسلہ احمدیہ میں شریک ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے ایسے محبوب خلیفہ سے اپنا تعلق جوڑتا ہے۔ جس کی دعا سے انسان یقیناً دونوں جہاں میں فلاح پاتا ہے ٭

(خاکسار سیٹھ عبداللہ الہ دین (سکندر آباد دکن)

بیوٹرین کریم (رجسٹرڈ)

کیل چھائیوں۔ پھنسیوں۔ خارش۔ اگزیمہ اور جلدی بیماریوں کا یقینی و مکمل علاج ہے۔ بیوٹرین کریم کا میں نے بناتاتی اور کیمیاوی طریقوں سے معائنہ کیا ہے۔ اسے ہر قسم کے نقصان اور اجزا سے پاک پایا ہے۔ اس کا استعمال جلدی بیماریوں کو دور کرتا اور چہرے کے حسن کو بڑھاتا ہے۔ کیمیکل اگزامینر گورنمنٹ پنجاب و صوبہ سرحد

بیوٹرین ایک حسن افزا کریم ہے۔ جسے میں نے وقتاً فوقتاً اپنے مریضوں پر استعمال کیا ہے۔ مجھے اس امر میں کوئی تامل نہیں۔ کہ میں اس کریم کو ان تمام ضرورت مند اصحاب کے لئے تجویز کروں۔ جو اپنے چہرہ کے حسن کو بڑھانے یا پھنسیوں۔ چھائیوں۔ کیلوں۔ اور بدنما داغوں کو چہرہ سے دور کرنے کے لئے کسی ایسی خوشبودار کریم کی تلاش میں ہوں

اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر گورنمنٹ پنجاب و صوبہ سرحد

ہماری تجارت زیادہ تر غیر ممالک کے ہاتھ میں ہے۔ ہماری اصل آزادی یہی ہے کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ میرے خاوند کے ہسپتال میں جلدی بیماریوں کو دور کرنے کے لئے بیوٹرین استعمال کی جاتی ہے۔ کیمیکل مینوفیکچرنگ کمپنی کی یہ کوشش قابل مبارک ہے۔ (مسز) سروجنی نیڈو حیدر آباد دکن

میں جلدی مریضوں کو بیوٹرین کریم کے استعمال کی سفارش کرتی ہوں۔ بیوٹرین ستر فیصدی مریضوں کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے۔ (ڈاکٹر) ہیرا دیوی سب اسسٹنٹ سرجن کپورتھلہ

میں نے اپنی ایک عزیزہ کو جس کے ہاتھوں پر اگزیمہ تھا بیوٹرین کا استعمال کرایا جس سے مکمل فائدہ ہوا۔ حمیرہ خانم سرمعلمہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر

تیار کردہ: کیمیکل مینوفیکچرنگ کمپنی (انڈیا)
سول ایجنٹ قادیان:۔ میسرز سلطان برادرز جنرل مرچنٹس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

از قلم جناب مولوی جلال الدین صاحب (شمس) امام مسجد احمدیہ لنڈن

تیرھویں صدی ہجری کا اختتام تھا۔ روحانی ظلمت و تاریکی اپنے کمال کو پہونچ چکی تھی اسلام نرغۂ اعداء میں گھرا ہوا تھا۔ کفر کی افواج نے ہر طرف ایک طوفان برپا کر رکھا تھا۔ مدعیانِ اسلام یاس و نا امیدی کا شکار بن چکے تھے۔ ان کے قلوب کفر سے مرعوب تھے۔ ایمان دلوں سے اس طرح پرواز کر گیا تھا۔ جس طرح کبوتر اپنے گھونسلے سے قرآن عرشِ خداوندی کے سامنے بزبانِ حال شاکی تھا۔ کہ میں مہجور و متروک ہوں اسلام کی حالت زار ایسی نہ تھی۔ کہ آسمانی طاقتوں میں حرکت نہ ہوتی۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے کسی پاک رُوح کی تلاش میں مصروف تھے۔ وہ موزون انتخاب کے لئے جو اسلام کی شان و شوکت کو دُنیا میں دوبارہ قائم کرے۔ آپس میں بحث و مباحثہ کرتے تھے۔ آخر کار خدا تعالیٰ نے ایک چھوٹی سی گمنام بستی سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو برپا کیا۔ آپ کے قلب میں حمایت اسلام کی خاطر جس قدر جوش تھا۔ اس کا اندازہ لگانا انسانی طاقت کا کام نہیں۔ آپ ہر گھڑی بزبان حال فرماتے:۔ ؎

ہر زماں از بہر دیں در خوں دلِ من مے تپد
محرم ایں درد ما جز عالم اسرار نیست
آنچہ بر ما مے رود از غم کہ داند جز خدا
زہر مے نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست

آپ کی رُوح روز و شب سفر طیبہ حالت میں آستانۂ الوہیت پر گر کر کہتی۔ ؎

اے خدا زود آ و بر ما آب نصرت تہا بیار
یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں

ایک وجیہہ اور پاک لڑکے کی بشارت

آخر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو جب آپ نے ایک اشتہار تحریر فرمایا۔ جس میں لکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا۔ اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی . . . . . .

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ۔ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ اس کے ساتھ فضل ہے، جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مُبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًا"

پھر اشتہار مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا تھا کہ بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دُوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے۔ جس طور سے چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ روز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے"

اس اشتہار کے آٹھ سال بعد سراج منیر مطبوعہ مئی ۱۸۹۷ء ص۳۱ میں فرماتے ہیں:۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی۔ کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم کئے گئے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے"

پھر حقیقۃ الوحی ص۳۶۰ میں سبز اشتہار کے صفحات کی عبارت نقل کر کے جس میں دُوسرا بشیر دیئے جانے۔ اور محمود نام رکھے جانے کا ذکر ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی۔ جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے"

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجود باجود میں فرزند موعود مصلح موعود کی پیشگوئی پوری ہوئی ؎

یوسف ثانی

دوسری پیشگوئی یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنا الہام قالوا تاللہ تفتؤ تذکر یوسف لکھ کر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"جو کچھ تھے۔ وہ مصلح موعود کے ملنے سے ناامید ہوگئے۔ اور انہوں نے کہا۔ تو اسی طرح یوسف کی باتیں کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ قریب مرگ ہو جائے گا۔ یا مر جائے گا"

(مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس الہام میں مصلح موعود کا نام یوسف رکھا گیا ہے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت پر آپ کے رُوحانی بھائیوں نے ازراہِ حسد حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح آپ کی مخالفت کی۔ نیز بعض بدبختوں نے منصوبے کر کے آپ پر اسی طرح خلافِ شریعت الزام لگایا۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر لگایا گیا تھا۔

اولوالعزم اور حسن و احسان میں نظیر

تیسری پیشگوئی یہ ہے۔ کہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے اشتہار میں اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء اور سبز اشتہار کا حوالہ دے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا تھا۔ کہ بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دُوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جلد سے جلد احباب تک پہونچانے والا اخبار "الفضل" ہی ہے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس پیشگوئی کی صداقت بھی ظاہر ہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جس اہتمام بالشان کام کو شروع فرمایا۔ نہایت اولوالعزمی اور بلند حوصلگی کے ساتھ آخر انجام دیا۔

منصبِ خلافت پر متمکن ہونا

چوتھی پیشگوئی یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نزیاق القلوب کے صفحہ ۴۰ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی۔ اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ "محمود"۔"

یہ کشف تعبیری اور ظاہری دونوں لحاظ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں پورا ہوا۔ تعبیری لحاظ سے مسجد سے مُراد جماعت ہوتی ہے۔ اور مسجد کی دیوار پر نام لکھا دیکھنے سے مراد یہ تھی۔ کہ آپ جماعت کے امام ہوں گے۔ سو آپ کے خلیفہ ہونے سے یہ پیشگوئی پُوری ہو گئی۔ اور ظاہری لحاظ سے یہ کشف مسجد فضل لندن کی تعمیر سے پُورا ہوا۔ جس کی قبلہ رو دیوار پر آپ کے قلم سے لکھا ہوا کتبہ آویزاں ہے۔ جس میں آپ کا نام محمود لکھا ہے۔

رُوح القدس کی برکات کا حامل ہونا

پانچویں پیشگوئی یہ ہے (۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحفہ گولڑویہ صـ۵۶ میں فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ کہ تیری برکات کو دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ جس میں رُوح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔"

۲۔ آئینہ کمالاتِ اسلام صـ۳۰۵ میں حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"پیشگوئیوں کے مجموعی الفاظ یہ ہیں۔ کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائے گا۔"

۴۔ حقیقۃ الوحی صـ۳۱۲ میں فرماتے ہیں:۔ "یہ پیشگوئی کہ مسیح کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔"

مذکورہ بالا استحاریر پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہدایت میں کمال پانے والا بیٹا خدا کا محبوب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات کے نور کو دوبارہ ظاہر کرنے والا اور آپ کا جانشین حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ جن کی ابتدائے زمانۂ خلافت سے آج تک اپنوں اور بیگانوں نے مخالفت کا طوفان بے تمیزی بپا کر رکھا۔ سب سے پہلے منکرین خلافت آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہوئے۔ اور انہیں یہ دعوےٰ تھا۔ کہ جماعت کا کثیر حصہ ان کے ساتھ ہے۔ علاوہ ازیں انہیں اپنی تجربہ کاری اور علم و فضل اور اثر و رسوخ پر ناز تھا۔ اور خیال کرتے تھے۔ کہ وہ اس نور کی روشنی کو ظاہر نہ ہونے دیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے یہ وعدہ فرمایا۔ لیمزق نھم کہ ان پیشگوئیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائیگا اور یہ اپنے مقصد میں ناکام ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپ کی نورانی شعاعوں کو چھپانے کے لئے مستریوں کا فتنہ اُٹھا۔ پھر ایک فتنہ احراریوں کا اُٹھا جس کی پشت پر تمام طاغوتی طاقتیں تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی خارق عادت طور پر نصرت فرمائی۔ اور احرار اور ان کے انصار کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوئے۔ اسی طرح پھر ایک فتنہ شیخ مصری نے اُٹھایا۔ لیکن انہیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناکامی کا مونہہ دیکھنا پڑا۔ غرض کہ آپ کی پے بہ پے مخالفتیں کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی خارق عادت طور پر تائید و نصرت فرما کر دُنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ واقعی آپ خدا کے محبوب ہیں۔ جو آپ کا دُشمن وہ خدا کا دشمن اور جو آپ کا دوست وہ خدا کا دوست ہے۔

مسیح سے مشابہ لڑکا

چھٹی پیشگوئی یہ ہے۔ کہ ازالہ اوہام صفحہ ۴۱۶ تا ۴۱۸ میں دمشقی حدیث کے متعلق جس میں مسیح موعود کے دمشق میں نزول کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھ کر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

اگر اسے اور ایسی اور حدیثوں کو ظاہر پر بھی

اپنے پاؤں کی آرام و آسائش کے لئے
چیف بوٹ ہاؤس انارکلی لاہور کو یاد رکھیں
Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمول کیا جائے تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک کامل متبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے۔ جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پس اگر فرض کے طور پر بھی تسلیم کر لیں کہ بعض پیشگوئیوں کا اپنی ظاہری صورت پر بھی پورا ہونا ضروری ہے۔ تو اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی۔ اور ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ان کی تکمیل کرائی جائے گی۔ کہ جو پورے طور پر پیروی کی راہوں میں فانی ہونے کی وجہ سے اور نیز آسمانی رُوح کے لینے کے باعث سے اس عاجز کے وجود کے ہی حکم میں ہوں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے۔ جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔"

یاد رہے کہ مسیحی صفت لڑکے کی بشارت، پہلے آپ کو اس وقت ملی تھی جبکہ آپ صفتِ مریمیت کے حامل تھے (دیکھو تریاق القلوب صفحہ ۲۴ پیشگوئی نمبر ۹) جس کا آخری فقرہ یہ ہے۔ خدا نے وہ لڑکا بھی دیا۔ اور تین اور عطا کئے ؛

(۱۱) اسی لڑکے کے متعلق ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶ میں یہ پیشگوئی درج ہے:۔

"خدائے تعالےٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میرے پر ظاہر کر رکھا ہے۔ کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا۔ اور زمین والوں کی راہ سیدھی کرے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں۔ رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء ؛

اب دیکھو۔ کہ دمشق میں نزول کے متعلق جو پیشگوئی تھی۔ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ذریعہ بلفظہٖ پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث کہ مسیح دمشق کے منارہ کے پاس نازل ہوں گے کی تشریح میں یہ فرمایا ہے۔ کہ وہ یا اس کا کوئی خلیفہ دمشق میں جائے گا کیونکہ نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں جائے (حمامۃ البشریٰ)

چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ۱۹۲۴ء میں دمشق تشریف لے جانے سے یہ پیشگوئی اپنے ظاہری رنگ میں پوری ہوئی۔ اور آپ سنترال ہوٹل میں جو مسجد سنجقدار کے منارہ کے مشرقی جانب ہے نزول فرما ہوئے۔ اور تین دن جیسا کہ نزیل کی مدت احادیث میں بیان ہوئی ہے قیام فرما رہے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ لفظ منارہ میں اس طرف اشارہ ہے۔ کہ دمشق جس میں کہ سب سے پہلے پولوس نے صلیبی عقیدہ کا بیج بویا۔ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوات سے روشن ہوگی۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے وہاں تشریف لے جانے سے اخبارات وغیرہ نے خوب لکھا۔ اور آناً فاناً تمام شام میں احمدیت کا چرچا ہونے لگا۔ اس کے بعد آپ نے وہاں مشن قائم کر کے مستقل طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی اشاعت کا انتظام فرمایا ؛

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی سب سے بڑی غرض کسرِ صلیب تھی اور صلیبی عقیدہ کی بنیاد تو دمشق میں رکھی گئی۔ لیکن اس عقیدہ کی قبولیت زیادہ تر یورپ میں ہوئی۔ اور یورپ میں سب سے بڑھ کر جس شہر نے صلیبی عقیدہ کے پھیلانے میں حصہ لیا۔ وہ لنڈن ہے۔ اور اس جگہ سے ہندوستان و دیگر بلاد میں زیادہ تر مشنری پھیلے۔ اس لئے اس شہر میں بھی باب اللہ میں سے اسلامی فتوحات کے لئے دعائیں کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ اور ایک مسجد کی بنیاد رکھ کر کسرِ صلیب کا مکمل انتظام کر دیا۔ اور آپ کے متعدد لیکچر دینے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کشف مندرجہ ازالہ اوہام جس میں آپ کے لنڈن میں تقریر کرنے اور سفید پرند پکڑنے کا ذکر ہے۔ اپنے ظاہری الفاظ میں بھی پورا ہوا ؛

کمزور بچے ——— اور ——— مضبوط اور تندرست بچے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کے دانت نکلتے وقت انہیں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس وقت ان کی اتنی طاقت خرچ ہوتی ہے جتنی کہ ان کی معمولی خوراک پیدا نہیں کر سکتی اس عرصہ میں بچوں کو ہر سے پیلے دست آتے ہیں۔ آنکھیں دکھتی ہیں۔ اور کبھی کبھی معمولی بخار بھی آتا ہے۔ ان کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ ان تکلیفوں سے بچہ پتلا اور کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لئے سارے ڈاکٹر بچوں کے لئے

گرائپ واٹر

کی سفارش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ بچوں کی ایک اعلےٰ خوراک ہے، جو اُن کی سب تکلیفوں کو دُور کر کے انہیں طاقتور اور مضبوط بناتا ہے۔

گرائپ واٹر ہندوستان میں ہندوستانی سرمایہ سے لائق ڈاکٹروں کی زیر نگرانی سائنٹیفک اصول پر تیار ہوتا ہے اس لئے یہ بچوں کے واسطے آبِ حیات کا کام دیتا ہے

ہر جگہ ہر دوا فروش سے مل سکتا ہے یا مندرجہ ذیل پتہ سے منگوا لیں :۔

سول ایجنٹس :۔ میسرز بیلی رام اینڈ برادرس انگریزی دوا فروشاں انارکلی اور مغلپورہ۔ لاہور۔

خلیفہ اور جانشین ہونے کی پیشگوئی

ساتویں پیشگوئی ایسی عظیم الشان ہے۔ جو محض غیب تھی۔ اور وہ صریح غیر مبہم الفاظ میں ہے۔ اس میں صاف طور پر بتایا گیا ہے۔ کہ آپ کو خلافت کی خلعت عطا کی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دینِ اسلام کی حمایت کرے گا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کی اولاد میں سے آپ کا ایک خلیفہ ہوگا۔ اور اس کے متعلق آپ کی پیشگوئیوں میں ذکر آچکا ہے۔ اور آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷۸ میں پیشگوئی متعلقہ پسر موعود مندرجہ اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کا ذکر فرما کر حاشیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کہ مسیح موعود شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اس میں اس طرف اشارہ ہے۔ کہ ان اللہ یعطیہ ولدا صالحا یشابہ اباہ ولا یاباہ ویکون من عباد اللہ المکرمین۔ یعنی اللہ تعالےٰ مسیح موعود کو ایک صالح لڑکا دے گا۔ جو اپنے باپ کا نظیر ہوگا۔ اور وہ خدا کے معزز بندوں میں سے ہوگا"۔

اور حقیقۃ الوحی میں فرمایا۔ کہ "وہ آپ کا جانشین ہوگا"۔

اور اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ نے اس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔

ان تینوں حوالوں کو یکجائی طور پر دیکھنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جسے مسیح موعود کا خلیفہ ہونا تھا۔ اور جس کا ذکر آپ کی پیشگوئیوں میں آچکا تھا وہ وہی تھا۔ جس کے متعلق الہام نے ظاہر کیا تھا۔ کہ وہ حسن واحسان میں آپ کا نظیر ہوگا۔ اور وہ بلاریب جیسا کہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ہیں اس کے علاوہ آپ کی خلافت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صریح پیشگوئی بھی موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ خصوص فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ کے انزالِ رحمت اور روحانی برکت بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔ اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم واندوہ نازل کرکے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے

(۲) دوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسالِ مرسلین ومہیمین وائمہ واولیاء وخلفاء ہے تا ان کی اقتداء اور ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پاجائیں۔ سو خدا تعالےٰ نے چاہا۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔ پس اول اس نے قسم اول کے انزالِ رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارہ میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ (یخلق ما یشاء) (سبز اشتہار حاشیہ صفحہ ۱۵-۱۷)

اور جس محمود کا یہاں ذکر ہے۔ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ہی ہیں چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶ میں بشیر اول کی وفات پر مخالفوں کے خوشی کرنے کا ذکر تحریر کرکے فرماتے ہیں:۔

"تب خدا تعالےٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے:۔ "دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین وآسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدہ کا ٹلنا ناممکن ہے"۔ یہ عبارت سبز اشتہار کے صفحہ سات کی ہے۔ جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے"۔

پس اس میں قطعاً شک کی گنجائش نہیں ہے۔ کہ سبز اشتہار حاشیہ صفحہ ۱۵-۱۶ میں جس محمود کے ذریعہ دوسری قسم کی رحمت کی تکمیل ہونی تھی۔ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ہیں۔ دوسری قسم رحمت کی جو تفصیل حضرت اقدس نے بیان فرمائی ہے۔ اس کی رُو سے آپ کو رسول یا نبی ہونا چاہئے تھا۔ یا امام یا ولی۔ یا خلیفہ۔ سو اللہ تعالےٰ نے آپ کو خلیفہ بنا کر دوسری قسم رحمت کی تکمیل کی۔ تا آپ کی اقتداء اور ہدایت سے لوگ راہ راست پر آئیں۔ اور آپ کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پائیں۔

دیکھو۔ یہ کتنی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اس قسم کی پیشگوئی سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی نہیں کرسکتا تھا۔ اور یہ پیشگوئی اس وقت کی جاتی ہے۔ جبکہ آپ کا ایک لڑکا جس کے متعلق خیال تھا۔ کہ وہ لمبی عمر پانے والا ہوگا۔ وفات پا جاتا ہے۔ لیکن آپ فرماتے ہیں۔ کہ اب دوسرا بشیر پیدا ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ دوسری قسم کی رحمت کی تکمیل فرمائے گا۔ یعنی وہ لمبی عمر پانے والا ہوگا۔ اور وہ آپ کا خلیفہ اور جانشین ہوگا۔ چنانچہ فی الواقعہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر اور کوئی زیادہ صاف پیشگوئی ہوسکتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی پیدائش۔ اور آپ کی ترقیات اور آپ کے منصب کے متعلق جو پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ اس قدر واضح ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور آپ کے بروزِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چھوڑ کر کسی نبی کے لئے بھی نہیں پائی جاتیں پس آپ فی الواقعہ خدا تعالےٰ کی رحمت کا ایک نشان ہے۔ آپ کے سر پر خدا کا سایہ ہے خدا تعالےٰ کے پاک مسیح نے وحی اللہ کی بنا پر آپ کے خلیفہ اور مقتدا ہونے کی پیشگوئی فرمائی۔ آپ خدائی الفاظ "نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا" کے مصداق ہیں۔ تمام دنیا کے لئے ایک پاک نمونہ ہیں۔ جو اپنے آپ کو آپ کے نمونہ پر بنائے گا۔ وہ نجات پائے گا۔ اور آپ کا وجود ان لوگوں کے لئے جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو انکار۔ اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ الہام ووحی میں صادق ہونے کی ایک زندہ دلیل۔

پس ہم اللہ تعالےٰ کا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں۔ کم ہے۔ کہ اس نے ہمیں اپنی جناب سے ایسا مرشد اور راہ نما عطا فرمایا۔ جس کی پیروی نجات بخشتی ہے۔ اور چونکہ اس سال آپ کی پیدائش اور قیام سلسلہ پر پچاس سال ہوتے ہیں۔ اور آپ کی خلافت کے پچیس سال پورے ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم جوبلی منانے کی صورت میں خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی باتیں پوری ہوئیں۔ کہ "مصلح موعود لمبی عمر پائے گا۔ اور اس کی ظاہری۔ اور باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی"۔

ہم بخلوصِ قلب خدا تعالےٰ کے حضور عاجزانہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور ان تمام ترقیات کے وعدوں کی جو آپ کی ذات سے وابستہ ہے۔ جلد تکمیل فرمائے۔ اور ہمیں آپ کی اقتدا اور نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی شاعری

عشق الٰہی

حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے کلام کا سب سے تاباں جوہر اس کی پاکیزگی ہے کلام کو شروع سے آخر تک پڑھ جائیے باوجود اس کے کہ وہ حسن و عشق کے مضامین سے معمور ہے۔ اس میں کہیں رکیک۔ مبتذل اور ہوس پرستانہ جذبات نہیں ملیں گے۔ اس میں جس حسن و عشق کی ترجمانی کی گئی ہے۔ اس کی تلاش شعراء کے دیوانوں اور فرضی معشوقوں میں نہیں کی گئی۔ اور نہ جسمی اور صنفی حسن میں اُسے ڈھونڈا گیا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ:۔

یہ جو معشوق لئے پھرتی ہے اندھی دنیا
میرے محبوب کی سی اُن میں کہیں آن نہ ہو

لیکن یہاں محبوب کی پاکیزگی اور وسعت کا یہ عالم ہے۔ کہ صلائے عام دی جا رہی ہے۔ ؎

عاشقو دیکھ چکے عشقِ مجازی کے کمال
اب مرے یار سے بھی دل کو لگا دیکھو تو

پھر بتاتے ہیں:۔ ؎

جو تم نے ان کو بلانا ہو دل وسیع کرو
بڑے وسیع ہیں وہ اس جگہ سمائینگے کب

اور ؎

پاک ہو جاؤ کہ وہ شاہ جہاں بھی پاک ہے
جو کہ ہو۔ ناپاک دل اس سے نہیں کرتا وہ پیار

جن لوگوں نے شاہدِ حقیقی سے عشق و محبت کے مضامین بیان کئے ہیں۔ وہ اپنا منتہائے مقصود یہ بتاتے ہیں۔ کہ اس ہستی میں گم ہو کر اپنے تئیں بالکل محو کر دیا جائے۔ لیکن یہاں خود کو ختم کر دینے کا خیال نہیں پایا جاتا۔ بلکہ اپنی ہستی کو قائم رکھتے ہوئے صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ کے ماتحت اس کے رنگ میں رنگین ہو جانے کی خواہش کا اظہار ملتا ہے ؎

جو تم سے کوئی خواہش تھی تو بس اتنی ہی خواہش تھی
تمہارا رنگ چڑھ جاتا، تمہاری مجھ میں بو ہوتی

نعتِ رسول

خدا تعالیٰ کے عاشق وصال کا کوئی مقام نہیں پا سکتے۔ جب تک کہ وہ "معراجِ انسانیت کے مظہرِ کامل" اور "محبوبِ خدا" محمد عربی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شیدائی نہ ہوں۔ اور اس پاکوں کے سردار کے نقوشِ قدم کی پیروی اپنا شعار نہ بنا لیں۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کلامِ محمود میں عشقِ الٰہی کے ساتھ محبتِ رسول کے مضامین بھی موجود ہیں ؎

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا راہنما ہے

مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے۔
اندھیرے گھر کا وہ میرے دیا ہے۔

اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری روح کا ہے

پھر فرماتے ہیں:۔ ؎

سمندر سے ہوائیں آ رہی ہیں۔
مرے دل کو بہت گرما رہی ہیں

عرب جو ہے مرے دلبر کا مسکن
بوئے خوش اس کی لے کر آ رہی ہے

بشارت دینے سب خورد و کلاں کو
اچھلتی، کودتی۔ وہ آ رہی ہیں

کلام محمود میں "کالی کملی" اور "کالی زلفوں" کی شاعری نہیں کی گئی۔ بلکہ نعت رسولؐ میں ان محاسن کو پیش کیا گیا ہے جو واقعی وجہ فخر و برکت ہیں۔ ؎

نقشِ پا پر جو محمدؐ کے چلے گا ایک دن
پیروی سے اسکی محبوبِ خدا ہو جائیگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں ترانے

محمد عربی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد احمد ہندی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد میں ترانے گائے گئے ہیں۔ ایک جگہ حافظ کی مشہور غزل ؎

حدیثِ مدرسہ و خانقاہ کم گو بخدا
فتاد بر سرِ حافظ ہوائے میخانہ

کی بحر و قافیہ میں اسی الفت کا ذکر یوں کیا گیا ہے:۔ ؎

چھلک رہا ہے مرے غم کا آج پیمانہ
کسی کی یاد میں میں ہو رہا ہوں دیوانہ

زمانہ گزرا کہ دیکھی نہیں وہ مست آنکھیں
کہ جن کو دیکھ کے میں ہو گیا تھا مستانہ

وہ شمع رو کہ جسے دیکھ کر ہزاروں شمع
بھڑک اٹھی تھیں بسوزِ ہزار پروانہ

وہ جس کے چہرہ سے ظاہر تھا نورِ ربانی
ملک کو بھی جو بناتا تھا اپنا دیوانہ

کہاں ہیں وہ کہ ملوں آنکھیں اسکے تلوؤں سے
کہاں ہے وہ کہ گروں اس پہ مثلِ پروانہ

ایک دوسرے موقعہ پر اس مبارک ہستی کے آنے اور آ کر چلے جانے کا ذکر فرماتے ہیں۔ ؎

یا رو مسیحِ وقت کہ تھی جن کی انتظار
راہ تکتے تکتے جنکی کروڑوں ہی مر گئے

آئے بھی اور آ کے چلے بھی گئے وہ آہ
ایامِ سعد ان کے بسرعت گزر گئے

آمد تھی ان کی یا کہ خدا کا نزول تھا
صدیوں کا کام تھوڑے سے عرصہ میں کر گئے

وہ پیر ہو رہے تھے جو مدت سے چوب خشک
صد حیف ایسے وقت کو ہاتھوں سے کھو دیا

واحسرتا کہ جیتے ہی جی تم تو مر گئے
سونگھی نہ بوئے خوش نہ ہوئی دید گل نصیب

افسوس دن بہار کے یونہی گزر گئے۔

مسلمانوں کی حالتِ زار پر نوحہ

عشقِ خدا اور محبتِ رسولؐ کے بعد کلامِ محمود میں مسلمانوں کی حالتِ زار پر گریہ و زاری۔ اور ان کی بدحالیوں پر نوحے ملتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔ ؎

گیا ہوں سوگھ غمِ ملت محمدؐ میں
رہا نہیں ہے مرے جسم میں لہو باقی

ایک جگہ مسلمانوں کی حالتِ زار کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے:۔ ؎

صیدِ و شکارِ غم ہے تو اے مسلم خستہ جان کیوں
اٹھ گئی سب جہان سے تیرے لئے امان کیوں

ڈھونڈتے ہیں یا تجھی کو کیوں سارے جہان کے ابتلاء
پستی ہے تجھی کو ہاں گردشِ آسمان کیوں

بلکہ آپ شاہدِ حقیقی کے والہ و شیدا ہیں: ؎

ہزاروں ہوں گے حسین لیک قابلِ الفت
وہی ہے مرا پیار لا الٰہ الا اللہ

اور یہ حسین آیا ہے۔ کہ:۔ ؎

سب حسینانِ جہاں اس کے مقابل ہیچ ہیں
ساری دنیا سے نرالا ہے وہ میرا شہریار

یہی نہیں۔ بلکہ ہر پیکرِ خیال اور کائنات کی ہر شے میں وہی سمایا ہوا ہے ؎

اسی کے جلوہ ہائے مختلف پر مرتے ہیں عاشق
وہی گل میں وہی دل میں وہی شمعِ محفل ہیں

دوسرے معشوق تو عاشق کش اور بے وفا ہوتے ہیں۔ لیکن ؎

وفا طریق ہے اُن کا، وہ ہیں بڑے محسن
لگا کے موہنہ وہ نظر سے مجھے گرائینگے کب

غالب تو بعد مرگ بھی محبوب کی گلی میں دفن ہونے کی سعادت سے محض اس لئے دستکش ہونے کے لئے تیار تھے۔ کہ ع

مرے پتہ سے خلق کو کیوں ترا گھر ملے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از جناب مولوی عبدالمنان صاحب عمر۔ بی۔ اے۔ خلف حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہاتھ میں کیوں نہیں وہ زور بات میں کیوں نہیں اثر
چھینی گئی ہے سیف کیوں کاٹی گئی زبان کیوں
رہتی ہیں بے ثمار کیوں تیری تمام محنتیں
تیری تمام کوششیں جاتی ہیں رائگاں کیوں
تیری زمین ہے رہن کیوں ہاتھ میں گبر سخت کے
تیری تجارتوں میں ہے صبح و مسا زیاں کیوں
کسب معاش کی رہیں تیری ہر اک گھڑی ہے جب
تیرے عزیز پھر بھی ہیں فاقوں سے نیم جان کیوں

ایک دوسرے موقعہ پر قوم کی تباہ حالی یوں بیان کی ہے :- ؎

ہر دل میں ہے پُر بغض دکیں ہر نفس شیطان کا رہیں
جو ہو خدائے نور دیں، کوئی نہیں۔ کوئی نہیں
ہر ایک کے سر میں بکیں ہے کبر کا دیو لعیں
اک دم کو یاد آتی نہیں درگاہ رب العالمین
بے چین ہے جان حزیں، حالت ہماری زار ہے
چھینے گئے ہیں ملک سب باقی ہیں اب شام و عرب
پیچھے پڑا ہے ان کے اب دشمن لگائے تاک تب
ہم ہو رہے ہیں جاں بلب بنتا نہیں کوئی سبب
ہیں منتظر اس کے کہ کب آئے ہمیں امداد رب
پیالہ بھرا ہے لب بلب ٹھوکر ہی اک کی کار ہے

پھر فرماتے ہیں :- ؎

نخل اسلام پہ رکھا ہے مخالف نے تبر
واغیاثاہ کہ ساعت یہ بڑی بھاری ہے

بلند اور مستحکم ارادوں کا اظہار

لیکن مسلمانوں کی تباہیوں۔ اور بربادیوں کا ہجوم آپ کو بے دل۔ بے حوصلہ اور یاس کی سلبی کیفیتوں میں مبتلا نہیں کر دیتا۔ بلکہ آپ بلند اور مستحکم ارادوں کو لے کر ابھرتے۔ اور کہتے ہیں ؎

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمودؔ کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

ذیل کے اشعار کو دیکھئے کس طرح ہر لفظ سے اولوالعزمی ٹپکتی ہے۔ ؎

خدا نے ہے خضر راہ بنایا ہمیں طریق محمدی کا
جو بھولے بھٹکے ہوئے ہیں انکو ستم سے لاکر ملائیں گے ہم
مٹا کے کفر و ضلال و بدعت کریں گے آثار دیں کو تازہ
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اڑائیں گے ہم

صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

صبر کر اے قافلہ راہ ہدیٰ ہمت نہ ہار
دور کر دے گی اندھیروں کو ضیا خاور ہماں

یہ بتانے کے لئے کہ کس طرح مصیبتوں سے راحتوں کے سامان پیدا ہو جائیں گے فرماتے ہیں :- ؎

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا کین کے دو اتم مبر کرو وقت آنے دو
تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطرات مبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو
یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائینگے رشک چمن اسدن
ہے قادر مطلق یار مرا تم میرے یار کو آنے دو

دشمن کو مخاطب کر کے فرمایا ؎

تری تقصیر ہیں تجھ کو خود ہی لے ڈوبیں گی اے ظالم
لپٹ جائیں گی تیرے پاؤں میں بن کے زنجیریں

اس طرح امید دلا کر جماعت کو سرگرم عمل بنانے کے لئے فرماتے ہیں ؎

یاد رکھ لیک کر غلبہ نہ ملے گا جب تک
دل میں ایمان نہ ہو ہاتھ میں قرآن نہ ہو

اور ؎

ایمان جس کے ساتھ نہ ہو قوت عمل
کشتی ہے جس کے ساتھ کوئی بادباں نہ ہو

نیز ؎

عشق و بے کاری اکٹھے ہو نہیں سکتے کبھی
عرصۂ سعی محباں تا ابد ممدود ہے

آپ قوم کو مژدہ سناتے ہیں کہ ؎

موتوا قبل ان تموتوا کا سبق دیتے ہیں۔ کیوں کہ آپ جانتے ہیں۔ ؎

دست عزرائیل میں مخفی ہے سب راز حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شراب زندگی

دراصل کلام محمود پر وردہ آغوش حرماں نہیں۔ بلکہ اس میں ایک شاندار مستقبل پیش کیا گیا ہے۔ فرمایا ؎

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اک دن دیکھنا
میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار و نہیں ہوں

لیکن اس رجائیت میں ایک شاعر کا نقطہ نظر پوشیدہ نہیں۔ اور نہ ہی یہ کسی مفکر کی رجائیت ہے۔ بلکہ اس کا منبع الٰہی نصرت اور اس کی بے پایاں اور لازوال طاقتوں میں ملتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

کبھی کا ہو چکا ہوتا شکار یاس و نا امیدی
مگر یہ بات اے محمودؔ میرا دل بڑھاتی ہے
جو ہوں خدام دیں ان کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے"

کلام محمود کی برگزیدگی اور عظمت

بہت بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں رجائیت اور عمل پر آمادہ کرنے والے عناصر ایسے وقت سے پائے جاتے ہیں۔ جبکہ ناکامی اور نامرادی۔ یاس و قنوط اور غم و الم کے سلبی مضامین نے ہمارے اکثر شعراء کے دل و دماغ پر نہایت گہرے نقوش ثبت کر رکھے تھے۔ اور قریباً یہی چیزیں ان کی شاعری کی تمام تر کائنات بن کر رہ گئی تھیں۔

سب کی محبتوں کے کرشمے

اردو شاعری پر یہ اعتراض بہت حد تک صحیح ہے۔ کہ اس نے جذبات احساسات کی وسیع دنیا میں سے صرف عشق و عاشقی کو لے لیا ہے۔ اور اسی کے گوناگوں عالم دکھائے ہیں۔ باپ اور اولاد کی محبت، میاں بیوی کی محبت، رشتہ داروں کی محبت، دوست دوست کی محبت سے جو جذبات و احساسات وابستہ ہوتے ہیں۔ انہیں بہت حد تک نظر انداز کر دیا ہے لیکن کلام محمود اس بارے میں بھی خاص شان رکھتا ہے۔ کیونکہ اس میں اولاد، بہن، بیوی، دیگر رشتہ دار اور دوست سب کی محبتوں کے کرشمے ملتے ہیں :-

اولاد کی محبت کا اظہار

اولاد کی محبت کا پتہ ہمیں اس آمین" میں ملتا ہے۔ جو امۃ السلام بیگم مرزا ناصر احمد ناصرہ بیگم۔ مرزا مبارک احمد۔ امۃ القیوم بیگم مرزا منور احمد۔ امۃ الرشید راشدہ بیگم۔ امۃ العزیز بیگم سلمہم اللہ و بارک لہم کے متعلق تحریر فرمائی ہے :-

پھر اولاد کے ساتھ محبت اور اس سے متعلق جذبات کی عجیب و غریب نیرنگیاں اس "پیام" میں نظر آتی ہیں۔ جو صاحبزادی امۃ القیوم بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کو شادی کے موقعہ پر رخصت کرنے کے بعد لکھا گیا بیٹی کے گھر سے چلے جانے کا جو فطری صدمہ ہر ماں باپ کو ہوتا ہے۔ اس کو کیسے سچے پیرایہ۔ اور پاکیزہ انداز میں ادا فرمایا ہے۔ ؎

کل دوپہر کو ہم جب ظاہر میں چپ تھے لیکن
تم سے ہوئے تھے رخصت دل خون ہو رہا تھا۔
افسردہ ہو رہا تھا محزون ہو رہا تھا۔
. . . . . .
. . . . . اے میری پیاری بیٹی
میرے جگر کا ٹکڑا میری کمر کی پیٹی
تم یاد آ رہی ہو دل کو ستا رہی ہو
میں کیا کروں کہ ہر دم تم دور جا رہی ہو
. . . . . .
ٹوٹی ہوئی کمر کا اللہ ہی ہے سہارا
اللہ ہی ہے ہمارا اللہ ہی ہو تمہارا

اس کے بعد دعا دی ہے :-

اللہ کی تم پہ رحمت اللہ کی تم پہ برکت
اللہ کی مہربانی اللہ کی ہو عنایت
وہ ہم سفر تمہارا آنکھوں کا میری تارا
اللہ کا صفی ہو اللہ کا ہو پیارا

اس دعا کے بعد بیٹی خدا کو سونپی ہے سبھی ماں باپ بچوں کو رخصت کرتے وقت خدا کو سونپتے ہیں۔ لیکن آپ کے اس سونپنے میں خاص انداز اور اپنے مالک پر خاص اعتماد نظر آتا ہے۔

تو میری پیاری بچی تم کو خدا کو سونپا
اس مہربان آقا اس باوفا کو سونپا

ایسے موقعہ پر ماں باپ بچوں کو کچھ ایسی باتیں بتاتے ہیں۔ جو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی زندگی کو کامیاب بنانے میں ان کی مدد معاون ہوں گی۔ آپ نے بھی اس موقعہ پر اپنی بچی کو نصیحت کی۔ اور کامیابی کے کچھ راز بتائے۔ لیکن اس کامیابی کا تصور اس تصور سے کس قدر مختلف ہے۔ جس کو عام دنیا دار لوگ کامیابی جانتے ہیں۔ اور اس کے حصول کا ذریعہ ان ذرائع سے کس قدر علیحدہ ہے۔ جو عام لوگ اختیار کرتے ہیں جس طرح خود عشق الٰہی میں ہر دم محو رہتے ہیں چاہتے ہیں۔ کہ سارے بچے بھی اسی میں سرشار رہیں ؎

کرنا خدا سے الفت رہنا تم اس سے ڈر کر
. . . . . .
تم اس سے پیار رکھنا بس اس کو یاد رکھنا
سو فارغ اس کا تم دل کے پار رکھنا

جب بچے پردیس جاتے ہیں۔ تو ماں باپ ان کو اپنے دوستوں۔ واقف کاروں اور محسنوں کا پتہ بتاتے ہیں، اور تاکید کرتے ہیں کہ تم ان سے ملنا۔ اور تعلق بڑھانا۔ وہ تمہارے

ط یہ اشارہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کیطرف ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کام آئیں گے۔ اور ضرورت کے وقت تمہاری مدد کریں گے۔ آپ نے بھی اپنی بچی کو اپنے ایک پیارے کا پتہ بتایا لیکن وہ کون ہے کوئی انسان نہیں بلکہ وُہ وجود ہے۔ جس نے اس وقت بھی آپ سے وفا کی۔ جب اپنوں اور بیگانوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور جو آپ کا واحد آسرا ہے۔ یعنی ازل ابدی خدا۔ فرماتے ہیں ؎

دلبر ہے وہ ہمارا ۔ تم اس سے چاہ رکھنا
مشکل کے وقت دونوں ۔ اس پر نگاہ رکھنا
الفت نہ اسکی کم ہو ۔ رشتہ نہ اسکا ٹوٹے
چھٹ جائے خواہ کوئی ۔ دامن نہ اسکا چھوٹے

(غیر مطبوعہ)

بھائی کی بہن سے محبت کا اظہار

ایک بھائی کو اپنی بہن سے جو محبت ہوتی ہے۔ اس کا اظہار صاحبزادی امتہ الحفیظ سلمہا اللہ تعالےٰ کی "آمین" کی شکل میں ملتا ہے۔

بیوی سے محبت کا اظہار

بیوی سے محبت ایک طبعی امر ہے۔ لیکن ان جذبات نے آپ کے اندر کیا انداز اختیار کیا۔ اپنی بیوی کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے۔ اس کی وفات نے آپ کے اندر کن احساسات کو ابھار دیا اسے دیکھنے کے لئے اس دلگداز دعائیہ نوحہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ جو حضور نے حضرت سارہ بیگم بنت حضرت مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری جعل اللہ الجنۃ مثواھا کی وفات پر لکھا۔ فرماتے ہیں ؎

کر رحم اے رحیم میرے حالِ زار پر
زخم جگر پہ درد دلِ بے قرار پر
مجھ پر کہ ہوں عزیزوں کے حلقہ میں شاد و غیر
اس بیکس و نحیف و غریب الدیار پر
جس کی حیات اک ورق سوز و ساز تھی
بیتی تھی جو غذائے تمنائے یار پر
مقصود جس کا علم و تقویٰ کا حصول تھا
رکھتی تھی جو نگہ ۔ نگہِ لطفِ یار پر
تھی ماحصل حیات کا اک سعیٔ ناتمام
کاٹی گئی غریب حوادث کی دھار پر
دل کی امیدیں دل ہی میں سب دفن ہو گئیں
پائے امید ثبت رہا انتظار پر
ہاں اے غیاث سن کے میری التجا کو آج
کر رحم اس وجود محبت شعار پر
اس مے گسار بادۂ الفت کی روح پر
اس بوستان عشق و وفا کی ہزار پر
ہاں اس شہید علم کی تربت پہ کر نزول
خوشیوں کا باب کھول غموں کی شکار پر

جب حضرت سارہ بیگم فوت ہوئیں تو حضور اس وقت قادیان میں نہ تھے۔ اس صدمہ پر صدر کا اظہار حضور نے یوں فرمایا۔

حاضر نہ تھا وفات کے وقت اے مرے خدا
بھاری ہے یہ خیال دل ریش و زار پر
ڈرتا ہوں وُہ مجھے نہ کہے بازبانِ حال
جاؤں کبھی دُعا کو جو اس کے مزار پر
"جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر"

رشتہ داروں سے اظہار محبت

رشتہ داروں سے تعلقات مودّت کا نتیجہ وہ "آمین" ہے جو حضور نے اپنے ماموں حضرت ڈاکٹر سید محمد اسمٰعیل صاحب کی صاحبزادی مریم صدیقہ کان اللہ لھا کے ختم قرآن کے موقعہ پر لکھی۔ اور جس میں دعاؤں کی شکل میں اپنی اعلےٰ تمناؤں کا اظہار اس طرح فرمایا ؎

مولا کی عنایت و کرم کا
سایہ رہے اسکے سر پہ ہر آں
حلقہ میں ملائکہ کے کھیلے
ہر دم رہے دور اس سے شیطاں
ہو مرہم زخم دل شکستہ
ہو عادت مہر لطف احساں
ہر وقت خیالِ یار ازلی
دل نور وفا سے مہر تاباں
ہو عرصہ فکر رشک گلشن
میدان خیال رشک صد گلستاں
آنکھوں میں حیا چمک رہی ہو
مونہہ حکمت و علم سے درافشاں

اس محبت بھری نظم کا جوہر صاحب اولاد کے پاکیزہ ترین جذبات کو برانگیختہ کرتی ہے اور جو مستورات کے مجمع میں پڑھ کر سنائی گئی۔ اس سے بہتر کیا خاتمہ ہو سکتا ہے ؎

مولا سے دُعا ہے پیاری بہنو!
تم کو بھی دکھائے وُہ یہ خوشیاں

دوستوں کی محبت کا اظہار

دوستوں کی محبت کس طور پر آپ کے دل میں مرکوز ہے۔ اور کس طرح آپ ان کے عزائم کو بلند ان کے خیالات کو رفیع ان کے ارادوں کو اونچا۔ اور ان کے احساسات تک کو پاکیزہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کا اظہار ذیل کے اشعار میں ملتا ہے ؎

میں اپنے پیاروں کی نسبت ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پر راضی ہوں اور انکی نگاہ رہے نیچی
وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر شیروں کی طرح غراتے ہوں
ادنیٰ سا قصور اگر دیکھیں تو مونہہ میں کف بھر لاتے ہوں
وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر امید لگائے بیٹھے ہوں
وہ ادنیٰ ادنیٰ خواہش کو مقصود بنائے بیٹھے ہوں
اے میری الفت کے طالب میرے دل کا نقشہ ہے
اب اپنے نفس کو دیکھ لے تو وُہ ان باتوں میں کیسا ہے
گر تیری ہمت چھوٹی ہے گر تیرے ارادے مردہ ہیں
گر تیری امنگیں کوتاہ ہیں گر تیرے خیال افسردہ ہیں
کیا تیرے ساتھ لگا کر دل میں خود بھی کمینہ بن جاؤں
ہوں جنت کا مینار مگر دوزخ کا زینہ بن جاؤں
ہے خواہش میری الفت کی تو اپنی نگاہیں اونچی کر
تدبیر کے جالوں میں مت پھنس کر قبضہ جا کے مقدر پر

کلام محمود کے مضامین

غرض حمد باری۔ نعت رسول۔ فضائل قرآن رجوع الی اللہ کی تلقین۔ حقیقت وجود و شہود معرفت حقیقی کے راز۔ عارف کی پہچان۔ سلوک کی راہیں۔ سالک کی فریاد۔ دین کی تڑپ۔ امت احمد کی حالت زار پر افسوس۔ مرحومہ بیوی کے لئے دُعا۔ بچوں۔ بہنوں اور عزیزوں کے ختم قرآن کی آمین۔ دوستوں کو نصائح۔ یہی وہ مضامین ہیں جو اپنی تفصیلات کے ساتھ مختلف اور متنوع انداز سے کلام محمود میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کلام پاکیزگی کے کس بلند و بالا مقام پر ہے

کلام میں صداقت

کلام محمود کی بزرگی اور برتری کا ایک اور پہلو اس کی صداقت ہے۔ اور صداقت ہی عظمت کا صحیح معیار ہے۔ کسی تخلیق کار نامہ کو ادبیات عالیہ میں داخل کرنے کے لئے جہاں یہ ضروری ہے۔ کہ اس کا موضوع پاکیزہ ہو۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ صداقت اور راستی پر مبنی ہو۔ اور جیسا کہ بیان ہوا کلام محمود اس اصل پر پورا اترتا ہے۔ اس میں خیالات کے باطل عکس اور جذبات باطل افسانوں کی شعبدہ کاری نہیں دکھائی گئی۔ اور وہ جو چیزیں دراصل حسین نہیں۔ انہیں حسین بنانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ بلکہ پاکیزگی کو صداقت کے ذریعہ اجاگر کیا گیا ہے۔

اشعار میں راستی کے جوہر سے دور ہونے کا سب سے زیادہ موقعہ مبالغہ میں ملتا ہے دوسرا موقعہ اس وقت ہوتا ہے۔ جبکہ شعر کی بنیاد ابہام اور رعائت لفظی پر رکھی جائے ایک اور موقعہ استعارات اور تشبیہات کے استعمال کا ہوتا ہے۔ چوتھا موقعہ ایسی تشبیہ کے وقت ملتا ہے۔ جبکہ مشبہ میں مشبہ بہ کے تمام اوصاف و لوازم تلاش کئے جاتے ہیں۔ پھر حسن تعلیل کے نام سے بڑی بے راہ روی بھی روا رکھی جاتی ہے۔ چھٹا موقعہ محاکات کا ہوتا ہے۔ مثلاً مناظر قدرت کے بیان میں تخیل کو داخل کر کے یہ کہدیا جائے۔ کہ آتش گل سے چمن میں آگ لگ گئی۔ لیکن کلام محمود میں ان میں سے کسی موقعہ پر بھی راستی کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

قول اور فعل میں مطابقت

پھر اس صداقت اور راستی کے جوہر کا ایک پہلو یہ ہے۔ کہ آپ کی شاعری اور زندگی میں بالکل مطابقت ہے۔ آپ کی شاعری آپ کے کردار کا آئینہ آپ کی زندگی کی روداد اور خود آپ پر گزری ہوئی کیفیتوں کا مرقع ہے۔ اس میں مصنوعی کیفیات اور فرسودہ معرفتی رجحانات کے عکس کا عکس نہیں پیش کیا گیا۔ بلکہ واردات قلب اور مشاہدۂ تفکر کے تاثرات قلمبند کئے گئے ہیں۔ اور وُہ جلوے بے نقاب کر کے دکھائے گئے ہیں۔ جن کا خود نظارہ کیا ہے۔

اگر ایک طرف آپ خانگی لحاظ سے ناز و نعمت میں پلے تھے۔ تو دوسری طرف مخالفوں نے ایک ایک کر کے اپنے ترکش کے تیر آپ پر چلائے۔ اور اگر ایک طرف راہ سلوک میں آپ پر قبض کی کیفیتیں طاری ہوئی ہیں۔ تو دوسری طرف بسط کے حالات کا مشاہدہ بھی آپ نے کیا۔ اس لئے آرام و دلبستگی کے جو مضامین ہیں وُہ بھی اور دکھ اور درد کی ٹیس جن اشعار میں پائی جاتی ہے۔ وُہ بھی گزری ہوئی کیفیتوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا اظہار ہیں۔

افادیت کا پہلو

کلام محمود کی خوبی کا تیسرا پہلو جس کی طرف میں آغاز مضمون میں اشارہ کر چکا ہوں یہ ہے کہ اس میں افادیت پائی جاتی ہے۔ بعض لوگ بغیر کسی مقصد و مدعا کے زندگی کے دھارے پر بہے چلے جاتے ہیں۔ اور یہی امر ان کے تمام اعمال و افکار میں جلوہ گر ہوتا ہے لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ایک منزل مقصود ہے۔ ایک معین منتہیٰ ہے۔ آپ چاہتے ہیں۔ کہ دنیا کو مادی تاریکیوں ظلمتوں اور ضلالتوں سے نکال کر روحانیت کی نورانی شاہراہ پر ڈال دیں۔ آپ اسی خدمت پر مامور ہیں اور یہی اصلاحی اور الٰہی کام سرانجام دیتے ہوئے ہم آپ کو ہر خلوت ہر جلوت اور ہر شغل میں ہر آن دیکھتے ہیں۔ اور اسی کی تکمیل کے لئے آپ نے اپنی شاعرانہ قوتوں سے بھی کام لیا ہے۔

کلام محمود کی اصلاحی غرض کی تکمیل دو طرح پر ہوتی ہے۔ اول اس طرح کہ اس کا مطالعہ کم سے کم کچھ دیر کے لئے ہی ہمیں اس پاکیزہ ذہنی اور روحانی فضا میں پہونچا دیتا ہے جس میں غیر شعوری طور پر ہماری قلبی رو حضور ایدہ اللہ کی قلبی رو سے متاثر ہوتی ہے۔ اور اس طرح نہایت لطیف طریق سے ہمارا تخیل حضور کے بلند و برتر تخیل سے بہرہ مند ہونے اور حضور کی پرواز فکر کے ساتھ اڑنے لگتا ہے۔ دوسرے اس طرح کہ کلام کا پاکیزہ اور مبنی بر صداقت موضوع اور اس کی تلقین آہستہ آہستہ ہماری شعوری حالت کا ناقابل انقطاع حصہ بن جاتی ہے۔ اور شعور کی تمام ماہیت کو اپنے رنگ میں رنگ دیتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہماری قوت متخیلہ اور واہمہ کے صور احساسات کے صور پر اپنا رنگ جما کر ہماری نیت اور عمل کو پر پرواز عطا کرتے ہیں۔ اور ہم اسی رَو میں بہنے لگتے ہیں۔ جس رَو کی آئینہ داری اس کلام میں پائی جاتی ہے۔

تلقین کے ہمیشہ دو طریق ہوا کرتے ہیں ایک براہ راست اور دوسرا بالواسطہ کلام محمود میں ان دونوں سے کام لیا گیا ہے۔ کچھ اشعار تو اس قسم کے ہیں جن میں دقیق حکیمانہ نکات کو دلنشین نصیحتوں میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ مثلاً اصلاح نفس پر ایک قطعہ ہے فرماتے ہیں:۔

گو بحر گناہ میں بے بس ہو کر پیہم غوطے کھاتے جاؤ
دل مت چھوڑو پیارو اپنا سر لہروں پہ اٹھاتے جاؤ
جس ذات سے پالا پڑنا ہے وہ دل کو دیکھنے والی ہے
مایوس نہ ہو تم جتنا ٹھوکو اتنی امید بڑھاتے جاؤ

تلقین کا دوسرا انداز یہ ہے۔ کہ محبت خدا و رسول کی عظمتوں پاکیزگیوں اور خوبصورتیوں کو ایک لذت چشیدہ دل کے تاثرات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور خطابی دلائل سے زیادہ اس کے عملی نتائج پیش کر کے طریقہ اثبات کو زیادہ دلآویز موثر اور دلنشین کر دیا ہے۔ کلام کا یہی وہ پہلو ہے جس کی بناء پر کہا گیا ہے ؎

شو ہنکر کہ در اشعار ایں قوم
ورائے شاعری چیزے دگر است

اسلوب بیان میں شستگی

کلام محمود کی خوبی کا چوتھا پہلو یہ ہے کہ موضوع کی گرانباری کے باوجود اس کا اسلوب نہایت شستہ و رفتہ سلیس۔ سادہ اور بے ساختہ ہے۔ اس میں دور از کار استعارے بعید از قیاس تلمیحیں۔ فضول تشبیہیں اور لفظی و معنوی تعقید نہیں پائی جاتی۔ بلکہ موشگافی اور مضمون بندی کا طلسم نہ بناتے ہوئے نکھرے ہوئے بے تکلف اسلوب میں ایسی نرم نرم باتیں کی ہیں جو ہر شخص کی سمجھ میں آجائیں۔ اس کے مضامین کو سمجھنے اور مطالب تک پہونچنے میں پڑھنے والے کو کہیں دقت کا سامنا نہیں ہوتا۔ وہ بے تکان آپ کی پرواز خیال کا ساتھ دیتا چلا جاتا ہے۔

ایک نظم میں سالک کے قرب کی اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ جب اسے معشوق کے سوا کچھ اور نظر ہی نہیں آتا۔ جب ہر ذرہ اسے اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور پھر اس توجہ کو حسن ازلی کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ جب ہر اچھی چیز اسے درد ہجر سے آشنا کرتی۔ اور ہر جلوۂ حسن جدائی کی تکلیف کو تیز کر دیتا ہے۔ جب آرام اس کے لئے مصیبت اور خوشی اس کے لئے افسردگی پیدا کرنے کا موجب ہو جاتی ہے۔ اور وہ ہر شئی میں خدا تعالےٰ کا جلوہ دیکھتا۔ لیکن پھر اس سے اپنے آپ کو دور پاتا ہے۔

درحقیقت یہی اس کی پہلی منزل کی آخری گھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس حالت کو لمبا اس کے دل کی صفائی کے لئے کیا جاتا ہے۔ ورنہ دراصل اس وقت دونوں طرف آگ برابر لگی ہوتی ہے۔ خدا کی محبت اس کے بندہ کے دل پر گرنے کے لئے اسی طرح بے چین ہو رہی ہوتی ہے۔ جس طرح بندہ کا عشق اس کے دل کو آستانۂ الوہیت پر گرنے کے لئے بے تاب کر رہا ہوتا ہے دیکھئے اس "وجود و شہود" کی "حقیقت" کو کس سادگی لیکن پُرکاری سے بیان فرمایا ہے

آہ پھر موسم بہار آیا
دل میں پھر مرے خیال یار آیا
لالہ و گل کو دیکھ کر محمود
یاد مجھ کو وہ گلعذار آیا
زخم دل ہو گئے ہرے میرے
ہر چمن سے میں اشک بار آیا
خوں رلاتا تھا لالہ زار کا رنگ
مجلس یار کی بہار کا رنگ
تازہ کرتے تھے یاد اسکی پھول
یاد آتا تھا گلعذار کا رنگ
لوگ سب شادمان و خوش آئے
ایک میں تھا کہ سوگوار آیا
سبزہ و گیاہ کا کہوں کیا حال
چپہ چپہ پہ ڈالتا تھا جال
مست نظارۂ جمال تھے سب
آنکھیں دنیا کی ہو رہی تھیں لال
زخم دل ہو گئے ہرے میرے
ہر چمن سے میں اشکبار آیا
میں وہاں ایک اور خیال میں تھا
کیا کہوں میں ترے خیال میں تھا
سبزہ اک عکس زلف جاناں ہے
یہ تصور ہی بال بال میں تھا
لوگ سب شادمان و خوش آئے
ایک میں تھا کہ سوگوار آیا
جلوے اس کے نمایاں ہر شے میں
سُر اسی کی تھی پیدا ہر لے میں
رنگ اسی کا جھلک رہا تھا آہ
کف ساقی میں ساغر مے میں
زخم دل ہو گئے ہرے میرے
ہر چمن سے میں اشکبار آیا
اس کے نزدیک ہو کے دور بھی تھا
دل امیدوار چور بھی تھا
نار فرقت میں جل رہا تھا میں
گو پس پردہ اک ظہور بھی تھا
لوگ سب شادمان و خوش آئے
ایک میں تھا کہ سوگوار آیا
دیکھئے کب وہ مونہہ دکھاتا ہے
پردہ چہرہ سے کب اٹھاتا ہے
کب میرے غم کو دور کرتا ہے
پاس اپنے مجھے بلاتا ہے
ہنس کے کہتا ہے دیکھ کر مجھ کو
دیکھو وہ میرا دلفگار آیا
میں یونہی اس کو آزماتا تھا
پاک کرنے کو دل جلاتا تھا
عشق کی آگ تیز کرنے کو
مونہہ چھپا کبھی دکھاتا تھا
میری خاطر اگر یہ تھا بے چین
کب مجھے اس کے بن قرار آیا

اٹکتی نظروں اور بھٹکتی کروں کے عنوانات اور رنگین موضوعات پر لکھ کر اشعار میں رنگینی پیدا کر لینا زیادہ مشکل نہیں۔ کیونکہ پہلے سے روایات تغزل موجود ہیں لیکن ان الوہی نغموں کو پیش کرنے کے لئے جنہیں کلام محمود میں چھیڑا گیا ہے۔ ایسی کوئی آسانیاں موجود نہیں۔ یہ باتیں شادابی اور شگفتگی سے کہنے کے لئے الفاظ و تراکیب کا سینہ چیر کر انہیں بالکل نئی اہمیت بخشنا پڑتی ہے۔ کیونکہ موضوع و معنی کی بلندی کے سانچے اور پاکیزہ فکر کی توانائی کے نمونے اردو ادب میں پورے طور پر موجود نہیں ہیں لیکن ان تمام مشکلات کے باوجود کلام محمود میں دقیق حقائق اور عارفانہ خیالات کے ساتھ لطف تاثر کو قائم رکھا گیا ہے۔

بے سامان طالب کی پکار

ایک اور مثال لیجئے۔ شاہد حقیقی کے بے سامان طالب کی پکار کو اس طرح پیش فرمایا ہے ؎

مینہ ہے ہمراز بیشک دل محبت کا ہے پیمانہ
ہے اس کا حال رندانہ تو اسکی چال مستانہ
مئے جاں بخش بٹتی ہے جہاں ہے یہ وہ میخانہ
مگر وہ کیا کرے جس کا کہ دل ہو جائے ویرانہ
نظر آئیں تمناؤں کی چاروں سمت میں قبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرے ہمراز آنکھیں بھی خدا کی ایک نعمت ہیں
ہزاروں نعمتیں قرباں ہوں جس پر وہ دولت ہیں
بنفشہ جسم میں سچ ہے کہ باب علم و حکمت ہیں
شمال خضر ہمراہ طلبگار زیارت ہیں
مگر وہ سونہ تو دکھلائیں تو پھر ہم کیا کریں آنکھیں
وہ خوش قسمت ہیں جو گر پڑ کے اس محمل میں جا پہنچے
کبھی پاؤں پہ سر رکھا کبھی دامن سے جا لپٹے
غرض جس طرح بن آیا مطالب ان سے مانگے
مرے ہمراز پر وہ پرشکستہ کیا کریں جن کے
ہوا میں اڑ گئے تالے گئیں بیکار فریادیں
دل مایوس سینے میں اندھیرا چاروں جانب ہے
نہ آنکھیں ہیں کہ راہ پائیں نہ پر ہیں جن سے اڑ جائیں
نہ احساس انانیت کہ اسکے زور سے پہنچیں
مرے دلدار ہم پر بند ہیں سب وصل کی راہیں
سوا اس کے کہ اب خود آپ ہی کچھ لطف فرمائیں
ہمارے بیکسوں کا آپ کے بن کون ہے پیارے
نظر آتے ہیں مارے غم کے اب تو دن کو بھی تارے
نہیں دل اپنے سینوں میں دھرے ہیں بلکہ انگارے
پھپھولے جلتے ہیں سر سے پاؤں تک ہم ہجر کے مارے
بس اب تو رحم فرمائیں چلے آئیں چلے آئیں

بے شک بعض شعرا کی شاعری عشرت شاعری کو تقدیس اور پاکیزگی کا جامہ پہنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ "عبادہ وساغر" کے پیرایہ میں انہوں نے "مشاہدہ حق" کی گفتگو کی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ چونکہ یہ شاعر حسن کا جسمی اور جنسی تصور باندھتے ہوتے ہیں۔ اور ان کے اعصاب پر مادی حسن غالب ہوتا ہے۔ اس لئے بعض بعض جگہ معشوق کا حلیہ بعض اعضائے مستور کی تعریف زینت و آرائش کی تفصیل کے ساتھ وہ معاملات قلمبند کر جاتے ہیں، جو پاک محبت میں پیش نہیں آسکتے اور اسی سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ان کا مرکز تصور ذات باری نہیں تھا۔ اور نہ ہی مطالب کی پاکیزگی اور برگزیدگی ان کا منتہیٰ مقصود تھی۔ غرض حقیقت یہی ہے کہ پاکیزہ شاعری کے بہت کم نمونے اردو ادب میں ملتے ہیں۔ اور یہ حضور کے ادبی ذوق کی تکمیل کا ثبوت ہے کہ حضور ایدہ اللہ نے ایسے بلند پایہ مضامین کو شاعری کے ایسے بلند کامل اور شگفتہ سانچوں میں پیش فرمایا۔

خلاصہ کلام یہ کہ کلام محمود اپنے موضوع کی پاکیزگی صداقت۔ توانائی حیات پروری اور اپنے اسلوب کی سلاست اور شگفتگی کی وجہ سے۔ پرورش روح۔ تزکیہ اخلاق۔ تہذیب نفس نظر افروزی اور صحیح وجدانی انبساط کی تکمیل کے لئے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی سیرت کا آئینہ

کلام محمود کے مطالعہ کا دوسرا بہت بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ اس سے ہمیں "حیات محمود" کی تدوین و ترتیب کے لئے اور یہ جاننے کے واسطے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نصرت نظر کی گہرائی۔ وجدانی مشاہدہ کی رفعت واردات قلب کی تابانی۔ خیالات کی صداقت داخلی بے لوثی اور معتقدات کی پختگی کے کتنے بلند و بالا معیار پر قائم ہیں بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔ کیونکہ اشعار شعر کہنے والے کی سیرت و کردار کا آئینہ ہوتے ہیں۔ جن میں وہ معہ اپنی قلبی گہرائیوں اور داخلی دنیا کی واردات کے نظر آجاتا ہے۔ اشعار ہی سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔ کہ کن تخیلات و جذبات کی روشنی میں شاعر نے کائنات کا مطالعہ کیا۔ پہنائے عالم کے کن واقعات نے اس کے ذوق شعری کو اکسایا۔ اس کا دل و دماغ کن تاثرات و محسوسات کا گہوارہ بنا۔ اور اس کے بڑے بڑے کارناموں کے محرک کیا جذبات و عواطف ہیں بیشک ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جن کے اشعار کو ان کے احساسات اور جذبات سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا۔ وہ ان مضامین کو جو پہلے سے بندھتے چلے آئے ہیں زبان و بیان کے زور سے الفاظ و اسلوب کے تغیر کے ساتھ از سر نو باندھ دیتے ہیں درآں حالیکہ ان اشعار میں خود کہنے والے کے جذبات کا کوئی رنگ نہیں ہوتا۔ اور اس طرح وہ سیرت اور کردار کی تدوین میں کوئی حقیقی مدد نہیں دے سکتے۔ لیکن کلام محمود کو اس سے کوئی علاقہ نہیں کیونکہ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ یہ کلام آپ کے کردار کا آئینہ آپ کی زندگی کی روداد اور خود آپ پر گزری ہوئی کیفیتوں کا مرقع ہے۔ کیونکہ یہ قافیہ پیمائی گرمئ سخن اور شاعروں کی واہ واہ کے لئے نہیں کہا گیا۔ بلکہ شدید تاثرات کے غیر ارادی لمحوں کی پیداوار ہے۔ اور کلام کی بے ساختگی اور آمد اس پر شاہد ہے حضور خود فرماتے ہیں۔

"میں کسی نظم کو شاعری کے شوق میں نہیں کہتا ہوں بلکہ جب تک ایک خاص جوش پیدا نہ ہو نظم کہنا مکروہ سمجھتا ہوں۔ اس لئے درد دل سے نکلا ہوا کلام سمجھنا چاہیے بعض دفعہ نظم نامکمل صورت میں پیش کرنے سے میرا یہ مقصد ہے۔ تا لوگ دیکھیں کہ شاعری کو بطور پیشہ اختیار نہیں کیا گیا۔ بلکہ جب کبھی قلب پر خاص کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا اظہار کیا جاتا ہے اور پھر یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس کو مکمل بھی کیا جائے۔

چونکہ میں تکلف سے شعر نہیں کہتا ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہے۔ پڑھو اور غور کرو۔ خدا کرے۔ یہ درد بھرے کلمات کسی سعید روح کے لئے مفید و بابرکت ہوں۔"

ساڑھے اٹھارہ سو اشعار

ہر چند کہ شعری سرمایہ کچھ بہت زیادہ نہیں۔ اور کل مطبوعہ اشعار ساڑھے اٹھارہ سو کے قریب ہیں۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیے تھا۔ کیونکہ "شاعری کو بطور پیشہ نہیں اختیار کیا گیا۔" اور پھر آپ کی ذہنی و عملی اور قلبی جدوجہد کے اور بھی کئی میدان ہیں لیکن پھر بھی چونکہ انتہائی قلبی گہرائیوں سے نکلے ہوئے اشعار ہیں۔ اس لئے سیرت و کردار کے مطالعہ میں باوجود اتنی قلت کے بہت بڑی اہمیت رکھتے ہیں اور ان سے نہ صرف ہم سیرت و کردار کے مخفی پہلوؤں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ بلکہ چونکہ شعر کی ترقی نفسی عوائد و حسیات کی ترقی کے پہلو بہ پہلو رہا کرتی ہے اس لئے اس سے ہم اس پر عظمت وجود کے ذہنی ارتقا کا اندازہ بھی کر سکتے ہیں۔

ہمارے ملک میں شعرا کے دیوان عموماً ردیف وار شائع کئے جاتے ہیں جن میں ہم ردیف اشعار کو اکٹھا کر دیا جاتا ہے۔ خواہ اس سے ان کی زمانی ترتیب کتنی ہی تہ و بالا ہو کر کیوں نہ رہ جائے اس اسلوب سے دیوانوں کے شائع کرنے سے یہ نقصان ہوتا ہے۔ کہ کچھ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ اشعار کی زمانی ترتیب کیا ہے۔ اور کن مدارج سے گزر کر شاعر کے ذوق شعری کی تکمیل ہوئی۔ اور اس کے ذہنی ارتقا کا اندازہ کیا رہا۔ لیکن کلام محمود کا مجموعہ اس نقص سے پاک ہے اور اسکے قریباً تمام اشعار کی تاریخی ترتیب معلوم ہے۔

ایک تساہل کے ازالہ کی ضرورت

لیکن جہاں یہ خوشی کی بات ہے کہ تمام کلام کی تاریخی ترتیب معلوم ہے۔ وہاں ایک تساہل کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ مطبوعہ کلام محمود میں اس ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ اور اس کے ناشر نے جس جس طرح کلام ان کے ہاتھ لگا زمانی ترتیب کی پروا نہ کرتے ہوئے اسی طرح شائع کر دیا اور یہ نقص ۱۹۱۳ء سے لے کر جب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے کلام محمود کا سب سے پہلا مجموعہ شائع کیا۔ اب تک پایا جاتا ہے۔ اشاعت اول کے متعلق تو خود قاضی صاحب محترم کو اعتراف ہے۔ کہ "ترتیب کی نسبت کچھ خاص اہتمام نہیں کیا گیا۔ بس بدرو "تشحیذ" کے فائل اٹھائے اور نقل کروا دی۔"

لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے۔ کہ آخری مکمل اڈیشن جو شائع کیا گیا اور جس میں بہت حد تک تاریخی ترتیب کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے وہ بھی اسقام سے خالی نہیں۔ اسی طرح موجودہ ایڈیشنوں میں طباعت کی بعض غلطیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ کلام محمود کو تاریخی ترتیب کے ساتھ از سر نو مرتب کر کے نہایت خوبصورت اور شاندار طریق پر چھپوایا جائے۔

"الفضل" حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی شاعری پر اس رنگ میں یہ پہلی دفعہ عالمانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہمارے اہل قلم نوجوانوں کو چاہیئے کہ اس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اشعار کی خوبیاں بیان کرنے کی طرف توجہ کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا سفر یورپ اور اس کی برکات

کانفرنس مذاہب کی تحریک

آغاز ۱۹۲۳ء میں خلافت ثانیہ کا دسواں سال شروع ہونے والا تھا۔ میں دو سال مغربی افریقہ میں مغرب سے طلوع آفتاب کی سیاہ فام لوگوں کو بشارت سنا کر دوبارہ لنڈن پہونچ کر اونچے پلیٹ فارم سے مسیح موعود کا کشف رسول اللہ کی بشارت سنا کر لوگوں کو "اللہ کا وقت قریب ہے اس کا راستہ بناؤ" کا پیغام سنا رہا تھا۔ ادھر خدا کے فرشتے تحریک کر رہے تھے کہ کوئی ایسے سامان ہو جائیں کہ مغرب سے سورج نکلنے کی پیشگوئی آب و تاب سے پوری ہو۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۲۳ء میں نمائش کی تجاویز ہونے لگیں۔ اور ۱۹۲۴ء میں نمائش شروع ہو گئی۔ اور دنیا کے کل ممالک سے لوگ آنے لگے۔ اس نمائش کی تجاویز کے ساتھ آسمانی اثر نے مسٹر ولیم لافٹس سوشلسٹ لیڈر کے دل میں ڈالا کہ وہ نمائش کے دوران میں متعلقین نمائش کے ساتھ ایسا انتظام کریں۔ کہ دس روز تک کانفرنس مذاہب بھی منعقد ہو۔ اس تجویز کو مستشرقین نے پسند کیا۔ اور متعلقین نمائش نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ مگر کچھ فاصلہ کی وجہ سے اور کچھ دیگر سہولتوں کو مدنظر رکھ کر کانفرنس کی جگہ امپیریل انسٹی ٹیوٹ لنڈن مقرر ہوئی۔ اور ۲۲ ستمبر سے ۳ اکتوبر تک کانفرنس مذاہب کا وقت مقرر ہوا۔

کانفرنس کے انعقاد کا کس طرح علم ہوا

اگرچہ میں آغاز ۱۹۲۳ء سے ہی لنڈن میں تھا۔ مگر مجھے کانفرنس کی تجویز کا مطلق علم نہ ہوا۔ اور جب کمیٹی بن چکی مقررین تجویز ہو چکے۔ اور اخبار قریباً اس پر قبضہ کر بیٹھے۔ ۱۹۲۴ء کا نصف سے زیادہ حصہ گزر چکا۔ اس وقت ایک سوسائٹی میں برسبیل تذکرہ ایک خاتون نے ذکر کیا۔ اس پر میں نے جائنٹ سیکرٹری مس شارپلز ایم۔ اے سے ملاقات کی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ پروگرام بن چکا ہے۔ مرزا حسین علی ایرانی بہائیت کے پیرو قریباً کلیتہً کانفرنس مذاہب پر غالب آ رہے ہیں۔ لیڈی بلام فیلڈ بہائی خاص دلچسپی لے رہی ہیں۔ کینیڈا سے ایک یورپین بہائی کو خاص طور پر ایڈریس پڑھنے کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ اور شوقی آفندی صاحب رئیس بہائیین مکہ سے خود آ کر کانفرنس میں شامل ہونے والے ہیں۔ اور اسلام پر مضمون پڑھنے کے لئے خواجہ کمال الدین صاحب ہندوستان سے تشریف لا رہے ہیں۔ اور تصوف پر خواجہ صاحب کے صاحبزادے خواجہ نذیر احمد صاحب جو اس وقت ووکنگ کے امام تھے مضمون پڑھیں گے۔ یہ دیکھ کر میرا دل بیٹھنے لگا۔ اور اپنی لاپروائی اور کوتاہی پر نہیں بلکہ اس امر پر کہ ہم کو لنڈن میں دس سال ہو چکے تھے۔ مگر کس بےپرسی و بےبسی کا یہ عالم کہ ابھی تک نہایت اہم تحریکات کا بھی ہم کو علم نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی لوگ پروا کرتے ہیں۔ اور اکثر یہی سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کا اصل مرکز ووکنگ ہے۔ اور ارباب ووکنگ کی بھی ہر وقت یہی کوشش رہتی۔ کہ ہم کو ایک شاخ اور اپنے تئیں مرکز ظاہر کریں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو دعوت

مس شارپلز سے میری چند ملاقاتیں ہوئیں اور اس قابل خاتون نے احساس کر لیا۔ کہ احمدی جماعت کا نقطۂ نگاہ ضرور پیش ہو۔ اور کمیٹی میں میرا ذکر ہوا۔ اس پر ڈاکٹر آرنلڈ آنجہانی مصنف "دعوت اسلام" نے جو میرے قابل ذکر دوست تھے کمیٹی کو توجہ دلائی۔ کہ انتخاب مقررین میں مجھ سے مشورہ لیا جائے۔ چنانچہ وہ وقت آ گیا کہ مس شارپلز ہر امر پر مشورہ کرنے لگیں اور تصرف الٰہی تھا۔ کہ میں نے افریقہ سے آنے کے چند ماہ بعد مکان پر ٹیلیفون لگوا لیا تھا بالشافہ ڈائریکٹ ٹیلیفون پر روزانہ تبادلہ خیالات ہوتا تمام مجوزہ پروگرام پر نظر ثانی ہوئی ہندوازم کے نمائندہ پنڈت شیام شنکر ایم۔ اے اور بدھ مذہب کے زعیم ڈاکٹر ڈبلیو ڈی سلوا سیلونی کے نام نمائندہ احمدیت نے تجویز کئے۔ اور جناب مصطفےٰ خان صاحب غیر مبائع کے پرچہ کی نسبت اسی ذریعہ سے سہولتیں بہم پہونچائی گئیں۔ اور صوفی ازم پر حضرت صوفی حافظ روشن علی صاحب کا نام کمیٹی کے غور کے لئے احمدی مبلغ لنڈن نے لکھایا۔ مولوی حافظ صوفی روشن علی صاحب نقشبندی۔ سہروردی۔ قادری۔ شاذلی۔ کا نام دیکھ کر اور یہ معلوم کر کے کہ اگر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ اجازت دینگے تب حافظ صاحب آسکیں گے۔ سیکرٹری صاحبہ نے خواہش ظاہر کی۔ کہ کیا یہ ممکن ہے کہ تقدس مآب حضرت امام جماعت احمدیہ بنفس نفیس تشریف لاسکیں۔ مس شارپلز حضور کی آمد کے خیال سے بہت متاثر ہوئیں۔ اور کمیٹی میں جونہی یہ نام پیش ہوئے ڈاکٹر آرنلڈ اور پروفیسر مارگولیتھ نے احمدی نمائندہ لنڈن سے ذاتی تعارف اور اسلام سے واقفیت کے سبب خصوصیت سے اور تمام کمیٹی نے بالاتفاق نہایت خلوص اور محبت سے فیصلہ کیا۔ کہ ہز ہولی نس خلیفۃ المسیح کی خدمت میں کانفرنس میں شمولیت کی درخواست کی جائے۔ اور صوفی صاحب کو بھی ساتھ لانے کی گزارش پیش کی جائے اس طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں انگلستان کے سربرآوردہ مستشرقین کی طرف سے دعوت نامہ پیش ہوا۔

قادیان سے لنڈن میں آمد و مسعود

کارپردازان کانفرنس کی درخواست پر حضور نے جماعت سے مشورہ فرمایا۔ انگلستان کی جماعت سے بھی مشورہ کیا اور جماعت کی خواہش پر الٰہی نوشتوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا موعود خلیفہ حسب ذیل پروگرام کے مطابق شام کا موعودہ سفر کرتا ہوا باب اللہ پر پہونچا۔

روانگی قادیان	...	۱۲ جولائی ۱۹۲۴ء
بمبئی	.....	۱۵ "
قاہرہ	...	۲ اگست
مصر و شام	...	۲-۱۳ اگست
پورٹ سعید	...	۱۳ اگست
برنڈزی اٹلی	...	۱۶ اگست
روما	...	۱۷ اگست
لنڈن	.....	۲۲ اگست

اس طرح نہایت مصروف وقت گزارتے پیشگوئیوں کو پورا کرتے ہوئے مسجد بیت المقدس دمشق سے ہو پوپ کے مسکن میں اس کو دعوت اسلام دے بنائور مسولینی سے ملاقات فرما اصحاب کہف کی زیر زمین پناہ گاہیں دیکھ کر حضرت عمر ثانی خلیفہ مسیح موعود کا ایک ماہ دس روز کے بعد اپنے سفر تبلیغ کے مقاصد پورے کرتے ہوئے دارالحکومت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برطانیہ میں ورود مسعود ہوا:

تشہیر و شہرت

ادھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہندوستان سے اپنے قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے اُدھر اخبارات میں مسیح اور اس کے بارہ حواریوں کا ذکر شروع ہو گیا۔ ہماری کس مپرسی اور گمنامی کا اظہار اس مضمون کے ابتدائی حصص سے بخوبی ہوتا ہے۔ اور جب میں نے جناب شیلڈریک صاحب کو سیکرٹری رکھ کر انگلستان کے اخبارات اور ارباب سیاست کو باخبر کرنا چاہا تو مجھے دوسری مرتبہ (پہلی مرتبہ کا احساس لنڈن میں ایک کانفرنس سے لاعلمی پر تھا) اس کا پختہ احساس ہوا۔ کہ اس وقت تک ہماری کوئی مسلمہ حیثیت نہیں اخبار ڈیلی ایکسپریس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی آمد کی خبر دینی چاہی اس نے ووکنگ سے پوچھا۔ کہ یہ کون ہیں؟ اور ووکنگ نے اپنی شاخ اور معمولی لوگ کہہ کر ٹال دیا۔ مگر کام اس کا تھا۔ اور اسی کے نام اور اسلام کی شہرت تھی۔ اس لئے جب دعا کے بعد میں نے خود نیوز ایڈیٹر ڈیلی نیوز کو ٹیلیفون پر بلایا۔ اور احمدی جماعت کے مشن کا ووکنگ سے علیحدہ ہونا بتایا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی پوزیشن کو واضح کیا تو ایڈیٹر نے اس خبر کو لکھ لیا۔ اور حضور کا پورا نام ہز ہولی نس الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ

"His Holiness Alhaj Hazrat Mirza Bashirud Din Mahmad Ahmad Khalifatal Massiah Head of the Ahmadia Community."

دے کر خبر شائع کی۔ اس وقت یہ لطیفہ بھی ہوا کہ ایڈیٹر نے پوچھا۔ کیا یہ اتنا بڑا ایک نام ہے؟ میں نے کہا مشرق میں بڑے لوگوں کے بڑے نام ہوتے ہیں۔ یہ بفضلہ تعالےٰ بڑی کامیابی تھی۔ اور آئندہ تمام کام کی بنیاد اس پر تھی۔ جیسا کہ واقعات نے ظاہر کر دیا اس کے بعد سنٹرل نیوز ایجنسی Central news agency کے ذریعہ جس کی شاخیں تمام انگلستان میں ہیں اس خبر کی اشاعت کرادی گئی الحمد للہ کہ صبح ہوتے ہی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی آمد کی خبر کل انگلستان میں پھیل گئی۔ اور یہی واقعہ کل دنیا میں احمدیت کے کامیاب اور وسیع پراپیگنڈا کی بنیاد بن گیا۔ کیونکہ انگلستان میں پہلا تعارف مشکل ہوتا ہے۔ اور جب ہو جائے پھر معاملات آسان ہو جاتے ہیں۔ غرض اخبارات میں سلسلہ اشاعت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے سفر سے شروع ہو کر برابر ورود اور روانگی تک مصور غیر مصور روزانہ ہفتہ وار پریس میں نہایت کامیاب طور پر جاری رہا۔ اور ایسا کہ ایک متعصب رومن کیتھولک اخبار نے لکھا۔ کہ His Holiness کا استعمال اخبارات امام جماعت احمدیہ کے لئے کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ

"The whole of British press has been in-Trigured"

تمام برطانوی پریس سازش کا شکار ہو گیا ہے۔

پریس کے علاوہ حضور کی آمد سے قبل اور بعد میں نے دس ہزار سے زائد دو ورقہ ٹریکٹس شائع کئے۔ ایک کے ٹائیٹل پر یہ لکھا تھا۔

He is Comming
Who? وہ آرہے ہیں۔ کون؟
Read inside اندر پڑھو

دوسرے پر اسی طرح تھا۔

He has Come
Who? وہ آگئے ہیں۔ کون
Read inside اندر پڑھو

المختصر حضور کا لنڈن جلسے وہاں رہنے کام کرنے کی تشہیر سے احمدیت کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی۔

حضرت لنڈن میں

وکٹوریہ سٹیشن پر گو ۲۲ اگست ۱۹۲۴ء کو حضور وقت مقررہ ۳ بجکر ۲۰ منٹ کی بجائے ۷ بجے شام پہونچے۔ اور اس بڑے مجمع کو جو احباب شائقین اور نمائندگان پریس اخبارات مصور و غیر مصور و پردہ سینما فلمز پر مشتمل تھا مایوسی ہوئی تاہم میں نے احباب کے بڑے حصہ کو سٹیشن پر چائے پلانے کا انتظام کیا۔ اور اسی طرح شام کی گاڑی تک انتظار کیا گیا الحمد للہ کہ یہ ترکیب کارگر ہوئی اور ہم اپنے امام کو پرونق خوش آمدید کہنے میں کامیاب ہوئے۔ لنڈن پہونچنے پر عاجز نے حضور سے درخواست کی۔

Your Holiness!
I reqaest you to pray for this Benighted Country

حضور اس تاریک ملک کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو نور اسلام سے منور فرمائے۔ اس کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر ہمراہیوں سمیت دعا فرمائی اور لنڈن کا پروگرام شروع ہوا۔ جس کے بڑے حصے حسب ذیل تھے۔

۲۲ اگست۔ سینٹ پال کیتھیڈرل کے سامنے اور کوہ لڈ پر اور باب اللہ پر دعا اور چشمہ پنیں میں قیام

۲۲ اگست تا ۲۲ ستمبر۔ دار التبلیغ لنڈن کا معائنہ۔ انگلستان کے اخبارات کے نمائندوں سے ملاقات۔ مختلف ملاقاتیں برائٹن میں جنگ عظیم کے کشتگان کی یادگار بارہ دری پر جانا۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین میں پہلی انگریزی تقریر۔ پورٹ سمتھ میں تقریر اور وہاں مسجد بنانے کا خیال۔ شہید کابل مولوی نعمت اللہ خان کا غم اور اس کے متعلق احتجاجی جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر دلہلٹر ورمشیں اور دنیا بھر میں شور اشاعت احمدیت میں خون شہیداں کا خاص دخل۔

خوبصورتی وہ جو سر سے پاؤں تک ہو۔ پاؤں کی زینت کے محافظ
پیپلز بوٹ ہاؤس انارکلی لاہور
Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۳ ستمبر تا ۲ اکتوبر کانفرنس مذاہب اور اس کے متعلق مصروفیات پر جانا۔ ۳ اکتوبر تا ۲۴ اکتوبر لنڈن میں پہلی مسجد کی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ سے بنیاد اور سلسلہ احمدیہ کے یورپ میں کام کا نیا دور۔ روحانی فاتح انگلستان کا مادی فاتح انگلستان ولیم دی کانکرر کے اترنے کی جگہ پر جا کر دعا کرنا سلسلہ ملاقات و تبلیغ کا نہایت مصروف زمانہ سبز پگڑیوں کا ہمیشہ یاد رہنے والا نظارہ اور لورپول سٹریٹ سٹیشن سے حضرت کی روانگی اور ۲ ماہ دو دن کے نہایت شاندار کامیاب قیام لنڈن کے بعد پیرس کی نئی مسجد میں پہلی باجماعت نماز پڑھا کر مراجعت وطن۔

حضرت کے سفر اور لنڈن میں موجودگی کے اثرات

چونکہ ۱۹۲۴ء کے الفضل میں حضرت کے کل سفر کے مفصل حالات شائع ہو چکے ہیں۔ اس لئے جس طرح تمہید میں صرف میں نے وہ واقعات لکھے ہیں جو حوالۂ قلم ہو کر شائع نہیں ہوئے اسی طرح اب میں وہ اثرات لکھتا ہوں جو میرے تجربہ کی بناء پر اس سفر سے مترتب ہوئے۔

(۱) کانفرنس مذاہب۔ اگر حضور تشریف نہ لے جاتے تو کانفرنس پر جیسا تمہید کی عبارتوں سے ظاہر ہے بہائیوں اور غیر مبایعین کا اثر غالب ہوتا مگر حضور کی تشریف بری نے بجلی کا سا اثر کیا نہ بہائیوں کے رئیس شوقی آفندی کو حضور کے سامنے آنے کی جرأت ہوئی۔ اور نہ ہی غیر مبایعین کا کوئی اپنا نمائندہ اولو العزم محمود کی موجودگی میں بولنے کی ہمت کر سکا۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ ہر طرف ہر جگہ پریس و پبلک میں سفید پگڑی والے سادہ لباس والے تقدس مآب امام جماعت اور بارہ سبز پگڑیوں والے خدام کا ذکر تھا۔ اور جب کانفرنس پلیٹ فارم پر افریقہ امریکہ برلن۔ لنڈن کے مبلغین شامل ہوئے ڈیڑھ درجن قادیان والے جمع ہوئے۔ اور مغرب سے طلوع آفتاب کی صحیح تعبیر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اونچے پلیٹ فارم سے انگریزی میں مدلل تقریر کرنے سے عملاً ہو گئی۔ تو دشمنوں کی تمام مخالفانہ کوششوں پر پانی پھر گیا۔ اور مسیحیت و فتنہ بہائیہ جس نے بڑی شد و مد سے سر اٹھایا تھا ہمیشہ کے لئے اس کے فضل سے دب گیا۔ کیونکہ دنیا کو معلوم ہو گیا۔ کہ اسلام آگ اور تلوار نہیں۔ بلکہ احمدیت اسے بطور صلح و امن کے مذہب کے پیش کرتی ہے۔ اسی طرح مسیحیت کی غلط بیانی کا ازالہ۔ بہائیت کی عدم ضرورت کا احساس ہؤا۔ اور دو کنگ کی مرکزیت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور جس نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دیکھا اور سنا وہ اثر لئے بغیر نہ رہا۔ صدر جلسہ سر تھیوڈور ماریسن نے اپنے تئیں خوش قسمت سمجھا۔ کہ وہ اپنی زندگی میں اسلام کے اندر ایک امن پسند تحریک دیکھ سکے۔ مسیح کی آمد ثانی کے منتظرین نے اپنی امیدوں کو مادی صورت میں دیکھا۔ اور خدا سے محبت اور صداقت سے پیار رکھنے والوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ جلسہ کی شمولیت کو فخر سمجھا۔ اور میرے قریب بیٹھنے والی ایک معمر مذہبی تعلیم یافتہ خاتون نے حاضرین کے قلوب میں موجیں مارنے والے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا "لوتھر پھر سے آ گئے"۔ ان کے دل میں جوش کی آگ ہے۔ کانفرنس کے تفصیلی حالات مطبوعہ رپورٹ میں درج ہیں۔

شہید کابل

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دوران قیام لنڈن میں جس دوسرے واقعہ نے احمدیت کو دنیا کے سامنے ممتاز حیثیت سے لا کر کھڑا کر دیا۔ وہ شہید کابل حضرت مولانا نعمت اللہ کا واقعہ سنگساری تھا۔ لنڈن میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو شہادت کی خبر سفارت کابل کے عملہ سے پہلے پہونچی۔ اور برٹش و غیر ملکی پریس میں آنے سے قبل (جو دوسرے دن آ گئی تھی) نے اس کا اعلان ہائڈ پارک کے احمدیہ پلیٹ فارم سے اس غم کے ساتھ جو اس وقت ہم سب کو تھا کیا جس سے سفارت کابل اور حکومت کے حلقوں میں فوراً تشہیر ہو کر ایک خاص فضا پیدا ہو گئی

جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت میں مسٹر گارون ایڈیٹر شہرۂ آفاق اخبار ابزرور سے ملا۔ اور اٹالین مصنف کی کتاب سے حضرت عبد اللطیف شہید اول کا واقعہ سنگساری دکھایا تو موصوف نے واقعہ شہادت پر پُرزور نوٹ لکھا۔ اور پہلی شہادت کو مؤثر پیرایہ میں پیش کیا۔

بنیاد مسجد

تیسرا اور احمدیت کی تاریخ میں نہایت اہم واقعہ مسجد لنڈن کا سنگ بنیاد تھا۔ چار روز قبل حضرت نے ارادہ فرمایا۔ اور ایک رات میں وہ کتبہ جو اردو انگریزی میں حضرت کی تحریر سے فوٹو کے ذریعہ بڑا کر کے لگایا گیا۔ حضور کے مبلغ لنڈن (عاجز) نے تیار کرایا۔ جس پر حضور نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ مسجد کا افتتاح کیا ہؤا سلسلہ کی بڑی غرض اشاعت و حفاظت اسلام کا بڑا مقصد پورا ہؤا۔ مخالفین کو مسجد کی وجہ سے جو برتری تھی وہ باقی نہ رہی اور جیسا کہ حضور نے فرمایا سفر کی بڑی غرض پوری ہوئی۔ فرمایا "میں خیال کرتا ہوں کہ جن مقاصد کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ان ممالک میں بھیجا ہے۔ ان میں سے ایک لنڈن مسجد کی بنیاد رکھنا ہے۔

ایک برٹش خاتون نے ہم سے کہا "مسجد کا دیکھنا آپ کے مذہب کی نسبت ایک نہایت روشن اور اعلیٰ تصور سے جداگانہ خیال پیدا کرتا ہے۔ الحمد للہ کہ وہ آنسو جو عاجز نے ایک دفعہ ویسٹ منسٹر ایبے میں شوکت مسیحیت دیکھ کر بہائے اپنا رنگ لائے اور لنڈن میں خدا کا گھر امام جماعت احمدیہ کے ہاتھوں احمدی خواتین کے چندہ سے تیار ہؤا۔

غرض اللہ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا سفر یورپ ہر طرح بابرکت کیا اور جیسا کہ حضور نے خود فرمایا۔ "اب انگلستان میں احمدیت اس قدر مشہور ہو گئی ہے۔ کہ اگر کام کو اچھی طرح جاری رکھا جائے تو انشاء اللہ بہت

عبدالرحیم نیر

محض خیر خواہی مخلوق کے لئے ایک ضروری اعلان

فن طبابت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پایہ کی بلندی کا ایک عالم معترف ہے۔ اور ہمارے دواخانہ کے نگران و سرپرست قبلہ ام مولوی قطب الدین صاحب کے متعلق واقف کار اصحاب جانتے ہیں۔ کہ حضور نے انہیں اپنا شاگرد خاص اور کمپونڈر مقرر فرمایا ہؤا تھا۔ اور تمام نسخہ جات انہی سے تیار کراتے تھے۔ حضور کی وفات کے بعد مولوی صاحب قبلہ اسی جگہ پر مطب کر رہے ہیں۔ اور حضور سے حاصل کردہ علم اور تجربہ کی بناء پر پبلک کو فیض پہونچا رہے ہیں۔ آپ کے تیار کردہ مرکبات کی مانگ کافی سے زیادہ ہے۔ اوراق کے لئے اشتہار کی ضرورت اب تک کبھی محسوس نہیں کی گئی۔ لیکن اب بعض دوستوں کی خواہش کے مطابق آپ کی طبی قابلیت اور تجربہ کی فیض رسانی کے دائرہ کو وسیع کرنے کی غرض سے نہ کہ کسی ذاتی منفعت کی خاطر چند ایک کا اعلان کیا جاتا ہے۔ احباب حسب ضرورت طلب کریں۔ اور فائدہ اٹھائیں۔ (۱) اکسیر اعظم یعنی زر جام عشق یہ الہامی نسخہ ہے۔ جسم اور دماغ کی کمزوری کے لئے مستقل طور پر مفید ہے۔ قیمت [illegible] (۲) حب جدوار عنبری۔ یہ دماغ کی جملہ امراض پرانے زکام کے لئے اکسیر صفت ہے۔ قیمت [illegible] فی درجن (۳) حب زعفرانی۔ مستورات کے جملہ مخصوص امراض کے لئے بہترین دوا ہے۔ قیمت تیس خوراک [illegible] (۴) اکسیر لوکیسیر ہزارہا بیماروں پر تجربہ شدہ اور اس بیماری سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے قیمت [illegible] (۵) سفوف جدید معدہ اور انتڑیوں کی جملہ امراض کا واحد علاج ہے (۶) منجن جدید دانتوں کی جملہ امراض کا کامیاب علاج ہے۔ قیمت [illegible] بعض اور ادویہ بھی تیار کی گئی ہیں۔ جن کی اخبار میں اشاعت مناسب نہیں۔ مولوی حکیم قطب الدین صاحب کے طبی تجربہ کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "مولوی قطب الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے بہت پرانے شاگردوں میں سے ہیں۔ اور لمبا عرصہ آپ کے ساتھ انکے مطب میں کام کرتے رہے ہیں۔ اور یوں بھی انکا تجربہ طب میں چالیس سال کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں جن لوگوں کو حضرت خلیفہ اول کے طبی تجربہ پر اعتماد ہے وہ ان کے مشورہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں" دستخط مرزا محمود احمد

تصدیق۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا ادویہ حضرت حکیم الامت خلیفہ اول کے اکسیر تجربہ شدہ ہیں اور میری نگرانی میں تیار ہوتے ہیں۔ قطب الدین [illegible] قادیان [illegible] محمد اسمٰعیل اینڈ سنز [illegible] قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترقی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہدِ مبارک میں

مری ہر پیشگوئی خود بنا دی ۔ تری نسلاً بعیداً بھی دکھا دی
بابرگ و بار ہوویں۔ اک سے ہزار ہوویں ۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاں دشمنانِ حق کی ناکامی۔ نامرادی۔ اور تباہی کی قبل از وقت بذریعہ وحی خبریں دیں۔ وہاں جماعت کی ترقی کے علاوہ آپ کے خاندان کی ترقی کی بھی خاص بشارتیں نازل فرمائیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خوانین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور برکت دوں گا۔ گو بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی" (تذکرہ صفحہ ۱۴۲-۱۴۳) پھر فرمایا "تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے۔ عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہونچائے گا" (صفحہ ۱۴۳) پھر فرمایا۔ تری نسلاً بعیداً۔ یعنی تم دور کی نسل بھی دیکھ لو گے" (تذکرہ صفحہ ۳۴۹-۳۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے۔ اشکر نعمتی رایت خدیجتی۔ میرا شکر کر۔ کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔ "یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس رشتہ کی طرف تھی۔ جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا..... اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے" (تذکرہ صفحہ ۳۵)

ان الہامات سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی نسل کے نہ صرف کثرت سے بڑھنے کی بشارت دی ہے۔ بلکہ اسے ایک مبارک نسل قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے اس فضل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد	بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد	مری اولاد سب تری عطا ہے
کہاں ہرگز نہیں ہو سکتے یہ برباد	بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد	یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہے
خبر تو نے یہ مجھ کو بارہا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی	یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے	یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے	فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدا تعالیٰ کا یہ فضل خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جس شان کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ اس کا مختصر ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:۔

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ترقی نسل کی بشارتیں جس وقت دیں۔ اس وقت آپ کے صرف دو بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب۔ اور مرزا فضل احمد صاحب تھے۔ اور وہ بھی عیلحدگی اختیار کئے ہوئے تھے۔ گو حضور علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کے خاندان کے افراد کی تعداد سولہ تک پہونچ چکی تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہدِ مبارک میں آپ کے خاندان کو خاص ترقی بخشی۔ جیسا کہ ذیل کے بیان سے ظاہر ہے۔

اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدا ہونے والی اولاد کی کل تعداد بانوے ۹۲ اور زندہ اولاد کی تعداد ۷۳ ہے۔ (اطال اللہ اعمارھم) بعض بچے جو نام رکھے جانے سے پیشتر ہی فوت ہو گئے ہیں۔ ان کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اولاد کی تعداد ۲۶ ہے۔ یعنی ۱۳ صاحبزادے۔ ۹ صاحبزادیاں۔ ۲ پوتے۔ ۱ نواسی اور ۱ نواسہ۔ اللھم زد فزد۔ ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپ کی ذریت	صاحب۔ (غالباً ۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۳۱ء میں انتقال فرمایا۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے)	۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۴ء میں فوت ہوئے)
	۲۔ مرزا فضل احمد صاحب (غالباً	از حضرت ام المومنین علیہا السلام
از حرم اوّل ۔ ۱۔ حضرت مرزا سلطان احمد		سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ

مدظلہا العالی۔ ۳۔ سیدہ عصمت صاحبہ (۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئیں۔ اور ۱۸۹۱ء میں وفات پائی)

۴۔ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب المعروف بشیر اوّل۔ (۷ اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پائی)

۵۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ (سیدنا حضرت امیر المومنین۔ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

۶۔ سیدہ شوکت صاحبہ (۱۸۹۱ء میں پیدا ہو کر ۱۸۹۲ء میں وفات پائی)

۷۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔

۸۔ حضرت مرزا شریف صاحب۔

۹۔ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔

۱۰۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (۱۸۹۹ء میں پیدا ہو کر ۱۹۰۷ء میں یعنی آٹھ برس اور چند ماہ کی عمر میں وفات پائی)

۱۱۔ سیدہ امۃ النصیر صاحبہ (۱۹۰۳ء میں پیدا ہو کر اسی سال وفات پائی)

۱۲۔ سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔

پوتے اور پوتیاں

۱۔ جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے۔ آئی۔ اے۔ سی۔

۲۔ مرزا رشید احمد صاحب۔ ابناء حضرت مرزا سلطان احمد صاحب۔

۳۔ صاحبزادہ مرزا نصیر احمد صاحب ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ (۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ اور بعمر چھ ماہ وفات پائی)

۴۔ صاحبزادی امۃ السلام بیگم صاحبہ بنت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اولاد

(الف) از حرم اوّل سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۔ صاحبزادہ مرزا نصیر احمد صاحب۔ (چھ ماہ کی عمر میں وفات پائی)

۲۔ صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب مولوی فاضل۔ بی۔ اے۔ پنجاب۔ بی۔ اے آکسن۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳۔ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ۔ امتحان مولوی پاس کرنے کے علاوہ ایف اے تک تعلیم۔

۴۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مولوی فاضل۔ بی اے۔

۵۔ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایف۔ ایس۔ سی کرنے کے بعد میڈیکل کالج کے تھرڈ ایر میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۶۔ سیدہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ۔ (بعمر دو سال وفات پائی)

۷۔ سیدہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ (بعمر ۲۰۔ یوم وفات پائی)

۸۔ سیدہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ ادیب تک تعلیم حاصل کر کے دینیات درجہ ثالثہ میں پڑھتی ہیں۔

۹۔ صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب (بعمر تین ماہ وفات پائی)

۱۰۔ صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب

۱۱۔ صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب

۱۲۔ صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب

۱۳۔ صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب

(ب) از حرم ثانی سیدہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا۔ بنت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۴ء میں وفات پائی۔ اور مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئیں۔)

۱۴۔ سیدہ امۃ القیوم بیگم صاحبہ۔ ادیب عالم۔ اور انگریزی میں میٹرک تک

۱۵۔ سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ ادیب تک تعلیم پائی ہے۔ اب درجہ ثالثہ دینیات میں پڑھتی ہیں۔

۱۶۔ صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب

(ج) از حرم ثالث سیدہ مریم بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۷۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (بعمر آٹھ ماہ وفات پائی)

۱۸۔ سیدہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ۔

۱۹۔ سیدہ امۃ الباسط بیگم صاحبہ۔

۲۰۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔

۲۱۔ صاحبزادہ مرزا اطہر احمد صاحب۔ (بعمر ساڑھے تین ماہ وفات پائی)

۲۲۔ سیدہ امۃ الجلیل بیگم صاحبہ۔

(د) از حرم رابع سیدہ سارہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری۔ (۱۲ مئی ۱۹۳۳ء میں وفات پائی۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں)

۲۳۔ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب

۲۴۔ سیدہ امۃ النصیر بیگم صاحبہ۔

۲۵۔ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب۔

(ہ) از حرم خامس سیدہ عزیزہ بیگم صاحبہ بنت حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف جمال صاحب آف جدہ۔

۲۶۔ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

۲۷۔ صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب

(و) از حرم سادس سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ۔ بنت حضرات میر محمد اسمٰعیل صاحب (بی۔ اے کی طیاری کر رہی ہیں)

۲۸۔ سیدہ امۃ المتین صاحبہ۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے پوتے

۱۔ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ابن صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب

۲۔ صاحبزادہ مرزا منیب احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب۔

۲۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی اولاد

۱۔ سیدہ امۃ السلام بیگم صاحبہ۔ (امتحان مولوی پاس جس میں پنجاب بھر میں اول رہیں۔ اور انگریزی میں الف اے)

۲۔ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب (۱۹۱۰ء میں بعمر اڑھائی ماہ وفات پائی)

۳۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آئی۔ سی۔ ایس۔ بی۔ اے پنجاب۔ بی اے آنرز لندن۔

۴۔ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب ایف۔ اے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۵۔ سیدہ امۃ المجید بیگم صاحبہ۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ نیز امتحان ادیب پاس۔ جس میں سارے پنجاب میں اول رہیں

۶۔ صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ایف اے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۷۔ صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب (۱۹۲۱ء میں بعمر سوا سال وفات پائی)

۸۔ صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب ایف۔ اے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں

۹۔ صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب اس سال انٹرنس کا امتحان دینا ہے۔

۱۰۔ سیدہ امۃ المجید بیگم صاحبہ

۱۱۔ سیدہ امۃ اللطیف بیگم صاحبہ

۳۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی اولاد

۱۔ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب انڈر گریجوایٹ۔

۲۔ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لاء

۳۔ صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب لیفٹننٹ۔ انٹرنس پاس۔

۴۔ سیدہ امۃ الودود بیگم صاحبہ۔ بی۔ اے کی تیاری کر رہی ہیں۔

۵۔ سیدہ امۃ الباری بیگم صاحبہ

۶۔ صاحبزادہ مرزا فاروق احمد صاحب (بعمر اڑھائی سال وفات پائی)

۷۔ سیدہ امۃ الوحید بیگم صاحبہ۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کا پوتا۔ پوتی

۱۔ سیدہ امۃ الرؤف بیگم صاحبہ

۲۔ صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب ابناء صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

۴۔ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

بیگم حضرت نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی اولاد

۱۔ خان محمد احمد خان صاحب ایف اے۔

۲۔ صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ۔ ادیب عالم۔ میٹرک (انگلش)

۳۔ خان مسعود احمد خان صاحب۔ بی اے۔

۴۔ صاحبزادی مسعودہ بیگم صاحبہ۔ (بعمر ۴ سال وفات پائی)

۵۔ صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ میٹرک

۶۔ صاحبزادی مسعودہ بیگم صاحبہ (بعمر ۱۱۔ روز وفات پائی)

۷۔ صاحبزادی آصفہ مسعودہ بیگم صاحبہ

سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا پوتا پوتی

۱۔ خان حامد احمد خان صاحب۔

۲۔ صاحبزادی راشدہ بیگم صاحبہ ابنا خان محمد احمد خان صاحب۔

۵۔ سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ

بیگم جناب خان صاحب محمد عبداللہ خان صاحب کی اولاد

۱۔ صاحبزادی طیبہ بیگم صاحبہ ایف اے

۲۔ خان عباس احمد خان صاحب۔ (بی اے میں تعلیم پا رہے ہیں)

۳۔ صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحبہ

۴۔ صاحبزادی زکیہ بیگم صاحبہ

۵۔ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ۔

۶۔ صاحبزادی شاہدہ بیگم صاحبہ۔

۷۔ خان حامد احمد خان صاحب۔

۶۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد

۱۔ جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے۔ ای۔ اے۔ سی

۲۔ جناب مرزا رشید احمد صاحب۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے پوتے پوتیاں

جناب مرزا عزیز احمد صاحب کی اولاد

۱۔ مرزا سعید احمد صاحب۔ (بی اے کے بعد لنڈن میں بیرسٹری کی تعلیم پانے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ کہ ۱۳۔ جنوری ۱۹۳۸ء بعمر ۲۵ سال انتقال کیا)

۲۔ صاحبزادی نصیرہ بیگم صاحبہ۔ (میٹرک)

۳۔ مرزا مبارک احمد صاحب۔ (ایف اے میں تعلیم پا رہے ہیں)

۴۔ مرزا خورشید احمد صاحب۔

۵۔ صاحبزادی ریحانہ بیگم صاحبہ۔

۶۔ مرزا سعید احمد صاحب۔

جناب مرزا رشید احمد صاحب کی اولاد:۔

۷۔ قدسیہ بیگم صاحبہ۔

۸۔ مرزا نسیم احمد صاحب۔

۹۔ صبیحہ بیگم صاحبہ۔

۱۰۔ آصفہ بیگم صاحبہ

۱۱۔ انیسہ بیگم صاحبہ۔

۱۲۔ مرزا سلیم احمد صاحب۔

خاکسار سید احمد علی مسیاکوٹی۔ مولوی فاضل کارکن ادارۂ الفضل

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ ایسی نعمت اگر حاصل کرنا چاہیں۔ تو "الفضل" کا خطبہ نمبر ضرور پڑھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافتِ ثانیہ کے عہد میں رونما ہونے والے دو بہت بڑے فتنے

اور

اُن کا عبرتناک انجام

(۱) غیر مبایعین کا فتنہ کیونکر اٹھا اور کس طرح ناکام ہوا

حضرت خلیفۂ اول رضؓ کی وفات اور جماعت احمدیہ پر ابتلا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اور حضرت مولانا نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت پر چھ سال تھا کہ جمعہ کے روز ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو احمدیت کی کشتی کے ناخدا اور احمدی قوم کے پیشوا نورالدین اعظم کو خدا تعالےٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ اس وقت دشمنوں نے یقین کر لیا۔ کہ اب اس قوم کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اور یہ دنیا کی دیگر انجمنوں کی طرح ایک انجمن بن کر رہ جائے گی۔ لوگ کہتے تھے کہ نورالدین بزرگ تھا دانا اور زیرک تھا تجربہ کار تھا۔ اس نے جماعت کو قائم رکھا ہوا تھا۔ اب کون ہے جو اس سلسلہ کا نگہبان ہوگا؟ ایسا کہنے والے لوگوں کی نظر اس خدا پر نہ تھی۔ جس نے اس سلسلہ کو جاری کیا ہے۔ وہی اس کا محافظ و نگران تھا اور رہے گا۔

حضرت مولانا نورالدین اعظم کی وفات کے سانحہ پر جماعت کے لئے ایک اور ابتلاء درپیش تھا۔ کیونکہ الٰہی نوشتہ کے مطابق یہی وہ ساعت تھی۔ جب بعض چھوٹے بڑے کئے جانے والے تھے اور بعض بڑے چھوٹے بننے والے تھے چنانچہ عین اسی وقت جبکہ افراد جماعت اپنے محبوب پیشوا کی مفارقت پر حزین و افسردہ تھے۔ ان کے قلوب مجروح تھے مولوی محمد علی صاحب نے ایک ٹریکٹ جسے پہلے سے چھپوا کر رکھا ہوا تھا شائع کر دیا۔ جس میں احمدی جماعت سے کہا گیا کہ آئندہ خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کیوں نہ کی۔ بہرحال خلیفۂ اول کی وفات اور خلیفۂ دوم کے انتخاب پر جماعت کا ایک حصہ مرکز سلسلہ سے الگ ہو گیا۔ انہوں نے چونکہ خلیفۂ ثانی کی بیعت نہ کی۔ اس لئے غیر مبایعین کہلائے۔ انہوں نے آناً فاناً قادیان کو چھوڑ کر لاہور احمدیہ بلڈنگس میں ڈیرا جما لیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب ان کے "امیر" بن گئے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق تحقیر آمیز لہجہ میں لکھا کرتے تھے۔ کہ

"جس کو ابھی مشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔"

(پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء)

بلاشبہ غیر مبایعین کا فتنہ خطرناک فتنہ تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کو اس کے بُرے اثرات سے محفوظ رکھا۔ اور اپنے قائم کردہ خلیفہ کی تائید و نصرت فرما کر فتنہ پردازوں کو مایوس اور ناکام کر دیا۔ اور دشمنانِ سلسلہ کو بتلا دیا کہ اللہ تعالےٰ ہی اس سلسلہ کا حامی اور اس جماعت کا محافظ ہے۔

از جناب مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری

اگر کوئی امیر ہو بھی تو اس کی بیعت کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی وہ صدر انجمن کا مطاع ہوگا۔ بلکہ وہ ان کے مشورہ کے ماتحت چلنے والا ہوگا وغیرہ۔ مولوی محمد علی صاحب بے شک بڑے آدمی تھے۔ لیکن ان کا یہ فتنہ جماعت احمدیہ کی تنظیم کی جڑوں پر خطرناک تبر تھا خلافت کو مٹانے کے لئے ناپاک کوشش تھی۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا۔ کہ بقول ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب یا مولوی محمد علی صاحب کے خلیفہ بننے کا امکان نہ رہا تھا سچ مچ اگر یہی وجہ نہ تھی۔ تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی چھ برس تک "خلیفۂ اول" کو کیوں خلیفۃ المسیح مانتے رہے؟ اور پھر انہوں نے اپنے اس جدید نظریہ کا اظہار اور اس کی اشاعت حضرت

آج اس ماجرا پر ربع صدی بیت چکی ہے۔ آج غیر مبایعین کی حالت اور جماعت احمدیہ کی عظمت و شوکت کا کوئی مقابلہ نہیں۔ آج تو پرانے اژدہا کی کچلیاں کچلی جا چکی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے انہیں مزقناھم کل ممزق کا مصداق بنا دیا ہے۔ آج تو وہ خود اپنی قلت کے معترف ہیں۔ مگر ذرا ان کے اخبار کے پہلے سال کے فائل پر نظر ڈالیں۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ لوگ کس طرح

مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام اور غیر مبایعین

غیر مبایعین نے نظام سلسلہ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے بعد ازاں نبوت اور کفر و اسلام کے مسئلہ کو آڑ بنانے کی بھی کوشش کی۔ اور اب پچیس سال کے پے در پے تکرار کے نتیجہ میں غیر مبایعین ان مسائل میں بھی بہت

منشی منشی عالم۔ منشی فاضل
ادیب۔ ادیب عالم۔ ادیب فاضل کی کتابیں رعائتی قیمت پر مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کریں:

۱۹۴۱ء
بابت سنہ

میسرز منشی فاضل
کے لئے سیکنڈ ہینڈ عمدہ حالت میں کتابیں مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کریں فہرست کتب مفت

ملنے کا پتہ:۔ ملک نذیر احمد مالک تاج بک ڈپو موہن لعل روڈ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدل چکے ہیں۔ ورنہ ابتداءً ایسی بات نہ تھی۔ مولوی محمد علی صاحب خود جانتے تھے کہ:۔ (الف) وہ ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں عدالت گورداسپور میں بمقدمہ مولوی کرم الدین صاحب حلفیہ بیان دے چکے ہیں۔ کہ:۔

"مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے۔ اور اس کے مرید اس کو دعوے میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں۔ اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں"۔

گویا چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعی نبوت ہیں۔ اور مولوی کرم دین حضور کا مکذب ہے۔ اس لئے اس پر لفظ کذاب کا اطلاق جائز ہے۔ اور یہی امر زیر بحث تھا۔

(ب) خود مولوی صاحب زمانہ ادارت ریویو میں بیسیوں مرتبہ حضرت اقدس کو نبی لکھ چکے تھے۔ ان کا مشہور فقرہ ہے

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہندوستان کے مقدس نبی ہیں"۔

(ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۶)

(ج) خواجہ غلام الثقلین نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر کہا تھا۔ کہ اب جماعت احمدیہ مرزا صاحب کو چھوڑ کر عام مسلمانوں میں مل جائے گی۔ اس پر جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب دیا گیا:۔

"مسئلہ ہر ایک احمدی اس عقیدہ پر قائم ہے۔ کہ مبارک و مطہر و مقدس وجود جسے لوگ مرزا قادیانی کہتے تھے خدا کا برگزیدہ نبی ہے۔ وہ واقعی بروز مصطفےٰ ہے۔ وہ حبیب کبریا ہے۔ وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے۔ ..... یہ مت کہو کہ مرزا وفات پا گیا تو اس کے خیالات بھی مر چکے ہرگز نہیں"۔

(اخبار بدر ۱۸ جون ۱۹۰۸ء)

(د) مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی حلفیہ اعلان کر چکے ہیں۔

"ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ببرعیدان میں کرتے ہیں۔ اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے"۔

(پیغام صلح، ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

(ذ) اسی طرح مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا دوسرا حلفیہ اعلان شائع ہو چکا ہے۔ کہ:۔

"ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم دیدہ دانستہ کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی اس کے بعد ہم اس کے خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کو بھی سچا پیشوا سمجھتے ہیں"۔

(پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

(ر) حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود ہیں۔ جب کوئی نبی آیا۔ اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے؟ ایسا پیچ کرنی اور بات ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے کفر ایمان اور شرک کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پہلے نبی آتے رہے ان کے وقت میں دو ہی قومیں تھیں ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ تمہیں پیدا ہوا اور کوئی سوال اٹھا۔ کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں۔ جواب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں ..... غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں۔ حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں۔ اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ برتتے تو بخاری (مسلم) کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے۔ جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔ اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے ..... ایسا صاف مسئلہ ہے مگر نکے لوگ اس میں بھی جھگڑتے رہتے ہیں"۔ (اخبار بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

ایسے ہی بیسیوں حوالجات کے باوجود مولوی محمد علی صاحب کا اپنی بغاوت کے لئے نبوت و کفر منکرین کو پیر بنانا ذرا مشکل تھا تاہم وہ سر کتے سر کتے انکار نبوت مسیح موعود اور اسلام منکرین مسیح موعود کے عقیدہ تک جا پہونچے۔ پہلے پہل کفر و اسلام کو محض غیر احمدیوں کی ہمدردی کے حصول کے لئے تراشا گیا تھا۔

اصل اختلاف خلافت کے متعلق تھا

غیر مبایعین کے لٹریچر پر غائر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اور غیر مبایعین میں اصل موجب نزاع صرف یہ امر تھا۔ کہ آیا خلیفہ ثانی صدر انجمن کا مطاع ہونا چاہیئے یا نہیں۔ بے شک غیر مبایعین نے مختلف اطوار بدلے۔ کبھی نبوت کو اصل مابہ النزاع کہا اور کبھی کفر و اسلام کو بنیاد اختلاف بتلایا۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ اصل بنیاد خلیفہ کو واجب الاطاعت ماننے یا نہ ماننے کا مسئلہ تھا۔ ورنہ خود غیر مبایعین انشقاق کے باوجود جلی حروف میں لکھا کرتے تھے کہ "ہم ایک نبی کے سلسلہ کے ممبر ہیں"۔ (پیغام صلح ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء) میں اپنے مندرجہ بالا دعوے کے ثبوت میں غیر مبایعین کے ہی دو حوالجات پیش کرتا ہوں۔

(ا) ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو لاہور میں غیر مبایعین کے "اہل الرائے اصحاب" کی پہلی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ جس کا دوسرا ریزولیوشن حسب ذیل ہے۔

"صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں۔ کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں۔ یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کریں۔ لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کا ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیئے ہیں۔ اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی دست اندازی کرے"۔

(ضمیمہ پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۲)

(۲) مولوی محمد علی صاحب نے لکھا۔

"جس چیز کو خلافت کا بلند نام دیا جاتا ہے۔ اسے ہم پہلے دن سے بدترین قسم کی پیر پرستی سمجھتے اور کہتے رہے ہیں ..... اصل بات یہ ہے جسے میں آج صاف کر کے اپنی جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ کہ خلافت کا مسئلہ قادیان کا مرکزی مسئلہ ہے"۔

(پیغام صلح ۱۸ اگست ۱۹۳۷ء)

ان حوالجات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل اختلاف خلافت کے متعلق تھا۔ غیر مبایعین حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنا امیر ماننے کے لئے تیار تھے۔ بشرطیکہ امیر صدر انجمن کا تابع ہو۔ اور انہیں اس کی بیعت نہ کرنی پڑے۔

اگر غیر مبایعین کی مجوزہ شرائط کو تسلیم کر لیا جاتا تو انہیں خلیفہ کے ماننے میں عذر نہ تھا۔ اس وقت نہ نبوت کا مسئلہ روک بنتا نہ کفر و اسلام کا جھگڑا سد راہ ہوتا۔ اور نہ ان کے ایجاد کرنے کی ضرورت تھی۔ ان کی ترساری نارائنگی اس لئے تھی۔ کہ "لوگوں سے ایک ایسا خلیفہ بنانے کے لئے دستخط لئے جا رہے ہیں جو کسی شرط کا پابند نہ ہو۔ اور جو کہ انجمن پر قطعی حکومت رکھتا ہو"۔

(پیغام صلح ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء)

مولوی محمد علی صاحب و اکابر غیر مبایعین "ایک نہایت ضروری اعلان" کے ماتحت لکھتے ہیں۔ "اس امر کو ہم واضح طور پر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم اس امر کے خلاف نہیں کہ جماعت احمدیہ میں کوئی امیر مقرر ہو مگر وہ شوریٰ سے ہونا چاہیئے تھا"۔ (پیغام صلح ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء)

پھر لکھا ہے۔

"حضرت مسیح موعود انجمن کو ساری قوم کا مطاع مقرر کر کے امیر کے لئے ہمیشہ کے لئے خاص پابندیاں لگا جائیں"۔

(پیغام صلح ۲۶ مارچ ۱۹۱۴ء)

خلاصہ یہ کہ غیر مبایعین چاہتے تھے کہ خلیفہ دوم کا انتخاب مشروط ہو۔ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخر ایک مجمع عام میں پتھر مار مار کر شہید کر دیا گیا آپ کی شہادت کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کابل کے سرکاری اخبار "حقیقت" نے لکھا۔ کہ:۔ "ایں جدا بر اقرارہائے باطلہ خویش ایستادہ بود و تا حین ہلاک تائب نہ شد" یعنی وہ مرنے کے وقت تک اپنے عقائد پر پوری مضبوطی کے ساتھ قائم رہا۔ اس جوانمرد نے شہادت سے چند روز قبل جیل خانہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور ایک خط بھیجا جس میں لکھا۔ کہ "میرے احمدی بھائی آگاہ رہیں۔ کہ خاکسار کی موت سے نہ ڈریں۔ اس وقت آزادی کی نسبت قید خانہ میں ہزارہا درجہ زیادہ لذت حاصل ہو رہی ہے۔ اور خدا تعالےٰ سے امید رکھتا ہوں۔ کہ موت سے مجھے کروڑہا درجہ زیادہ لذت حاصل ہوگی"۔ چنانچہ ان کی یہ خواہش خدا تعالےٰ نے قبول فرمائی۔ اور شہادت کا درجہ عطا کیا۔

مولوی عبدالحلیم صاحب اور قاری نور علی صاحب

اس کے بعد اس ظالم و سفاک حکومت نے جس کا تختہ خدا تعالےٰ نے جلد ہی الٹ دیا اور امان اللہ کو خائب و خاسر ہو کر جلاوطن ہونا پڑا۔ ۱۰۔ فروری ۱۹۲۵ء کو پھر دو اور احمدیوں یعنی مولوی عبدالحلیم صاحب اور قاری نور علی صاحب کو کابل میں سنگسار کر کے شہید کر دیا۔ ان دونوں نے بھی نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ اپنے ایمان کی حفاظت کی۔ اور جان دے کر اسے محفوظ رکھا۔

صاحبزادہ محمد سعید جان صاحب اور صاحبزادہ محمد عمر جان صاحب کے متعلق واقعات

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت دنیا سے مخفی نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں رونما ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد خلافت ثانیہ کے عہد میں صاحبزادہ صاحب موصوف کے دو فرزندان صاحبزادہ محمد سعید جان صاحب اور صاحبزادہ محمد عمر جان صاحب کو حکومت افغانستان نے جیل میں ڈال دیا۔ محض اس وجہ سے کہ وہ احمدی تھے۔ اور حکومت کے منشار کے مطابق جادۂ صداقت سے منحرف ہونے کے لئے تیار نہ تھے۔ ان دونوں کو سال بھر جیل میں رکھا۔ اور اس دوران میں ایسی سختیاں ان پر کی گئیں۔ کہ ان کی صحت بالکل خراب ہو گئی۔ اور ایک سال کے بعد جب ان کو رہا کیا گیا۔ تو جیل خانہ کی مصیبتوں میں مبتلا تھے۔ اور اسی سے وفات پا گئے۔ ان کو بھی ان شہیدوں میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے سرزمین کابل میں شہادت پائی۔

شہزادہ عبدالمجید صاحب شہید

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہد مبارک کے ایک اور شہید صاحبزادہ عبدالمجید صاحب ہیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے تھے بیعت میں ان کا نمبر غالباً نواں ہے آپ شاہ شجاع کی نسل سے تھے۔ نہایت متوکل بزرگ تھے آپ نے اپنا جدی مکان فروخت کیا۔ اور کچھ روپیہ پاس تھا۔ اس لئے آپ نے اپنے خرچ پر تبلیغ کے لئے اپنی خدمات پیش کیں اس وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ آپ کو بھیج نہ سکے۔ لیکن جب ۱۹۲۴ء میں بھیجا تو اس وقت وہ روپیہ خرچ ہو چکا تھا۔ مگر آپ نے اس کا ذکر کسی سے نہ کیا۔ اور توکلاً علی اللہ چلے گئے۔ وہاں اللہ تعالےٰ کے فضل سے انہیں کامیابی ہوئی۔ اسی جہاد میں آپ نے اپنی زندگی ختم کر دی۔ آپ کو جس وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس خدمت کے لئے منتخب فرمایا۔ تو آپ کافی عمر کے تھے۔ لیکن پھر بھی نہایت شوق کے ساتھ اپنے مقدس امام کی آواز پر لبیک کہا۔ بلکہ اس انتخاب کے بعد آپ نے خاص طور پر سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو وسمہ لگانا اور غذا میں گھی کا استعمال بالخصوص شروع کر دیا۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ آپ کی زیادہ عمر اور کمزور صحت کو دیکھ کر یہ تجویز منسوخ کر دی جائے۔ آپ یکم رمضان ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۲۸ء کو ایران میں انتقال فرما گئے۔ اور اس طرح درجہ شہادت حاصل کیا آپ دس یوم وہاں بیمار رہے۔ پہلے ہلکا بخار تھا۔ مگر آخری تین روز زیادہ تیز ہو گیا۔ اور اسی میں وفات واقع ہو گئی۔

ان کے علاوہ افغانستان کے ایک علاقہ کوہ سفید میں ایک معزز خاندان کے فرد سید سلطان صاحب اس علاقہ کے زبردست عالم احمدی تھے۔ اور ان کے بھائی سید حکیم بھی احمدی تھے۔ جنہیں اس علاقہ کے ظالم و سفاک گورنر نے محض احمدیت

بے کاری دور کرنیوالی کتابیں

خوبصورتی کی اشیاء خوشبودار تیل عطر۔ کریم۔ پومیڈ بنانا ۱/-/-
ہیروزگاری کا علاج۔ روپیہ کمانے کی ۱۲۵ سکیمیں ۱۲ر
عطر سازگائدھی۔ خوشبودار عطر تیل بنانا ۱۲ر
مشیر معاش۔ بیکار دنوں اشیاء بنا کر روپیہ پیدا کرنا ۱۲ر
بیکری۔ کنفکشنری۔ انگریزی مٹھائیاں۔ بند۔ ڈبل روٹی۔ کیک۔ بسکٹ شیرینبند بنانے پر عملی کتاب } ۱/-/-
کھلونہ سازی۔ یورپ و امریکہ کی طرح کھلونے بنانا ۶ر
گلوکاری۔ کیڑے سینے و کاٹنے پر مفید کتاب ۸ر
رہبر و رہنمائی کٹائی سلائی پر بہترین کتاب ۱/۸/-
مکمل کھڑکی سازی۔ رسٹ واچ۔ پالش واچ۔ مرمت کرنا ۱/۸/-
دباغت۔ جیسیری۔ بالدار کھال و چمڑا رنگنا ۶ر
مٹی کے برتنوں پر کانچ چڑھانا عملی کتاب ۸ر
ہر قسم رنگریزی۔ کپڑے سوت۔ ریشم۔ اون رنگنے و ڈرائی کلیننگ پر اعلیٰ کتاب۔ پسند نہ آنے پر قیمت واپس } ۱/۸/-
نوٹو گرافی۔ کیمرہ سے فوٹو بنانا و روپیہ کمانا ۱/۴/-
مصنوعی گھی مختلف تیل صاف کرنا۔ ولایتی گھی تیار کرنا ۱/-/-
مضبوطی دھاتیں اور ٹانکے لگانا جرمن سلور۔ گن میٹل پیتل اتارنا۔ سونا اور دوسری دھاتیں جوڑنا } ۱۲ر
روپیہ بنانے کی مشین یعنی ۵۰۰ بیوپار ۱۲ر
پالش کا کارخانہ۔ ہر قسم کے وارنش۔ پالش تیار کرنا ۱۲ر
ایک مہینہ میں انگریزی سیکھ لو۔ انگریزی کا استاد ۱/-/-
کم سرمایہ تجارتیں۔ روپیہ کمانے کے ۱۴۱ طریقے ۶ر
استاد اشتہار نویسی۔ اشتہار بازی میں ماہر بننے کیلئے ۱/۴/-
سیمنٹ ۱۴۱ قسم کے سیمنٹ بنانے کے آزمودہ طریقے ۱۲ر
الیکٹریکل انجینئرنگ گائیڈ بجلی کے کام ہیں } ۲/۸/-
ماہر بننے کے لئے عملی کتاب
چار ایکڑ سکیم۔ چار ایکڑ سے سو ڈیڑھ سو روپیہ کمانا ۴ر
نرسری۔ پودوں کا ذخیرہ پیدا کرنا و بکری سے منافع کمانا ۱/-/-
گوبھی دانہ کی تجارت کا مکمل راز ۴ر
شکر قندی " " " ۴ر
زمیندار کا خزانہ۔ کھاد کی حفاظت دو لاجواب کھادیں بنانا ۶ر
کتاب الاثمار۔ پھلدار درخت و باغ لگانے کے مکمل طریقے ۲/۸/-
پھلواڑی۔ خوشبودار و خوبصورت پھولوں کی کاشت ۱/۴/-
کامیاب مرغی خانہ اس فن سے روپیہ کمانے کیلئے عملی کتاب ۱/۴/-
تجارتی مرغی خانہ اس کام سے روپیہ کمانے کے راز ۱/۴/-
طبیب مرغی خانہ۔ مرغیوں اور ان کی بیماریوں کا دیسی علاج ۱/۴/-
گوپالن۔ مویشیوں کی پرورش و ڈیری فارم کا کام ۲/۸/-
جڑی بوٹی کامل دو حصہ۔ ہندوستان کی بوٹیوں سے کل بیماریوں کا علاج حصہ اول و دوم } ۳/-/-
بروھات بذریعہ گیس ویلڈنگ کرنے کا ہنر ۱/۴/-
کرڈ آئل انجن گائڈ۔ کولڈ سٹارٹنگ۔ ڈیزل۔ رسٹن۔ بلیک سٹون۔ ہر قسم کے انجن چلانا۔ مرمت کرنا ۴۵۰ صفحے } ۲/۶/-
فروٹ کیننگ۔ پھلوں و سبزیوں کو محفوظ رکھنا ۱۲ر
مکمل مرغی خانہ۔ انڈوں کی تجارت۔ مرغیوں کا کاروبار ۵۴۴ صفحے ۲/-/-
شربت سازی ۸۰ جلوے۔ مربے۔ اچار۔ چٹنی ۶ر
استاد موٹر کار۔ موٹر چلانا۔ مرمت کرنا۔ مکمل معلومات ۱/۸/-
سلائی کی مشین چلانا۔ مرمت کرنا اور پرزوں سے واقفیت ۶ر
رسالہ صابن گری ۸۰ مکمل صابون سازی ۱/۴/-
استاد صابن سازی ۱/-/- اشیاء میوں کا کارخانہ ۱۲ر
گلٹ سازی۔ بجلی کے ذریعہ دھاتوں پر گلٹ کرنا ۱۲ر
لوہا ڈھالنا۔ سٹیل و کاسٹ آئرن کی ڈھلائی ۶ر
خوان نعمت۔ ہر قسم کے دیسی انگریزی مسلمانوں کے کھانے بنانا ۱/-/-
رنگائی۔ چھپائی۔ دھلائی۔ ڈرائی کلیننگ از پروفیسر الیف سی ٹرنر ۱۲ر
فینائل سازی و کیڑے مار ادویات تیار کرنا " " " ۲/-/-
یورپ و امریکہ کی تجارت کے راز ۲/۸/-
پامسٹری۔ ہاتھوں کی لکیروں سے ماضی حال مستقبل کے حالات بتانا ۸ر

۵۰-۶۰ روپیہ ماہوار کماؤ

ہماری کتاب "خوبصورتی کی اشیاء" کا مطالعہ کر کے ہر ایک انسان خوشبودار تیل، عطر، ایسنس، کریم، فیس پوڈر، سرخی، لپ سٹک، خضاب، شیمپو، لوشن، پومیڈ، ٹوتھ پیسٹ، عطر ایملشن نہایت آسانی سے ماہر کاریگر کی طرح بنا سکتا ہے۔ تمام ترکیبیں در پیش آزمودہ کم خرچ اور آسان ہیں۔ اس کام سے ہر شہر و قصبہ میں ۲۵-۳۰ روپیہ کے سرمایہ سے معقول آمدنی پیدا کی جا سکتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۱۰ر

۲۰ روپیہ میں کارخانہ بنالو

کتاب بیکری۔ کنفکشنری کا مطالعہ کر کے پندرہ بیس روپیہ کے سرمایہ سے کسی شہر یا قصبہ میں انگریزی مٹھائیوں۔ ڈبل روٹی۔ کیک۔ بسکٹ، بیکری۔ بند۔ شیرمال کا کاروبار شروع کر کے نہایت آسانی سے ۶-۷ گنا منافع حاصل کر سکتے ہیں۔ آہستہ آہستہ کام کو بڑھاتے جائیں۔ اس کتاب میں ان چیزوں کو بنانے کے عملی طریقے دراز تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ ۱۶۰ صفحے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۱۰ر

پانچ روپیہ سے معقول روزگار

آپ اپنے شہر و قصبہ میں رہ کر سابقہ کام کرتے ہوئے منہ دیکھنے کے ٹیشے بنا کر معقول آمدنی پیدا کر سکتے ہیں۔ صرف چار پانچ روپیہ درکار ہیں۔ آئینہ بنانا نکمل مگر مختصر عملی کورس جس کی مدد سے آپ ماہر کاریگر بن جائیں گے

بال صفا پوڈر بال صفا پوڈر ہر جگہ بک سکتا ہے۔ منافع بھی نہایت شاندار چھپا ہوا ایک ہزار ۴/- روپے۔ بال صفا پوڈر بنانے کی ترکیب خریدار کو مفت۔ نصف قیمت پیشگی بھیجیں۔ بال صفا تیل کے عمدہ دو رنگے ایک ہزار بیل ۱/- روپیہ بنانے کی ترکیب مفت

استعمال شدہ ٹکٹ ہندوستان۔ انگلینڈ۔ امریکہ کی ۹۰ قسمیں۔ جو ٹکٹ خانہ کے استعمال شدہ ٹکٹ خرید کر رہی ہیں۔ پرانے ٹکٹوں سے معقول آمدنی پیدا کرنے کے راز قیمت ۱۲ر

کمرشل سٹینڈرڈ بکیٹ ۶۰ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کی مقرر کردہ شرائط کا پابند ہو۔ وہ جماعت کا مطاع نہ ہو۔ بلکہ صدر انجمن کو ساری قوم کا مطاع تسلیم کرے۔ اور انجمن پر حکومت کرنے کی بجائے اس کا محکوم ہو۔ یہ وہ نقطۂ مرکزی ہے۔ جس پر غیر مبایعین کے اختلاف کی بنیاد ہے۔ یہی اختلاف کشاں کشاں ان کو احمدیت سے دور اور غیر احمدیوں کی گود میں لے گیا۔

غیر مبایعین کی تفرقہ اندازی ذاتی امور کی وجہ سے تھی

اکابر غیر مبایعین کا یہ اختلاف ہرگز ہرگز کسی نیک نیتی پر مبنی نہ تھا۔ ہر شخص جو منصفانہ طور پر احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کرے گا۔ یہ کہنے پر مجبور ہوگا۔ کہ خلیفۂ دوم کے انتخاب کے وقت ان کا یہ مطالبہ سراسر نفسانیت اور ذاتی اغراض کی خاطر تھا۔ چونکہ وہ انجمن کے لائف ممبر کہلاتے تھے۔ اس لئے چاہتے تھے کہ انجمن قوم کی مطاع ہو۔ خلیفہ قوم و انجمن کا مطاع نہ ہو بلکہ انجمن کے تحت ہو۔ اس قسم کا سوال اول تو کسی وقت بھی پیدا نہیں ہوتا۔ خلافت کی اہمیت کو جاننے والا انسان نہ اس قسم کا خیال دل میں لا سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس قسم کا کلمہ مونہہ سے کہہ سکتا ہے۔ لیکن اگر ان لوگوں نے اس سوال کو اٹھانا ہی تھا تو خلیفۂ اول کے انتخاب کے وقت اٹھاتے۔ اور اس وقت فیصلہ کراتے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۂ اول رضؓ کے انتخاب پر تو انہوں نے یہ کہا۔ کہ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپکے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقربا حضرت مسیح موعود و باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی:۔۔۔۔ بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

اور سب نے تحریری طور پر اقرار کیا کہ:۔

"حضرت مولوی صاحب (خلیفہ اول) کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"۔

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

خود حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ نے خطبہ عید الفطر میں فرمایا:۔

"پھر ان چودہ (ممبران انجمن) کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرادی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو۔ اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔" (بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

غرض حضرت خلیفۂ اول کی بیعت تمام احمدیوں نے کی۔ ممبران انجمن نے کی۔ سب نے ان کے حکم کی تعمیل کو واجب تسلیم کیا۔ مسلسل چھ برس تک ساری جماعت اس عمل پر کاربند رہی۔ خلیفہ اول کو بلاشرط خلیفہ مانا گیا۔ اور انجمن آپ کے تابع فرمان تھی۔ اندریں حالات خلیفۂ ثانی کے وقت میں "انجمن کی جانشینی" کی آڑ میں خلافت کو مٹانے یا خلیفہ کو انجمن کے زیر نگین کر دینے کی کوشش اکابر غیر مبایعین کا دیانتدارانہ فعل قرار نہیں دیا جا سکتا حضرت خلیفۂ اول رضؓ نے اپنی آخری بیماری کے ایام میں فرمایا تھا۔ کہ "خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا" (پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء صفحہ ۴) اس کے بعد ۴ مارچ کو وصیت لکھوائی۔ جس میں فرمایا کہ "میرا جانشین متقی ہو ہر دلعزیز ہو عالم باعمل ہو"۔

پس غیر مبایعین کے لئے خلیفۂ دوم کے وقت سرے سے خلافت کا ہی انکار یا خلیفہ کے حقیقی منصب کا انکار ہرگز روا نہ تھا۔ جماعت احمدیہ کا مسلک اس بارے میں کس قدر مومنانہ اور پاکیزہ تھا یعنی یہ کہ خلیفۂ دوم ضرور ہو۔ اور اس کا مقام بلحاظ خلافت ویسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ خلیفۂ اول کا تھا۔ وہ افراد جماعت اور انتظامی افسران (ممبران انجمن) کا مطاع ہوگا۔ جس طرح پہلا خلیفہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں نبی کے بعد خلیفہ سب افراد امت کا مطاع ہوتا ہے وہ نظام کی آخری سند ہوتا ہے۔ اس کا حکم واجب الاطاعت ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے متعلق روایت ہے کہ "وصعد یوما" الی المنبر فقال الحمد للہ الذی صیرنی لیس فوقی احد فقیل لہ ما حملک علی ما تقول فقال اظہار للشکر ثم نزل۔ یعنی آپ نے ایک دن منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ اس خدا کے لئے سب تعریف ہے۔ جس نے مجھے اس مقام پر بنایا ہے کہ میرے اوپر کوئی نہیں عرض کیا گیا۔ کہ اس ارشاد کی کیا ضرورت ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ کے شکر کے اظہار کے لئے کہا ہے۔ پھر آپ منبر سے اتر آئے" (الطبقات الکبریٰ للشعرانی جلد ۱ صفحہ ۱۸)

پس درحقیقت خلیفہ کو انجمن کے تابع کرنے سے خلافت کا ہی باطل ہونا لازم آتا تھا۔ انجمن کا فیصلہ اپنے کارکنوں اور اپنے دائرۂ عمل میں ہزار بار قطعی ہو۔ مگر انجمن خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس پر حکمران کس طرح ہو سکتی ہے۔ "حامیان انجمن" کو حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ نے بھی واضح الفاظ میں فرما دیا تھا۔ کہ "اگر کوئی کہے انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہونچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا۔ اور نہ میں اسکے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اسکے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۳ء)

ان حالات میں غیر مبایعین کا انشقاق صریح طور پر جماعت احمدیہ میں تفرقہ اندازی کا مترادف تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

آپ کے پاؤں کے بہترین خادم ہیں اور ہم آپ کے پاؤں کے بہترین خادم ہیں
ہمارے پاس تشریف لائیے
چیف بوٹ ہاؤس ← انارکلی لاہور
Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے حضرت زبیر کو بیعت کرنے میں صرف ایک دن کی تاخیر پر فرمایا تھا۔ اردت ان تشق عصا المسلمین۔ کیا تو نے مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے کا ارادہ کیا ہے۔؟ (تاریخ الخلفاء ص۷۴) غیر مبایعین کی یہ تفرقہ اندازی یقیناً ذاتی امور کی وجہ سے تھی۔ اور نہایت افسوسناک۔

غیر مبایعین کی کھلی شکست

غیر مبایعین نے خلافت ثانیہ سے روگرداں ہو کر جماعت احمدیہ سے خلافت کو مٹانے کے لئے بے حد جدوجہد کی ہے۔ پہلے تو انجمن کے "تابع خلیفہ" کے قائل تھے۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ جماعت تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو خلیفہ مان کر حسب دستور اول بیعت کر رہی ہے۔ اور ان کا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے۔ تو اپنی تبلیغ کے لئے مختلف رنگ اختیار کئے۔ اس بارے میں مندرجہ ذیل اقتباسات دلچسپی سے پڑھے جائیں گے۔

(الف) "اب آئندہ کے واسطے اس سلسلہ خلافت کا رواج دینا ہی ایک بہت خطرناک ہے۔"

(پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

(ب) "کیا ایک شخص کی رائے بہتوں کی رائے کے برابر ہو سکتی ہے شخصیت کے خطرات سے دنیا کافی طور پر آگاہ ہو چکی ہے۔ اور اب اس کی طرف لائے نہ آوے گی۔" (پیغام صلح ۳۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

(ج) "حضرت صاحب نے کہاں حکم دیا ہے۔ اور کہاں الوصیت میں لکھا ہے کہ ضرور ایک ہی خلیفہ ہو گا جس کے ہاتھ پر کل احمدی بیعت کریں گے۔"

(پیغام صلح ۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

(ح) "جب تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ کہ خلافت کا سلسلہ صرف چند روزہ ہوتا ہے۔ تو کس طرح یہ امر قابل تسلیم ہے کہ اگر ایک شخص کی بیعت کر لی۔ تو اب آئندہ بھی کرتے جاؤ۔"

(پیغام صلح ۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

(د) "کیا یہ خدا کا ارشاد ہے کہ سلسلہ احمدی بالعزم و ہمیشہ ایک ہی خلیفہ کے ماتحت رہے گا۔ جو ایسا خیال کرتا ہے وہ نادان اور بے وقوف ہے۔"

(پیغام صلح ۲۱ اپریل ۱۹۱۴ء)

اس قسم کے اوہام و دشنام کی بناء پر غیر مبایعین کو خیال ہوا۔ کہ وہ جماعت احمدیہ میں سے خلافت کے عقیدہ کو مٹا دیں گے۔ اور ایک شخصیت کے واجب الاطاعت ماننے کو ہوا بتا کر احمدیوں کو خلافت ثانیہ سے برگشتہ کر دیں گے۔ مگر خلافت ثانیہ کا گزشتہ پچیس سالہ دور روز روشن کی طرح ثابت کر رہا ہے۔ کہ جماعت کے لئے خلافت ایک ضروری چیز ہے۔ اور خلیفہ کے بغیر نظام اور وحدت قائم نہیں رہ سکتی۔ یہ حقیقت اس قدر واضح ہو چکی ہے کہ امیر غیر مبایعین بھی اپنے خطبہ جمعہ میں اس کا اعتراف کرنے پر بایں الفاظ مجبور ہوئے ہیں کہ:۔

(ا) "یاد رکھو کہ کوئی جہاد نظام کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے ہی ناممکن۔ اس لئے ہمارا سب سے پہلا فرض ہے۔ کہ نظام قائم کریں۔ اور وہ وہی اصول ہے جس پر نبی کریم صلعم نے نظام کو قائم کیا۔ پھر کہتا ہوں۔ کہ نظام کی بنیاد ایک ہی بات پر ہے۔ کہ اسمعوا اطیعوا۔ سنو اور اطاعت کرو۔ جب تک یہ روح پیدا نہ ہو جائے۔ جب تک تمام افراد جماعت ایک آواز پر حرکت میں نہ آ جائیں۔ جب تک تمام اطاعت کی ایک سطح پر نہ آ جائیں ترقی محال ہے۔"

(ب) "ایک اور حدیث میں ہے آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ یہ ہے وہ بلند اصول جو آپ نے اتحاد ملی کے لئے قائم کیا۔ اور جو نظام کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ غور کر کے دیکھ لیجئے۔ اس کے بغیر کوئی نظام قائم رہ سکتا ہی نہیں۔ یہی اصول تھا جس نے حضرت ابوبکر۔ عمر اور عثمان کے زمانہ میں مسلمانوں پر فتوحات کے دروازوں کو کھول دیا تھا۔"

(پیغام صلح ۲۷ فروری ۱۹۲۷ء)

عام غیر مبایعین نے بھی طوعاً و کرہاً جماعت احمدیہ اور خلافت ثانیہ کی اس فتح عظیم کو تسلیم کر لیا۔ اخبار پیغام صلح ایک مقالہ افتتاحیہ میں لکھتا ہے۔

(ا) "ضروری ہے کہ ایک مرکزی شخصیت موجود ہو جس کا ہر حکم اس قانون کے ماتحت واجب التعمیل ہو۔ اور کوئی فرد جماعت (ممبران انجمن بھی؟ ناقل) اس کی بجا آوری میں چون و چرا نہ کرے اس امارت کی بہترین مثال زمانہ امارت ابوبکر و عمر ہے۔ وہ قرآن کے تابع تھے لیکن کیا مجال کہ کوئی ان کے احکام سے سرمو انحراف کر سکے۔"

(۲) "صحابہ کرام یا دیگر ائمہ کی اولوالعزمیوں پر نگاہ دوڑاؤ۔ کہ وہ تمام ایک مرکزی وجود کی بدولت اور زیر قیادت آگے بڑھے۔ ورنہ قرآن پاک آج بھی موجود ہے۔ اس کے مطالب کی تشریح بھی واضح۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نبی کریم صلعم کا اسوۂ حسنہ بھی موجود۔ مگر مسلمان پھر بھی تشتت و افتراق۔ ذلت و مسکنت کا شکار۔ سبب ایک ہی ہے۔ جماعتی زندگی کا فقدان جو واجب الاطاعت امیر کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔"

(۳) "یہ (ترقی) تبھی ممکن ہے جبکہ ایک واجب الاطاعت امیر کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور ہو۔ تمام افراد اس کے اشارے پر حرکت کریں۔ سب کی نگاہیں اس کے ہونٹوں کی جنبش پر ہوں۔ اور جونہی اس کی زبان فیض ترجمان سے کوئی حکم مترشح ہو۔ سب بلا حیل و حجت اس پر عمل پیرا ہوں۔ کیونکہ عمل میں حجت و تکرار سم قاتل ہے۔ بظاہر ایسے امیر کا تسلیم کرنا طبع کو ناگوار گزرتا ہے۔ خود سر انسان ناک بھوں چڑھاتے ہیں کہ اس میں پیر پرستی اور شخصی غلامی کا رنگ جھلکتا ہے۔ مگر یہ قلت تدبر اور کوتاہ بینی کا نتیجہ ہے۔ . . . جب تک عنان ایسے امیر کے ہاتھ میں نہ ہو جس کے ہاتھ پر عملی طور پر تمام من دھن کی قربانی کی بیعت کی ہو مستقل اور پائندہ ترقی محال ہے۔"

(پیغام صلح ۷ فروری ۱۹۲۷ء)

یہ اقتباسات غیر مبایعین کی کھلی شکست کا اعتراف ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ عادت محمود کے باعث ان لوگوں کو اب بھی عملاً ابھی تک قبول حق کی توفیق نہیں مل رہی۔

خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے مقابلہ میں غیر مبایعین کے بنائے ہوئے خلیفوں کی ناکامی

غیر مبایعین نے خلافت ثانیہ کیطرف سے جماعت کی توجہ ہٹانے کے لئے ایک چال چلی۔ چنانچہ ان کی شوریٰ منعقدہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء نے ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ:۔

"بموجب الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام جناب مولوی غلام حسن خانصاحب کو جو کہ ہمارے سلسلہ کے پاک نفس رکن ہیں۔ احمد کے نام پر سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے غیر احمدیوں سے بیعت لینے کے لئے منتخب کیا گیا۔ سید عابد شاہ صاحب کو جو سلسلہ کے ایک علم دار اور متقی بزرگ ہیں۔ وہ بھی شیخ اقبال کے لوگوں کو سلسلہ میں شامل کرنے کے لئے احمد کے نام پر بیعت لینے کے لئے اتفاق رائے سے مجاز قرار دیئے گئے ایسا ہی خواجہ صاحب بھی بیعت لینے کے منصب پر مقرر کئے گئے۔"

(پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

غیر مبایعین کا یہ فعل تقوے و دیانت کے منافی تھا۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کی وصیت کی رو سے ان کا "جانشین" ایک ہی ہو سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر الوصیت کے مطابق ایک ہی خلیفۃ المسیح کا انتخاب ہوا تھا۔ مگر صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا مقابلہ کرنے کے لئے اور یہ دکھانے کے لئے کہ خلیفہ ہم بناتے ہیں نہ کہ خدا غیر مبایعین نے تین اصحاب کو منتخب کیا۔ الفضل نے اسی وقت اس انتخاب کے ذکر پر تمدیانہ

"الفضل" کے خطبہ نمبر کی قیمت سالانہ صرف اڑھائی روپیہ ہے۔ اگر آپ روزانہ "الفضل" کے خریدار نہیں تو آج ہی خطبہ نمبر فوراً خرید کر لیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انداز میں لکھا۔ "ان لوگوں نے دکھانا اور بتانا چاہا ہے۔ کہ ہم خلیفے بناتے ہیں۔ حالانکہ چند روز پیشتر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کے الفاظ شائع کر چکے ہیں۔ کہ خلیفہ خدا بنایا کرتا ہے۔ میرا کام نہیں۔ مگر انہوں نے یہ مبادرت کر کے گویا خدا کا مقابلہ کرنا چاہا ہے۔ قدرت اب خود فیصلہ کرے گی۔" (الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۱۴ء)

جماعت احمدیہ نے الوصیت کے ماتحت سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو خلیفۂ برحق منتخب کیا۔ اور غیر مبایعین نے دعوے کیا کہ ہم بموجب الوصیت سید حامد شاہ صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی غلام حسن خان صاحب کو انتخاب کیا ہے۔ ان دونوں انتخابوں پر آج پچیس برس کا لمبا زمانہ گزر گیا ہے۔ واقعات خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ کونسا انتخاب خدائی منشاء کے مطابق تھا۔ اور کونسا انتخاب اس کی منشاء کے خلاف۔ حضرت سید حامد شاہ صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کو بہت جلد اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی۔ اور وہ سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی غیر مبایعین سے اپنے مشن کو الگ کر لیا بعد ازاں ووکنگ والوں نے احمدیت سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔ جناب خواجہ صاحب مرحوم کو آخری حصہ عمر میں بعض خواب آئے جنہوں نے گو ان کی پوری اصلاح نہ کی۔ مگر ان کی رو کو بہت حد تک پلٹ دیا۔ ایک خواب کے ذکر میں وہ لکھتے ہیں۔

"تخت کے سامنے ملزموں کے کھڑا کرنے کی جگہ تھی۔ اور کسی حکم کے ماتحت میں اس جگہ گیا۔ اور وہاں کھڑا ہو گیا اور میرے ہمراہ حضرت مولوی صاحب (مولوی محمد علی صاحب) تھے۔ بائیں دیوان پر میں نے ملاء دربار کو پرشکوہ لباس میں دیکھا۔ اسی عملہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ تخت کے قریب بطور ہیڈ سرشتہ دار بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن میں نے انہیں بھی حالت خشیت میں پایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہم پر کوئی مقدمہ ہے۔ اور اس عدالت عالیہ میں ہم بحیثیت ملزم کھڑے ہیں۔ اور اہل دربار فیصلہ کے منتظر ہیں" الخ

(رسالہ مجدد کامل صفحہ ۱۲۵)

عملی طور پر خواجہ صاحب غیر مبایعین سے بالکل الگ تھلگ رہتے رہ گئے۔ مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری وہ بھی عرصہ سے عملی طور پر غیر مبایعین سے علیحدہ ہیں۔ چنانچہ غیر مبایعین کی جنرل کونسل میں ریزولیوشن نمبر ۱۹۱ مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۳۷ء میں پیش کیا گیا۔ کہ

"مولانا غلام حسن خان صاحب نے کچھ اعتراضات انجمن کے بنیادی نظام کے متعلق کئے تھے۔ . . . . . مولوی صاحب اپنی کوششوں کو انجمن کی بربادی میں صرف کرنا اعتقاداً ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس امر کا فیصلہ مطلوب ہے کہ ان حالات میں مولوی صاحب اور انجمن کے تعلقات کس حد تک اور کس طریق پر قائم رہ سکتے ہیں"۔

کیا یہ حالات دیدۂ بینا رکھنے والے انسان کے لئے عبرت کا موجب نہیں کیا ان واقعات نے ثابت نہیں کر دیا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ انسان خدا کے قائم کردہ خلیفہ کے مقابل پر جس کو خلیفہ بنانا چاہیں۔ وہ اگر توبہ نہ کرے تو کبھی سرسبز نہیں ہو سکتا؟

غیر مبایعین کو اپنی ناکامی اور خلافت ثانیہ کی کامیابی کا اعتراف

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے غیر احمدیوں کو بھڑکانے کے لئے مسئلہ تکفیر کو نہایت شد و مد سے شائع کیا۔ تا وہ سلسلہ احمدیہ سے متنفر ہو جائیں اور ادھر احمدیوں کو یہ بتایا۔ کہ خلافت ثانیہ کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت کی خلاف ورزی پر مبنی ہے۔ غرض ان لوگوں نے پورا زور لگایا۔ کہ کسی طرح جماعت احمدیہ کو ترقی حاصل نہ ہو۔ اور خلافت ثانیہ کو کامیابی نصیب نہ ہو۔ ایک موقعہ پر ناصحانہ انداز میں مسئلہ تکفیر کے بارے میں مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "تمہارا سلسلہ اس سے نہیں پھیلے گا۔ بلکہ یہ سخت روک ہو جائے گی۔ پہلے بھی اس فتویٰ سے احمدیوں کو سخت مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اب اسے بالکل چھوڑ دو"۔

(پیغام صلح ۱۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

اس پچیس سال کے لمبے عرصہ میں غیر مبایعین نے اس "سخت روک" کو شدید تر بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ الوصیت کے نام پر جماعت کو مغالطہ میں ڈالنے کی پوری کوشش کی۔ مگر جو نتیجہ نکلا وہ سب کے سامنے ہے۔ غیر مبایعین کا اخبار "ینگ اسلام" لکھتا ہے:۔

"جماعت لاہور کی توجہ زیادہ تر اشاعت اسلام کی طرف رہی۔ اور جماعتی تنظیم اور استحکام نے ثانوی حیثیت اختیار کر لی۔ جس کا اثر تبلیغی مساعی پر جو ہوا۔ وہ کسی تشریح کا منت کش نہیں۔ اشاعت اسلام اور جماعتی قوت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جماعت بنیاد ہے تو اشاعت اسلام عمارت ہے۔ بغیر جماعت کے شاندار نتائج کی توقع رکھنا عبث ہے۔" (۱۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

یہ تو غیر مبایعین کا اپنا قول ہے کہ وہ اپنی ناکامی کو اشاعت اسلام کے پردہ میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ان کی اشاعت اسلام بھی بے ثمر ہے۔ خود مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔ "یہ صحیح ہے کہ ہمارا لٹریچر مقبول ہوا۔ مگر وہ پھل کیوں نہ لگا جو لگنا چاہیئے؟ صرف اس لئے کہ وہاں کام کرنے والا کوئی نہیں تھا۔" (پیغام صلح ۱۹ مئی ۱۹۲۷ء)

اب خلافت ثانیہ کی کامیابی کا اعتراف بھی دیکھ لیجئے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب حسرت بھرے دل کے ساتھ لکھتے ہیں:۔

"میاں صاحب اگر حضرت مسیح موعود کے بیٹے نہ ہوتے اور قادیان مرکز نہ ہوتا اور کوئی مبہم پیشگوئی جس سے لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالا جا سکے۔ اور انصار اللہ پارٹی ان کی پشت پر نہ ہوتی۔ تو پھر ہم دیکھ لیتے کہ میاں صاحب اپنے عقائد باطلہ کے ساتھ کس طرح کامیاب ہو جاتے۔"

(پیغام صلح ۲۳ اپریل ۱۹۲۷ء)

گویا یہ تو تسلیم کر لیا۔ کہ حضرت امیر المومنین

خواجہ برادرز جنرل مرچنٹس انارکلی لاہور

حضرت امام جماعت احمدیہ کی سلور جوبلی پر تمام احمدی احباب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ

مفلر — لیڈی کوٹ — بنیان

جراب اونی و سوتی ہر قسم

و دیگر تمام آرائشی سامان اس مبارک تقریب پر ۲۵ جنوری ۱۹۴۰ء تک خاص رعائت پر فروخت کریں گے

تمام احمدی احباب ضرورت کے وقت خواجہ برادرز انارکلی لاہور کی دوکان پر تشریف لائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بہرحال کامیاب ہوگئے۔ مختصر یہ کہ غیر مبایعین نے جو لٹریچر شائع کیا۔ وہ بقول مولوی محمد علی صاحب بے ثمر ثابت ہو چکا ہے ہاں البتہ میاں صاحب کو بقول ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنے "عقائد باطلہ" کے باوجود کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔

کبھی زمانہ تھا کہ غیر مبایعین لکھا کرتے تھے کہ:-

"جن لوگوں کو یہ شوق ہے۔ کہ وہ جماعت کے ایک حصہ کو فاسق قرار دیں وہ غور کریں۔ کہ اس اصول کی رو سے پانچ لاکھ میں سے ساڑھے چار لاکھ سے بھی زیادہ فاسق قرار پاتے ہیں۔ بلکہ غالباً بیس آدمیوں میں بمشکل ایک آدمی مومن کہلانے کا مستحق ہے۔"

(پیغام صلح ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء)

مگر آج ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایسا کٹر غیر مبایع لکھ رہا ہے۔ کہ "سوائے معدودے چند اشخاص کے میاں صاحب کے ساتھ ساری جماعت تھی۔"

(پیغام صلح ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

الوصیت کے معاملہ میں بھی غیر مبایعین ہی ملزم ثابت ہوتے ہیں۔ انہوں نے ہی صدر انجمن کے فیصلہ یعنی خلافت ثانیہ کی بیعت و تائید کی مخالفت کی۔ انہوں نے ہی بہشتی مقبرہ سے اپنی وصیتوں کو منسوخ کرایا۔ انہوں نے ہی قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی کا انکار کر کے الوصیت کو پس پشت ڈالا۔ خود جناب مولوی محمد علی صاحب غیر مبایعین کی جماعت کے متعلق فرماتے ہیں:-

"جماعت (غیر مبایعین) نے الوصیت کو اختیار کرنے میں کمزوری دکھلائی اور اس کی وجہ سے خود کمزور ہوگئی۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ قصوروار وہ شخص ہے جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ گناہ کے اس احساس کے ساتھ جو کہ ایک بدترین گنہگار کو ہو سکتا ہے۔ میں اس قصور اور کوتاہی کا اقرار کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ کمزوری میں نے دکھلائی ہے۔" (پیغام صلح ۲۴ جنوری ۱۹۲۷ء)

اب معاملہ صاف ہے۔ غیر مبایعین ہر پہلو سے جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں مخذوم ہیں۔ ان کی حالت اور روش کو دیکھ کر دکھ ہوتا ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ جس طرح الوصیت کے بارے میں مولوی محمد علی صاحب نے واضح اقرار کر لیا ہے اسی طرح خلافت ثانیہ کے متعلق بھی وہ اعتراف فرمالیں؟ خدا کے نشانات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات الٰہی تائید و نصرتیں۔ مومنوں کی اکثریت کا ساتھ ہونا۔ ایمانداروں کے بیسیوں رؤیا صادقہ غرض ہر لحاظ سے خلیفۂ برحق کی صداقت ثابت ہے۔ چاہیئے کہ جسے خدا نے محمود قرار دیا ہے۔ ہم سب بھی اسے محمود ہی کہیں۔ اس کی تنقیص کے درپے نہ ہوں۔ ورنہ غیر مبایعین کی عبرتناک ناکامی تاریخ کا ایک کھلا ورق ہے ؛

(۲) فتنۂ مصری کی ناکامی و نامرادی

غیر مبایعین اور مصریوں نے ایک دوسرے کو جھوٹا قرار دیا۔

خلافت ثانیہ کے خلاف کھڑے ہونے والے بڑے فتنے دو ہیں (۱) غیر مبایعین کا فتنہ (۲) مستریوں اور شیخ مصری کا فتنہ اول الذکر فتنہ کی بنیاد یہ قرار دی گئی۔ کہ خلیفہ ثانی کے عقائد درست نہیں۔ دوسرے فتنہ کی اساس یہ بتائی گئی۔ کہ چونکہ خلیفہ دوم کے اعمال صالحہ نہیں گویا فتنہ پردازوں نے خلافت ثانیہ کے متعلق پہلے یہ کہا کہ جماعت احمدیہ کا خلیفہ الذین اٰمنوا میں داخل نہیں۔ مگر جب اس میں سخت ناکام ہوئے تو دوسرا منصوبہ یہ کیا۔ کہ خلیفۃ المسیح الثانی وعملوا الصالحات کے مصداق نہیں۔ مقصد اور مدعا ان دونوں فتنوں کا ایک ہی تھا۔ کہ جماعت احمدیہ خلیفہ ثانی کو خلیفہ نہ مانے۔ اسی اشتراک مقصد کے ماتحت جملہ فتنہ پرداز علناً باہم شیر و شکر ہیں۔ اور بظاہر متحد مگر در اصل تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتی کے مصداق ؛ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر دو قسم کے فتنہ پرداز اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے الہامات ان کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں۔ اس کی تائیدات باہر ان کے بطلان پر شہادت دے رہی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں ایمانداروں کا تجربہ اور مشاہدہ ان کو کاذب بتا رہا ہے۔ عقلی دلائل ان کے افترا پر گواہی دے رہے ہیں۔ سب سے بڑھ کر ان کے لئے حجت ملزمہ یہ ہے۔ کہ غیر مبایعین کا بیان مصری صاحب کو جھوٹا ثابت کر رہا ہے۔ اور مصری صاحب غیر مبایعین کو افترا پرداز کہہ رہے ہیں۔ غیر مبایعین نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفۂ دوم اور ان کے ماننے والوں کے عقائد عقائد باطلہ ہیں مگر مصری صاحب نے اپنی فتنہ پردازی کا آغاز کرنے کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو مخاطب کر کے لکھا۔

"دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو۔ بجز اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے۔"

(اشتہار "جماعت کو خطاب" صفحہ ۲)

مستریوں پھر ان کی اتباع میں مصری صاحب نے کہا کہ خلیفۃ المسیح پاکباز اور مطہر انسان نہیں مگر غیر مبایعین نے جماعت احمدیہ سے الگ ہونے کے باوجود گواہی دی کہ۔

(الف) "اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند۔ صاحب علم۔ صاحب عفت۔ صالح اور نیک اطوار اور ائمۃ المہدی ہونے کے ہر طرح قابل ہیں۔ اور یہ سب فرزند بلاشبہ روحانی اور جسمانی دونوں معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود کی آل ہیں اور ان اللہ معک ومع اھلک کے الہام کے پورے مصداق ہیں۔"

(ب) "پیارے ناظرین ہم آپ کو یقین کی دلاتے ہیں۔ کہ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب (سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ) کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجا و ماویٰ سمجھتے ہیں۔ اور انکی پاکیزگی روح اور بلندی فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کو مانتے ہیں اور دل سے ان سے محبت کرتے ہیں۔ واللہ علیٰ ما نقول شہید۔ صرف اعتقاد میں فرق ہونے کی وجہ سے ہم ان سے بیعت نہیں کر سکتے۔"

(لیڈنگ آرٹیکل پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

گویا غیر مبایعین نے مصری پارٹی کے ادعا باطل کی تردید کرتے ہوئے خلیفۂ برحق کی پاکبازی اور طہارت کی شہادت دی۔ البتہ یہ کہا۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان اور ان کا خلیفہ الذین اٰمنوا کا مصداق نہیں مگر مصری صاحب نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ اس وقت روئے زمین پر صحیح عقائد والی جماعت یعنی الذین اٰمنوا کی مصداق جماعت صرف جماعت احمدیہ قادیان اور ان کا خلیفہ ہے۔ پھر مصری صاحب نے کہا کہ خلیفہ ثانی وعملوا الصالحات کے مصداق نہیں۔ مگر اس کے خلاف غیر مبایعین کی گواہی موجود ہے جو مصری صاحب کو جھوٹا قرار دے کر کہہ رہی ہے کہ خلیفہ ثانی پاک نفس اور طاہر و مطہر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی آل ہیں۔ الہام ان اللہ معک ومع اھلک کے پورے مصداق ہیں۔

غرض ان دونوں فتنوں کے بانیوں کی سچی شہادت کا مجموعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے عقائد صحیحہ ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز طاہر پاکباز صاحب عفت اور زکی انسان ہیں والفضل ما شہدت بہ الاعداء

مصری کا فتنہ اپنی موت مر گیا

غیر مبایعین کے فتنہ پر چودہ پندرہ برس گزرنے کے بعد مستریوں نے "فتنہ عفت" کھڑا کیا۔ کچھ دنوں ان کا بڑا شور و شر رہا۔ مگر جیسا کہ عربی مثل میں ہے للباطل جولۃ ثم یضمحل تھوڑے عرصہ کے بعد وہ فتنہ دب گیا۔ احراری فتنہ کے دنوں میں مصری صاحب کی زمین دل کے بیج زیادہ نمایاں ہوگئے۔ اور وہ اندر ہی اندر بڑے فتنہ کے برپا کرنے کے لئے سامان کرنے لگے۔ آخر کار ۱۹۳۷ء میں جب ان کے بعض ساتھیوں کو بعد تحقیقات مجرم پا کر جماعت سے نکالا گیا۔ وہ بھی ظاہر ہونے پر مجبور ہوگئے۔ ان کا خیال تھا جس کا وہ بارہا اظہار بھی کر چکے ہیں۔ کہ میں جماعت میں انقلاب پیدا کر دوں گا۔ اور عنقریب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہترین واعلےٰ چاول منگوانے کا پتہ:- شیخ محمد بشیر آزاد احمدی منڈی مریدکے ضلع شیخوپورہ

جماعت خلیفہ سے علیحدہ ہو جائے گی۔ مصری صاحب کا فتنہ دراصل سنوری فتنہ کی صدائے بازگشت تھی۔

مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ مصری صاحب نے جماعت کے نظام کو برباد کرنے کے لئے یہ فتنہ کیوں کھڑا کیا اور وہ کیوں راہِ حق سے بھٹک گئے۔ اس کی ایک اندرونی وجہ خود مصری صاحب کے بیان کے مطابق ان کا یہ احساس ہے کہ میں بہت بڑا معزز آدمی ہوں۔ انہوں نے اپنے تازہ "مکتوب مفتوح" میں لکھا ہے "سلسلہ کے علماء میں جو درجہ مجھے حاصل تھا۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے۔ کہ بڑے بڑے اہم مباحثات میں .... مناظر جناب خلیفہ صاحب مکرم کیطرف سے اس خاکسار کو ہی مقرر کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ذاتی طور پر بھی انہیں مجھ سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ وہ ہمیشہ مجھے عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور میرا احترام کیا کرتے تھے۔ اور یہ طبعی بات ہے۔ کہ جس شخص کی عزت خلیفہ کرے گا جماعت بھی لازماً اس کی عزت کرے گی"۔

(ریویو آف اسلام یکم نومبر ۱۹۳۹ء)

اس میں شبہ نہیں کہ خلفائے راشدین اخلاق عالیہ کی کامل مثال ہوتے ہیں۔ وہ حتی المقدور ہر شخص کی عزت افزائی کرتے ہیں۔ مگر مصیبت یہ ہوئی۔ کہ مصری صاحب کو اس احساسِ عزت نے انا خیر منہ کہنے تک پہونچا دیا۔ اور انہوں نے مولوی محمد علی صاحب کی طرح "خلیفہ گر" بننا چاہا۔ پھر اس کوشش میں ناکام ہو کر گندے اور ناپاک اتہامات لگانے شروع کر دیئے۔

یہ فتنہ ظاہری طور پر جون ۱۹۳۷ء میں شروع ہوا۔ جماعت کے لئے ایک امتحان تھا۔ فتنہ پردازوں نے گندے الزام لگائے مگر شرعی طریق فیصلہ اختیار کرنے کی بجائے وسوسہ اندازی کرنا شیوہ بنا لیا اس فتنہ پر اس وقت اڑھائی برس گزر چکے ہیں۔ اور اب اس کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ اپنی موت خود مر رہا ہے۔ پنجابیوں میں سے بعض اس کو سہارا دینا چاہتے ہیں۔ تاکہ جماعت احمدیہ کے لئے یہ ایک مستقل ابتلا بن سکے۔ مگر کیا کوئی مردہ مردہ کا سہارا بن سکتا ہے۔ اس فتنہ کو احرار کی بھی امداد حاصل ہے۔ مگر پھر بھی فتنہ پردازوں کو کسی قسم کی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ ہاں جماعت احمدیہ کو یہ فائدہ ضرور حاصل ہو گیا۔ کہ بیداری کی لہر تیز ہو گئی

اہلِ بیت حضرت مسیح موعود کی تطہیر کے متعلق خدا تعالیٰ کی شہادت

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے اہل کے متعلق بارہا یہ فرمایا کہ میں ان کے ساتھ ہوں جس طرح تیرے ساتھ ہوں۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ جو لوگ اہل بیت مسیح موعود کو خدا کی معیت سے محروم قرار دیں وہ جھوٹے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد الہامات سے ظاہر ہے۔ کہ کسی زمانہ میں اہل بیت کی تطہیر پر اعتراض کرنے والوں کا فتنہ رونما ہوگا اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں پہلے سے اپنا کلام نازل فرما دیا۔

کیا اس قدر تصریحات کے باوجود کسی مخلص احمدی کو سنوریوں یا مصریوں کے فتنہ پر تعجب ہو سکتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں اس فتنہ کی تفصیلی خبر موجود ہے۔ جس کے بعض حصے پورے ہو چکے ہیں۔ اور باقی پورے ہو رہے ہیں۔ جو زندہ رہیں گے وہ خدا کے کلام کو حرف بحرف پورا ہوتا دیکھیں گے۔

اللھم انا نجعلک فی نحورھم
ونعوذبک من شرورھم
آمین

"الفضل" کا خطبہ نمبر
قیمت صرف اڑھائی روپیہ سالانہ
ضرور خریدیں

انسان کی عزت لباس سے ہے

سوتی — ریشمی — اونی

بمبئی کلاتھ ہاؤس انارکلی لاہور سے خریدیئے

اعلیٰ اقسام کے گرم سوٹوں کے دیدہ زیب نمونوں اور ریشمی کپڑوں کے لئے

کپڑوں — ارزاں — عمدہ فیشن — اعلیٰ ایڈیشن — نئے نمونے

بمبئی کلاتھ ہاؤس کی خدمات حاصل کیجئے

نوٹ:۔ ہم نے اپنی پرانی دوکان لیڈیز ڈیپارٹمنٹ والی کے لئے اپنی محترم خریداران کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی نئی دوکان نئی بلڈنگ میں ایک وسیع ہال لیڈیز کے لئے باپردہ مخصوص کیا ہے۔ جس میں ہماری محترم خریداران آرام و آسائش سے باپردہ بیٹھ کر چیز خرید سکیں گی۔ اس لئے التماس ہے کہ آئندہ ہماری نئی دوکان میں قدم رنجہ فرمایا کریں۔

المشتہر: بمبئی کلاتھ ہاؤس انارکلی لاہور

انسان کی عزت لباس سے ہے

خوبصورت کپڑا ہی انسان کی زیبائش ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے مبارک ہاتھ کا لگایا ہوا پودا "الفضل"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس طرح بڑھا

۱۹۱۳ء میں اس وقت جبکہ ایک طرف تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیرونی مخالفت روز بروز بڑھتی جارہی تھی۔ اور دوسری طرف جماعت میں اندر ہی اندر ایسا عنصر پیدا ہو رہا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی تعلیم سے جماعت کو دور لے جانے کی کوشش میں تھا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک اخبار جاری کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے اس کا نام "الفضل" رکھا۔ اور ۱۸ جون ۱۹۱۳ء کو اس کا پہلا پرچہ شائع ہوا۔

"الفضل" کے اجراء کے وقت دعائیں

اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خدا تعالےٰ کے حضور جو التجائیں کیں۔ اور جن پاک ارادوں نیک خواہشات اور اعلےٰ عزائم کا اظہار فرمایا۔ ان کا کسی قدر اندازہ ذیل کے الفاظ سے لگ سکتا ہے:۔

حضور نے لکھا:۔ "خدا کا نام۔ اور اس کے فضلوں اور احسانوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے۔ اس سے نصرت و توفیق چاہتے ہوئے میں "الفضل" جاری کرتا ہوں۔

. . . . . اپنے ایک مقتدا اور راہنما اپنے مولا کے پیارے بندے کی طرح اس بحرِ ناپیدا کنار میں "الفضل" کی کشتی کے چلانے کے وقت اللہ تعالےٰ کے حضور بصد عجز و انکسار یہ دعا کرتا ہوں۔ کہ بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا ان ربی لغفور رحیم اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ اور اس کی برکت سے اس کا چلنا۔ اور لنگر ڈالنا ہو یقیناً میرا رب بڑا بخشنے والا۔ اور رحیم ہے۔ اے میرے قادر مطلق خدا۔ اے میرے طاقتور بادشاہ۔ اے میرے رحمان و رحیم مالک اے میرے رب۔ میرے مولا۔ میرے ہادی۔ میرے رازق۔ میرے حافظ۔ میرے ستار۔ میرے بخشنہار۔ ہاں اے میرے شہنشاہ جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں۔ اور جس کے اذن کے بغیر ایک ذرہ اور ایک پتہ نہیں ہل سکتا۔ جو سب نفعوں اور نقصانوں کا مالک ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب چھوٹوں اور بڑوں کی پیشانیاں ہیں۔ جو پیدا کرنے والا۔ اور مارنے والا ہے۔ جو مار کر پھر جلائے گا۔ اور ذرہ ذرہ کا حساب لے گا۔ جو ایک ذلیل بوند سے انسان کو پیدا کرتا ہے۔ جو ایک چھوٹے سے بیج سے بڑے بڑے درخت اگاتا ہے ہاں اے میرے دلدار۔ میرے محبوب خدا تو دلوں کا واقف ہے۔ اور میری نیتوں اور ارادوں کو جانتا ہے۔ میرے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے۔ میرے حقیقی مالک۔ میرے متولی تجھے علم ہے۔ کہ محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے اور تیرے دین کی خدمت کے ارادہ سے یہ کام میں نے شروع کیا ہے۔ تیرے پاک رسول کے نام کے بلند کرنے اور تیرے مامور کی سچائیوں کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے یہ ہمت میں نے کی ہے۔ تو میرے ارادوں کا واقف ہے۔ میری پوشیدہ باتوں کا رازدار ہے میں تجھی سے۔ اور تیرے ہی پیارے چہرہ کا واسطہ دے کر نصرت و مدد کا امیدوار ہوں"۔

اسی سلسلہ میں حضور نے لکھا:۔

"اے میرے مولا! اس مشتِ خاک نے ایک کام شروع کیا ہے۔ اس میں برکت دے۔ اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں۔ تو آپ ہی رستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر۔ کہ وہ "الفضل" سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس کے منیفس لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا"۔

"الفضل" کے متعلق خدا تعالےٰ کے حضور یہ اس انسان نے نہایت ہی اخلاص۔ اور دردمندی کے ساتھ دعائیں اور التجائیں کیں۔ جسے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خدا تعالےٰ نے دنیا کی روحانی راہ نمائی کا منصب عطا فرمایا۔ اس سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ "الفضل" کا اجراء نہایت ہی مبارک ہاتھوں سے ہوا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کیسی جامع۔ مانع۔ کس قدر وسیع۔ اور کتنی دل گداز دعاؤں پر اس کی بنیاد رکھی گئی۔

"الفضل" کے اجراء کی ضرورت

ایک موقعہ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے "الفضل" کے اجراء کی ضرورت کا ذکر نہایت ہی موثر الفاظ میں یوں فرمایا:۔

"بدر" اپنی مصلحتوں کی وجہ سے ہمارے لئے بند تھا۔ "الحکم" اوّل تو ٹمٹماتے چراغ کی طرح کبھی کبھی نکلتا تھا۔ اور جب نکلتا بھی تھا۔ تو اپنے جلال کی وجہ سے لوگوں کی طبیعتوں پر جو اس وقت بہت نازک ہو چکی تھیں۔ بہت گراں گذرتا تھا۔ "ریویو" ایک بالا ہستی تھی جس کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں بے مال و زر تھا۔ جان حاضر تھی۔ مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی۔ وہ کہاں سے لاتا۔ اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی۔ جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے۔ ان کی سستی کو جھاڑے۔ ان کی محبت کو ابھارے ان کی ہمتوں کو بلند کرے۔ اور یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا اس کی خواہش میرے لئے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش۔ نہ وہ ممکن تھی۔ نہ یہ۔ آخر دل کی بے تابی رنگ لائی۔ امید بر آنے کی صورت ہوئی"۔

حضور کی یہ پاکیزہ امید بر آنے کی جو صورت ہوئی۔ اور جو نہایت ہی محترم اور معزز وجود اس کا باعث بنے ان کے گراں بار احسان سے جماعت احمدیہ قیامت تک سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلہ میں حضور نے اوّل تو ایک خاتون مبارکہ کا ذکر فرمایا۔ جسے خدا تعالےٰ نے حضور کے حرمِ اول ہونے کا شرف عطا کیا۔ اور ان کی اس شاندار قربانی اور ایثار کو نہایت ہی شاندار رنگ میں یوں بیان فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ نے میری بیوی کے دل میں اسی طرح تحریک کی۔ جس طرح خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کنوئیں میں پھینک دینا۔ اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو۔ جو اس زمانہ میں شائد سب سے زیادہ مذموم تھا۔ اپنے دو زیور مجھے دے دیئے۔ کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں۔ ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے۔ اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے تھے۔ جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالےٰ کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے"۔

اجرائے "الفضل" کے لئے ابتدائی سرمایہ مہیا کرنے والی مبارک ہستی

یہ زیور حضور نے خود لاہور جا کر پونے پانچ سو روپیہ میں فروخت کئے۔ یہ تھا "الفضل" کا ابتدائی سرمایہ۔ یہ جیسی قیمتی امداد تھی۔ اس کا اندازہ حضور کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے

"اس حسنِ سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا۔ اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا۔ بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے

بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کر دیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں حیران ہوتا ہوں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا۔ تو میں کیا کرتا۔ اور میرے لئے خدمت کا کونسا دروازہ کھولا جاتا اور جماعت میں روزمرہ بڑھنے والا فتنہ کس طرح دُور کیا جا سکتا"

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی بیش قیمت امداد

دُوسرا مبارک وجُود جس نے "الفضل" کے جسد میں رُوح پھُونکی۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کا ہے۔ آپ نے اپنی ایک زمین جو ایک ہزار روپیہ میں بکی "الفضل" کے لئے عنایت فرمائی۔ اور اس طرح آپ نے جماعت احمدیہ پر اتنا بڑا احسان فرمایا جو رہتی دُنیا تک فیض یاب کرتا رہے گا۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی امداد

تیسرا قابلِ صد احترام وجُود حضرت نواب محمد علی خان صاحب کا ہے۔ جنہوں نے اس کام کے لئے کچھ نقد۔ اور کچھ زمین دی۔ جو تیرہ سو روپیہ میں فروخت ہُوئی۔ اور اس طرح وُہ مقدس سرمایہ جمع ہُوا۔ جو "الفضل" کے چلانے میں کام آیا۔

"الفضل" سنہ ۱۳ء ۱۹۱۴ء میں

پہلا پرچہ موجُودہ سائز کے ۱۶ صفحات پر نکلا۔ اور ایک خاص پروگرام کے مطابق مضامین پر مشتمل ہفتہ وار شائع ہونا شروع ہوا۔ جو روز بروز مقبولیت حاصل کرنے لگا۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء کے سالانہ جلسہ پر تین دن یعنی ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ دسمبر اس کا روزانہ لوکل ایڈیشن شائع ہُوا۔ ۱۱۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء تک "الفضل" کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایڈیٹر ہونے کا فخر حاصل رہا۔ چنانچہ "الفضل" کی لوح پر حضور کا اسم گرامی بحیثیت ایڈیٹر شائع ہوتا رہا۔ اور یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء تک کے پرچہ پر پروپرائٹر پبلشر اور پرنٹر کے طور پر بھی حضور ہی کا نام لکھا جاتا رہا۔ مگر جب خدا تعالےٰ نے اپنی خاص مصلحتوں کے ماتحت آپ کو خلافت کے نہایت بلند اور عالی مرتبہ پر متمکن فرما کر آپ کا حلقۂ عمل نہایت وسیع کر دیا۔ اور آپ کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ فرما دیا۔ تو ۵ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا نام بطور ایڈیٹر شائع ہونے لگا۔ اور ۳ دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء کے پرچہ سے "الفضل" کا پرنٹر و پبلشر بننے کی سعادت حضور نے جناب بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کو بخشی۔ جو سوائے اس وقفہ کے جبکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ولایت گئے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے اس وقت تک اس منصب پر سرفراز ہیں۔

مارچ سنہ ۱۹۱۴ء میں چونکہ وُہ سواد بڑے زور سے پھُوٹ پڑا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری ایام میں اندر ہی اندر پرورش پا رہا تھا۔ اور تمام جماعت ایک بہت بڑے ابتلاء اور مصیبت میں مبتلا ہو گئی۔ کیونکہ خلافت کو مٹانے کے لئے وُہ لوگ کھڑے ہو گئے۔ جو اپنے آپ کو صاحبِ اقتدار سمجھتے تھے۔ اور ان کو اقتدار حاصل بھی رہا تھا۔ اس لئے "الفضل" ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء سے عارضی طور پر ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا۔

ان حالات میں چونکہ "الفضل" کو بہت بڑے اخراجات کا متحمل ہونا پڑا۔ اور اس کے تمام اخراجات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اپنی جیب سے عنایت فرماتے تھے۔ جن کے مقابلہ میں آمد بہت کم تھی۔ اس لئے جُون سنہ ۱۹۱۴ء میں جب "الفضل" کی دوسری جلد شروع ہوئی تو اخبار کا سائز ۲۶×۲۰ کی بجائے کسی قدر کم یعنی ۲۲×۱۸/۴ کر دیا گیا۔ اس جلد کے ۲۷ اگست سنہ ۱۹۱۴ء تک کے پرچوں پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا نام بطور ایڈیٹر چھپتا رہا۔ چونکہ اس زمانہ میں اخبار پر ایڈیٹر کا نام لکھنا ضروری نہ تھا۔ اس لئے اس کا لکھنا ترک کر دیا گیا۔ اور عملی طور پر یہ ذمہ واری جناب قاضی اکمل صاحب نے اٹھائی۔ جو "الفضل" کے اجراء کے وقت سے ہی اس کے سٹاف کے ایک سرگرم رکن تھے۔ اور جن کی "الفضل" سے متعلق خدمات کا ذکر ایک دفعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایسے کریمانہ۔ اور مشفقانہ انداز میں فرمایا۔ کہ اس پر جناب قاضی صاحب جس قدر بھی فخر کریں کم ہے حضور نے تحریر فرمایا:۔

"جب "الفضل" نکلا۔ اس وقت ایک شخص جس نے اس اخبار کی اشاعت میں شائد مجھ سے بھی بڑھ کر حصہ لیا۔ وُہ قاضی ظہور الدین صاحب اکمل ہیں۔ اصل میں سارے کام وُہی کرتے تھے۔ اگر ان کی مدد نہ ہوتی۔ تو مجھ سے اس اخبار کا چلانا مشکل ہوتا۔ رات دن انہوں نے ایک کر دیا تھا"

"الفضل" سنہ ۱۹۱۵ء میں

قاضی صاحب موصوف کے سپُرد چونکہ "الفضل" کی مینیجری کے علاوہ اور کام بھی تھا۔ اور "الفضل" کا حلقۂ عمل روز بروز وسیع ہوتا جا رہا تھا۔ اس لئے ایک مستقل ایڈیٹر کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اور ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی کو جو ایک عرصہ تک مختلف اخبارات میں کام کر چکے تھے۔ اور اس وقت دہلی میں کتابوں کی دوکان کرتے تھے۔ بلایا گیا۔ جنہوں نے جون سنہ ۱۹۱۵ء میں "الفضل" کی ایڈیٹری کا کام سنبھال لیا۔

"الفضل" کے بہت بڑے اخراجات کے لئے چونکہ اس کی آمدنی کافی نہ تھی۔ اور اڑھائی سال کے عرصہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اپنے پاس سے قریباً پانچ ہزار روپے اس پر صرف فرما چکے تھے۔ ادھر حالات بھی کچھ پُرسکون ہو رہے تھے۔ خلافتِ حقہ کے خلاف جو طوفان اُٹھا تھا۔ وُہ اپنا سارا زور صرف کر کے ڈھیلا پڑ چکا تھا۔ جماعت کا کثیر حصہ خلافت ثانیہ کی کامل اطاعت کا شرف حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے اس احتیاط کے ساتھ کہ "الفضل" جتنے صفحات تین بار شائع ہونے کی صورت میں ہفتہ وار دیتا تھا۔ اتنے ہی دو بار شائع ہونے پر دے۔ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۱۵ء سے دو بار کر دیا گیا۔ لیکن جب سالانہ جلسہ قریب آیا تو ۸ دسمبر سے ۲۸ دسمبر تک عارضی طور پر تین بار کیا گیا۔

"الفضل" سنہ ۱۹۱۶ء میں

۱۱ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء تک باوجود صحت کے بے حد کمزور ہونے کے کام کرنے کے بعد ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم "الفضل" کی ایڈیٹری کی ذمہ واری سے فارغ ہو گئے اس کے بعد کچھ دن جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل کے سپرد یہ کام رہا۔ اور پھر یہ ذمہ واری قاضی اکمل صاحب پر ڈالی گئی۔ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۱۶ء تک یہی انتظام رہا۔ اس کے بعد یہ ذمہ واری جس پر ڈالی گئی۔ اسے نہ صرف تجربہ کار اصحاب اس کا اہل نہ سمجھتے۔ بلکہ وُہ خود بھی اپنے متعلق یہی خیال رکھتا تھا۔ باوجود اس کے اسے اب تک یہ شرف حاصل ہے۔ الحمدللہ۔

"الفضل" سنہ ۱۷ء تا سنہ ۱۹۲۴ء میں

جُون سنہ ۱۴ء سے جون سنہ ۱۹۲۴ء تک یعنی پُورے دس سال "الفضل" ۱۸×۲۲/۴ سائز پر چھپتا رہا۔ اور جنوری سنہ ۱۹۱۶ء سے جون سنہ ۱۹۲۴ء تک ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا رہا سنہ ۱۹۲۰ء میں جبکہ ہفتہ میں دو بار شائع ہو رہا تھا۔ اسے روزانہ کرنے کی تحریک کی گئی۔ کئی ایک مراسلات اس کے متعلق شائع کئے گئے۔ اس وقت ایک صاحب نے یہ رباعی کہی ؎

تو اے "الفضل" پیک خوش خصالی
پیام دلستانم زود زود آر
نہ دیدارِ تو یکبارم پسند است
بیا در روز اے جان بخش صد بار

جولائی سنہ ۱۹۲۴ء میں خدا تعالےٰ نے توفیق دی۔ کہ "الفضل" کو اس سائز پر شائع کیا جائے جس پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جاری کیا تھا۔ اور جب حضور ولایت تشریف لے گئے تو ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء سے ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا۔ جو ۸ دسمبر سنہ ۲۵ء تک جاری رہا اور ۱۱ دسمبر سنہ ۲۵ء سے دو بار کر دیا گیا۔

سنہ ۲۷ء میں آریوں کی طرف سے "رنگیلا رسول" کی اشاعت اور اس کے متعلق جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ کی وجہ سے جب مسلمانوں کے جذبات کو بے حد ٹھیس لگی۔ اور ان میں سخت بے چینی پیدا ہوئی۔ ادھر آریوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید توہین کرنے کی مہم شروع کر دی۔ تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس کے انسداد کی طرف توجہ فرمائی۔ اور ان ایام میں کچھ عرصہ کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل روزانہ کر دیا گیا۔ ۱۹۲۹ء میں پھر "الفضل" کو مستقل روزانہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

۸۔ نومبر ۱۹۲۹ء سے حجم میں چار صفحہ کے مزید اضافہ کے ساتھ ۱۶ صفحہ کا شائع ہونے لگا۔ لیکن ۱۹۳۰ء میں جب مستریوں نے فتنہ اٹھایا۔ اور اندرونی و بیرونی مخالفین نے ان کی امداد میں کھڑے ہو کر طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ تو "الفضل" ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء سے ہفتہ میں چار بار شائع ہونے لگا۔ پھر ۲۰ مئی سے ہفتہ میں تین بار اور ۷ مارچ ۱۹۳۵ء تک سہ روزہ ہی رہا۔ حتےٰ کہ ۱۹۳۴ء کے آخر میں احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف جو فتنہ شروع کیا تھا۔ اور جو روز بروز تمام سرکاری اور غیر سرکاری مخالفوں کی پوشیدہ اور کھلی امداد سے بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کے انسداد کی ضرورت پیش آئی۔

"الفضل" ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۹ء میں

اس کے مقابلہ کے لئے ۵ فروری ۱۹۳۵ء کے پرچہ میں اخبار کو روزانہ کرنے کا اعلان کیا گیا۔ لیکن چونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور نے اجازت دینے میں غیر معمولی تاخیر کی۔ اس لئے ۸ مارچ ۱۹۳۵ء سے "الفضل" روزانہ کیا جا سکا۔ روزانہ "الفضل" کا پہلا پرچہ ۸ مارچ کو چار صفحہ کا شائع ہوا۔ اس وقت تجویز یہ تھی کہ سہ روزہ "الفضل" حسب معمول شائع ہوتا رہے۔ اور تین دن چار صفحہ کا شائع ہو۔ لیکن چند ہی روز کے بعد یعنی ۲۶ مارچ ۱۹۳۵ء سے چار صفحہ کا پرچہ آٹھ صفحہ کا کر دیا گیا۔ اگرچہ اس عرصہ میں بھی ضرورت کے مطابق بعض پرچے ۲۴ صفحات تک کے بھی شائع کئے گئے۔ اور خطبہ جمعہ کا پرچہ مستقل طور پر ۱۶ صفحہ کا شائع کیا جاتا۔ لیکن یکم جولائی ۱۹۳۶ء سے مستقل طور پر ہر پرچہ ۱۲ صفحہ کا۔ اور خطبہ جمعہ کا پرچہ کم از کم ۱۶ صفحہ کا رنگدار شائع کیا گیا۔ مگر باوجود پے بہ پے اخراجات میں بہت زیادہ اضافہ کرنے کے قیمت وہی رکھی جو چار صفحہ کا روزانہ کرنے کے وقت تجویز ہوئی تھی۔ یعنی پندرہ روپے سالانہ۔ آخر جب ۱۹۳۷ء میں جنگ کی افواہیں پھیلنے پر کاغذ اور دیگر سامانِ طباعت بہت گراں ہو گیا۔ اور ادھر احرار کا فتنہ انتہا کو پہونچ گیا

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی قبل از وقت یعنی ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء کے خطبہ جمعہ میں بیان فرمودہ اس پیشگوئی کے مطابق کہ:-

"زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے۔ اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں۔ اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے"

اپنی موت مر گیا۔ اور خدا تعالےٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو عظیم الشان فتح بخشی۔ تو جماعت میں روزانہ اخبار کی ضرورت کا احساس کم ہونے لگا۔ اور وہی "الفضل" جو فتنہ احرار کے زوروں پر ہونے کے ایام میں پانچ پانچ ہزار چھپا۔ اور عام طور پر بھی اس کی اشاعت تین ہزار تک پہونچ گئی۔ دو تو ہزار سے بھی کم رہ گیا۔ تو اخراجات کی مشکلات سے مجبور ہو کر ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء سے دوسرے دن کا پرچہ آٹھ صفحہ کا کرنا پڑا۔ تاہم خطبۂ جمعہ کا پرچہ ۱۶۔ اور ۲۰ صفحات پر ہی شائع کیا گیا۔ آخر اسے بھی ۱۲ صفحہ کا کرنا پڑا۔ اور اب جبکہ جنگ شروع ہو جانے کی وجہ سے کاغذ وغیرہ نہ صرف کئی گنا زیادہ گراں ہو چکا ہے۔ بلکہ اس کا میسر آنا بھی محال ہو رہا ہے اور بڑے بڑے مالدار اور کثیر الاشاعت اردو انگریزی اخبارات نہ صرف اپنا سائز چھوٹا کر چکے ہیں۔ بلکہ صفحات بھی گھٹا چکے ہیں۔ "الفضل" کا اس وقت تک روزانہ رہنا ممکن نہیں۔ جب تک جماعت خصوصیت کے ساتھ اس کی امداد کے لئے ہاتھ نہ بڑھائے اور کم از کم چار ہزار خریدار نہ مہیا کر دے خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے "الفضل" کو اس وقت تک روزانہ جاری رہنے کی توفیق بخشی۔ اور خلافت جوبلی کی مبارک تحریک پر شاندار "جوبلی نمبر" شائع کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ لیکن اس نمبر کے غیر معمولی اخراجات نے "الفضل" پر اور زیادہ بوجھ ڈال دیا ہے۔ تاہم اگر جماعت "الفضل" کے متعلق اپنے فرض کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو۔ اور یہ دیکھتی ہوئی کہ ہر ایسے موقعہ پر جب جماعت کے خلاف کوئی فتنہ اٹھا۔ "الفضل" سینہ سپر ہو کر پہلے سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ میدان عمل میں نکل آیا۔ اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کر دے۔ تاکہ ترقی کی طرف جو قدم وہ بڑھا چکا ہے۔ اسے واپس نہ لوٹانا پڑے اور وہ آئندہ اور زیادہ شاندار خدمات بجا لا سکے۔ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ جنگ کی وجہ سے جو غیر معمولی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ وہ غیر معمولی جد و جہد۔ اور سعی سے ہی دور ہو سکتی ہیں۔

باتیں تو اور بھی بہت سی ہیں۔ جو "الفضل" کی چھبیس سالہ زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن مضمون کی طوالت اور جوبلی نمبر میں گنجائش کی قلت مانع ہے۔ تاہم چند باتیں مختصراً پیش کی جاتی ہیں:-

"الفضل" کے عملۂ ادارت میں کام کرنے والے اصحاب

اس وقت تک "الفضل" میں جن خوش نصیب اصحاب کو کسی وقت خدمات سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان میں سے بعض کے نام پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔ باقی کا مختصر ذکر درج ذیل کیا جاتا ہے:-

۱۔ ۱۹۱۵ء میں حافظ عبید اللہ صاحب مرحوم نے جنہیں بعد میں مارشیس بطور مبلغ بھیجا گیا۔ اور وہیں انہوں نے شہادت پائی۔ کام کیا۔ (۲) اسی زمانہ میں چودھری فضل احمد صاحب سٹاف نے کچھ عرصہ کام سیکھا۔ (۳) ماسٹر نذیر احمد صاحب منشی فاضل۔ بی۔ اے کچھ عرصہ کام سیکھتے رہے (۴) حافظ جمال احمد صاحب نے جو آجکل مارشیس میں بطور مبلغ کام کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ کام کیا۔ (۵) دو دفعہ تھوڑا تھوڑا عرصہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے بطور قائم مقام ایڈیٹر فرائض انجام دیئے (۶) میاں نذیر احمد صاحب چغتائی نے کچھ عرصہ ایڈیٹوریل سٹاف میں کام کیا۔ مگر ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔ اور وہ فوت ہو کر مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے (۷) مولوی ظفر الاسلام صاحب نے بھی کچھ عرصہ کام کیا (۸) مولوی عبد الرحمن صاحب مولوی فاضل سابق دارہ "الفضل" میں حسب ذیل اصحاب کام کر چکے ہیں (۹) شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر (۱۰) مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل۔ (۱۱) مولوی سید احمد علی صاحب مولوی فاضل۔ (۱۲) چودھری عبد المجید صاحب بی اے (آنرز) بھی کچھ عرصہ ایڈیٹوریل سٹاف میں شریک رہے۔ اب اسسٹنٹ منیجر کے فرائض ان کے سپرد ہیں۔

"الفضل" کی خدمات کے مختلف پہلو

"الفضل" نے اس عرصہ میں جو خدمات سرانجام دیں ان کے حسب ذیل پہلو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے (۱) خطبات جمعہ (۲) خطباتِ عیدین۔ اور (۳) خطباتِ نکاح۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں شائع کرنے کا فخر حاصل کیا۔ ہر خطبہ اپنے موضوع کے متعلق حیرت انگیز اور بے مثال چیز ہے۔

(۲) مختلف اوقات میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا درس القرآن شائع کیا۔ (۳) نہایت اہم وقتی معاملات پر حضور کی تقریریں درج کیں۔ اور (۴) بہت سے مضامین حضور کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے چھاپے۔ (۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے بعض قلمی مکتوبات کا عکس شائع کیا۔ (۶) اندرون اور بیرون ہند کے احمدی مشنوں کی تبلیغی رپورٹیں درج کیں۔

اس کے علاوہ حسب ذیل عنوانات پر مضامین شائع کئے جاتے رہے:-

(۱) صداقتِ اسلام و صداقت احمدیت (۲) مخالفین اسلام اور مخالفین احمدیت کے اعتراضات کے جواب (۳) غیر مذاہب کے متعلق تحقیقی مضامین۔ (۴) فضیلتِ اسلام (۵) تمدنِ اسلام کی برتری۔ (۶) تاریخ اسلام (۷) تعلیم و تربیت (۸) اندرونی اور بیرونی مخالفین کی ریشہ دوانیوں کا انسداد۔ (۹) بین الاقوامی اتحاد کے لئے کوشش۔ (۱۰) ہر مصیبت اور ضرورت کے وقت مسلمانوں کی حمایت (۱۱) اہم وقتی معاملات کے متعلق راہ نمائی۔

"الفضل" کے خلاف مقدمات

گزشتہ پچیس سال کے عرصہ میں "الفضل" کے خلاف تین مقدمات دائر ہوئے۔ ان میں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلا مقدمہ وُہ ہے۔ جو ایک شخص ظہیر الدین۔ اڑیسہ نے ایڈیٹر و پرنٹر پر ۱۹۲۲ء میں دائر کیا۔ اور جو قریباً سات ماہ تک گوجرانوالہ میں زیر سماعت رہا۔ آنریبل سر چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب "الفضل" کی طرف سے بطور وکیل پیش ہوتے رہے۔ آخر ۲۲ اپریل ۱۹۲۴ء کو مجسٹریٹ صاحب نے استغاثہ خارج کرتے ہوئے لکھا:۔

"استغاثہ کو بے بنیاد اور فضول قرار دیتا۔ اور ڈسمس کرتا ہوں"۔

نیز مستغیث کے متعلق لکھا کہ:۔

"وُہ وجہ بتائے۔ کہ اس کے اس ناحق استغاثہ کی وجہ سے مستغاث علیہم کو کیوں نا معقول حرجانہ نہ دلایا جائے"۔

دوسرا مقدمہ غیر مبایعین کی طرف سے ایک مضمون کی وجہ سے دائر کیا گیا۔ جو "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اراکین کا کچا چٹھا" کے عنوان سے شائع کیا گیا تھا۔ اس مضمون کی بناء پر پہلے تو مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے ایڈیٹر "الفضل" کو پچاس ہزار روپیہ نقد ادا کرنے اور تحریراً غیر مشروط معافی مانگنے ورنہ قانونی کارروائی کرنے کا نوٹس دیا۔ اور ماسٹر یعقوب خان صاحب کی طرف سے پانچ ہزار روپیہ بطور تاوان ادا کرنے۔ اور تحریراً غیر مشروط معافی مانگنے کا مطالبہ کیا گیا۔ ورنہ مقدمہ کرنے کی دھمکی دی گئی۔ لیکن پھر صرف ماسٹر صاحب کی طرف سے فوجداری مقدمہ دائر کیا گیا۔ اسی دوران میں ایڈیٹر "الفضل" کے خلاف "پیغام صلح" میں ایک مضمون لکھا گیا۔ جس کی بناء پر پیغام صلح پر مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بالکل مساوی الفاظ میں مصالحت نامہ لکھا گیا اور مقدمات سے دستبرداری دے دی گئی اس مقدمہ میں بھی آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب "الفضل" کی طرف سے پیش ہوتے رہے:۔

تیسرا مقدمہ جو احرار کی طرف سے "الفضل" کے ایک نوٹ کی بناء پر دائر کیا گیا اس کا حال ہی میں فیصلہ ہوا ہے۔ ایڈیٹر کو ۵۱ روپیہ جرمانہ یا دو ماہ قید سخت اور پرنٹر کو ۲۵ روپیہ جرمانہ یا ایک ماہ قید سخت کی سزا دی گئی:۔

متفرق امور

"الفضل" کے صفحات میں وقتاً فوقتاً جن امور کا اضافہ ہوتا رہا۔ ان میں سے چند ایک قابلِ ذکر حسب ذیل ہیں:۔

(۱) "اخبار احمدیہ" کا عنوان ۲ فروری ۱۹۱۵ء سے مقرر کیا گیا۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک قائم ہے۔ اور اس کی ذیل میں درج ہونے والے امور نہایت دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں:

(۲) ۴ نومبر ۱۹۱۵ء کے "الفضل" میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو خطبۂ جمعہ چھپا۔ اس پر پہلی دفعہ خطبہ کے مضمون کے مطابق عنوان لگایا گیا

(۳) جولائی ۱۹۱۶ء سے عالم بسوان کا مستقل عنوان مقرر کر کے خواتین کے متعلق مضامین شائع کرنے شروع کئے گئے:

(۴) ۲۵-جولائی ۱۹۱۶ء سے صفحۂ اول پر فہرست مضامین درج کی جانے لگی:

(۵) ۹ مئی ۱۹۲۵ء سے ایک مذاحیہ کالم "چودھویں صدی کے مولوی" کے عنوان سے شروع کیا گیا۔ مگر پھر بند کر دیا گیا:

۱۶ دسمبر ۱۹۲۷ء کے "الفضل" میں تادیب النساء کے نام سے عورتوں کے لئے ضمیمہ شائع کرنا شروع کیا گیا:

(۷) ۵-اپریل ۱۹۱۹ء سے الموعظۃ الحسنۃ کے عنوان سے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

(۸) ۸ ستمبر ۱۹۲۱ء سے "الفضل" کے ٹائیٹل پر انگریزی حروف میں نام لکھنا شروع کیا گیا

(۹) سیرت النبی کے جلسوں کی تحریک کے سلسلہ میں "الفضل" نے ۱۹۲۸ء سے "خاتم النبیین" نمبر بہت بڑے حجم کا شائع کرنا شروع کیا۔ یہ پرچہ سات ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ جو ختم ہو گیا۔ اور پھر دوبارہ چھاپا گیا۔ ۱۹۲۹ء کا "خاتم النبیین نمبر" پندرہ ہزار کی تعداد میں شائع ہوا:

(۱۰) ۱۷ اگست ۱۹۲۸ء سے "اشارات" کے عنوان سے مذاحی کالم شروع کیا گیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسے بھی بند کر دینا پڑا:

اس عرصہ میں فوٹو بلاک کی تصویر صرف ایک محترم قاضی محمد علی صاحب نوشہروی کی شائع کی گئی:

"الفضل" کی مختصر سی تاریخ ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مبارک ہاتھوں جس اخبار کا اجراء ہوا۔ وُہ جماعت احمدیہ کے لئے کس قدر مفید ثابت ہوا۔

دعاء ہے۔ کہ خدا تعالیٰ "الفضل" کو بیش از پیش خدمات سرانجام دینے کا موقعہ عطا فرمائے:۔ آمین۔

خاکسار: غلام نبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے عہد میں احمدی خواتین کی علمی ترقی

از محترمہ بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد سعادت مہد میں عورتوں کی تعلیمی حالت نے خاص پلٹا کھایا وُہ پرائمری سکول جو کہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں صرف ایک اُستانی کی کارکردگی کا رہینِ منت تھا۔ اب باقاعدہ سند یافتہ متعدد استانیوں کے ماتحت پرائمری سے مڈل اور مڈل سے میٹرک تک ہوا۔ ایف اے۔ اور بی اے کی کلاسز کھولی گئیں۔ دینیات کی کلاسیں بنیں۔ جس میں مردوں کے ہم پایہ و ہم پلہ مقررات و مبلغات تیار ہونے لگیں۔ لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے ذریعہ تعلیم و تربیت کے اہم کام سرانجام پائے۔ ناصرات الاحمدیہ سوسائٹی قائم ہوئی۔ "مصباح" عورتوں کے واحد اخبار کا اجراء ہوا۔ مدرسۃ الخواتین میں پڑھ کر بہت سی عورتوں نے "مولوی" کی ڈگری حاصل کی۔ بعض نے ادیب اور ادیب عالم کے امتحانات پاس کئے۔ حسن و احسان میں نظیر کے احسانات کہاں تک گناؤں۔ اور کس زبان سے شکریہ ادا کروں:

غرض کہ حضور کے وجود کی برکت سے جماعت احمدیہ کی مستورات میں علم کا ایسا چرچا ہوا۔ کہ دوسرے مسلمانوں کی مستورات بہت عرصہ تک پیچھے رہ گئیں۔ حضور کے قرآن مجید اور حدیث کے درسوں سے عورتوں پر کلام اللہ کے معارف ظاہر ہوتے ہیں۔ ذہنوں میں ترقی ہوتی ہے۔ حضور کے خطباتِ جمعہ سے قادیان کی چھوٹی سی بستی میں بیک وقت ہزاروں عورتیں مستفیض ہوتی ہیں۔ رمضان شریف کے درسِ قرآن میں سینکڑوں عورتیں شامل ہوتی ہیں۔ اپنے خاندان کی مستورات کی تعلیم کی طرف ہمیشہ حضور کی توجہ خصوصیت سے مبذول رہی ہے۔ اور جس کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ خاندان نبوت کی خواتین کے ذریعہ تمام جماعت کی مستورات کی تعلیم و تادیب اعلیٰ پیمانہ پر کر سکیں۔

علاوہ ازیں حضور کے حکم کے ماتحت قادیان کے ہر محلہ میں ایک مدرسہ قائم ہو چکا ہے۔ جس میں ہر وُہ عورت جو بڑی عمر کی ہو۔ اور مدرسۃ البنات میں داخل نہ ہو سکتی ہو۔ قرآن مجید پڑھتی اور ابتدائی تعلیم حاصل کرتی ہے۔ الغرض حضور کی توجہ مستورات کی تعلیم کی طرف کامل طور پر ہے اور جو صورت بھی اس مقصد کے لئے اختیار کی جا سکتی ہے حضور اس کو اختیار کرنے میں تامل نہیں فرماتے:۔ الحمد للہ اگر غور کیا جائے۔ تو حضور کا ایک یہی احسان جماعت احمدیہ کی مستورات پر بہت بڑا احسان ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم حضور کے منشاء کے مطابق اعلیٰ اور نتیجہ خیز تعلیم حاصل کر کے دین کی خدمت میں حصہ لے سکیں:

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی سیرت کے چند دلچسپ واقعات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از جناب
ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب
انچارج نور ہاسپٹل
قادیان

بڑا آج فضلِ خدا ہو رہا ہے
کہ محمود جلوہ نما ہو رہا ہے
ہزاروں ہی سجدے کریں میری آنکھیں
کہ حاصل انہیں مدعا ہو رہا ہے

چونکہ ادارۂ الفضل نے خاکسار سے چاہا ہے۔ کہ یہ ناچیز بھی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی سیرت کے متعلق خامہ فرسائی کرے۔ اس لئے بتعمیل ارشاد بطور ایک ایسے شاہد کے جسے خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے حضور کے قرب کا شرف عطا فرمایا۔ چند وہ باتیں پیش کرتا ہوں۔ جو بظاہر چھوٹی ہیں۔ مگر میرے نزدیک وہ بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج تک میرے دل پر نقش ہیں ؎

۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے۔ جبکہ خاکسار پٹیالہ میں ہائی سکول کا طالب علم تھا۔ کہ خاکسار کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی بے حد تڑپ پیدا ہوئی۔ لیکن میں چونکہ آسانی سے قادیان کے سفر کا سامان مہیا نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کیا کرتا تھا۔ کہ وہ اپنے فضل سے توفیق دے۔ ایک روز میں نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہماری مسجد کے حجرہ میں تشریف لائے ہیں۔ حضور کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر میں خود آپ ہی چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور حضور سے چمٹ گیا اور فرطِ محبت میں رونا شروع کر دیا۔ حضور نے نہایت شفقت سے خاکسار کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اور تسلی دی۔ اس کے بعد خاکسار کی آنکھ کھل گئی۔

اس رؤیا کے تھوڑے ہی دن بعد خاکسار کو سفرِ قادیان کی توفیق مل گئی۔ اس سفر میں ہم چھ اصحاب شامل تھے۔ (۱) مولوی عبداللہ خان صاحب مرحوم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پٹیالہ۔ (۲) حافظ نور محمد صاحب مرحوم۔ سیکرٹری جماعت احمدیہ پٹیالہ (۳) حاجی محمد صدیق صاحب مشتری وائسریگل ہاؤس دہلی (۴) شیخ محمد افضل صاحب طالب علم پٹیالہ۔ (۵) میاں خدا بخش صاحب طالب علم اور (۶) خاکسار۔ قادیان پہونچکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی اور دستی بیعت کا شرف حاصل کیا ؎

ایک روز ہم مہمان خانہ میں بیٹھے تھے۔ کہ کسی لڑکے نے ایک دوسرے لڑکے سے کہا۔ میاں صاحب (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد) آ گئے۔ اور کشتی چلانے لگے ہیں۔ خاکسار کے دل میں خواہش پیدا ہوئی۔ کہ آپ کو کشتی چلاتا دیکھوں۔ میری تحریک پر میرے دو ساتھی طالب علموں میں سے تو میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گئے مگر دوسرے ساتھی نے کہا۔ کہ کیا جانا ہے چنانچہ ہم دونوں گئے۔ اور اپنی آنکھوں کے شوق کو پورا کیا۔ بات چھوٹی سی ہے۔ مگر نتیجہ کے لحاظ سے بہت بڑی ہے ؎

چودہ سال کے بعد خدا تعالےٰ کے فضل سے حضرت میاں صاحب جو اب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ہیں۔ کی زیارت کرنے کا اعلیٰ درجہ کا موقعہ میسر آیا۔ اور خدمت کرنے کی توفیق بھی مل گئی۔ خدا کے فضل سے اوّل تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس دالان میں جس کے ساتھ بیت الدعا ملحق ہے۔ لگاتار تین ماہ رہنا نصیب ہوا۔ پھر ایسے مکان میں جگہ ملی۔ جو حضور کے مکانات کا جزو ہے اس طرح حضور کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کی اس قدر توفیق ملی۔ جس کا بیان بہت طویل ہے۔ ابتدائی دو تین سال کے عرصہ میں حضور لمبا اوقات میری جائے قیام پر تشریف لاتے اور گھنٹوں رونق افروز رہتے۔ اور اور کبھی اپنی علالت کی وجہ سے مجھے اپنے پاس بلا لیتے۔ عجیب بات ہے۔ کہ میرے قادیان ہجرت کر آنے کے کچھ عرصہ بعد میاں خدا بخش صاحب سومن تو ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ مگر شیخ محمد افضل صاحب کو اسکی توفیق نہ ملی۔ یہ واقعہ حضور کے اندر بچپن سے قوت جذب رکھنے اور حضور کے ساتھ تھوڑی سی محبت کے اظہار کو بھی خدا تعالےٰ کے قبول کر لینے کا ثبوت ہے ؎

۱۹۰۶ء میں جبکہ حضور کی عمر ابھی سولہ سال کی تھی۔ خدمتِ اسلام کے کاروبار کی غرض کے لئے اور نوجوانوں کو تیار کرنے کے واسطے حضور نے ایک انجمن بنائی۔ جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تشحیذ الاذہان رکھا گیا۔ قادیان اور بیرونجات کے نوجوان اس انجمن کے ممبر بنائے گئے۔ خاکسار کو بھی اللہ تعالےٰ نے ممبر بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ ۱۹۰۷ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس انجمن کا اجلاس ہوا۔ اکثر ممبر حاضر تھے۔ اور حضور صدر معاملات یکے بعد دیگرے پیش ہوئے اور ایسے باوقار طریق پر زیر بحث آئے کہ بڑے بڑے اجلاس شرما جائیں۔ ایک معاملہ میں آرا شماری کی گئی۔ جس طرف خاکسار نے رائے دی۔ اسی طرف حضور کی رائے ہوئی۔ جس سے خاکسار کو بہت خوشی حاصل ہوئی ؎

۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے چند دن بعد حضور کا آخری مضمون "پیغام صلح" لاہور کے یونی ورسٹی ہال میں پڑھا گیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اس موقعہ پر لاہور تشریف لائے۔ خاکسار اُن دنوں میڈیکل سکول لاہور کے طالب علم کی حیثیت سے وہاں مقیم تھا۔ لیکچر "پیغام صلح" جس شان سے پڑھا گیا۔ اور جو تاثرات اس کے ہوئے۔ ان کا ذکر ان تاریخوں کے اخباروں میں موجود ہے۔ خاکسار پہلے تو پیغام صلح اور اسکے مضمون سے بہرہ اندوز ہوا۔ اور پھر اسی جذبہ کے ماتحت کہ جس نے حضور کو ۱۹۰۵ء میں کشتی چلاتے دیکھنے پر مجبور کیا تھا۔ ان کی بیعت حاصل کرنے کی تحریک کی۔ چنانچہ میں بن بلائے مہمان کی طرح حضور کے ساتھ ہو لیا اس روز میں حضور کے ساتھ قریباً چار یا پانچ گھنٹے رہا۔ اور دیکھا۔ کہ کبھی ایک کتب فروش کے ہاں جاتے ہیں۔ کبھی دوسرے کے ہاں اور پبلک لائبریری میں تشریف لے گئے۔ ممبر بنے۔ اور چند کتب حاصل کیں۔ باوجودیکہ خاکسار حضور کے ساتھ رہا۔ اور حضور کبھی پیدل۔ کبھی ٹانگہ پر ادھر اُدھر جاتے رہے۔ مگر اتنے لمبے عرصہ میں آپ نے مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ نہ میں نے یا تو حیا کی وجہ سے یا میری دلداری کی وجہ سے مجھے ساتھ رہنے سے نہ روکا۔ اور نہ ہی میں علیحدہ ہونا گوارا کر سکا۔ عجیب تھا مہمان اور عجیب تھا میزبان۔ آخر جب حضور جائے قیام پر تشریف لے گئے۔ تو میں الگ ہوا۔ یہ واقعہ حضور کے علم دوست ہونے اور بچپن سے بڑے عزائم رکھنے۔ انتہائی شرمسار ہونے اور مسکینوں پر رحم کرنے کا ثبوت ہے ؎

۱۹۰۹ء یا ۱۹۱۰ء کا واقعہ ہے کہ لاہور کے مشن کالج میں عیسائیوں کی طرف سے مذہبی لیکچروں اور بحث مباحثہ کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ بعض سوالات مختلف مذاہب کی طرف سے اعتراض کے رنگ میں پیش کئے جاتے۔ اور ان کا جواب ان مذاہب کے حامیوں سے سٹیج پر سنوایا جاتا۔ بعض کا جواب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اور جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے دیا۔ یہ سلسلہ سوال و جواب کئی دن تک جاری رہا۔ اور خاکسار بھی جلسہ میں شامل ہوتا رہا۔ اس کے چند روز بعد جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے مندرجہ ہا لا مذاکرہ کے متعلق ایک پبلک جلسہ کر کے ان سوالات کے تفصیلی جواب دیئے جانے کا اعلان کیا گیا۔ مقررین میں خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب اور حضرت امیر المومنین بھی تھے مجھے اس وقت تک کہ عرصہ $\frac{29}{29}$ سال کا گزر چکا ہے۔ خوب یاد ہے۔ کہ اُن تقریروں میں حضرت امیر المومنین کی تقریر نہایت مدلل صاف اور تمام تقاریر پر فائق تھی۔

جب منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے ایک سو روپیہ دینے کی فہرست کھلی۔ تو میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی۔ کہ میں بھی شریک ہو جاؤں۔ مگر میرے پاس ایک سو روپیہ نہ تھا۔ خدا نے میرے دل کو دیکھا۔ اور میری شمولیت کے سامان بہم پہونچائے۔ میں نے رؤیا میں دیکھا

خلافتِ ثانیہ کے بابرکت عہد میں احمدیت کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدرت ثانیہ کے مظاہر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤنگا" (تذکرہ صفحہ ۳۰۵) اور اس کی صورت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی کہ "خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے" (الوصیت)

اسی غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور یہی وہ غرض ہے جو اس الہام میں بیان ہوئی۔ کہ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (تذکرہ صفحہ ۲۶۲)

مگر جیسا کہ الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے انبیاء جس راستبازی کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی "پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔" بلکہ صداقت کی اشاعت کی "تکمیل" کے لئے اللہ تعالیٰ قدرت ثانیہ کے مظاہر سے کام لیتا ہے۔ اور قدرتِ ثانیہ سے مراد جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے ظاہر ہے خلافت ہے۔ پس اس سنت اللہ کے ماتحت ضروری تھا۔ کہ احمدیت کا بیج جو بویا گیا۔ اس کی پوری تکمیل" قدرت ثانیہ کے مظاہر یعنی آپ کے خلفاء کے ذریعہ ہو:

تکمیلِ تبلیغ

اسی سلسلہ میں اس امر کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مظہر اتم ہیں۔ اور یہ امر ثابت ہے کہ اسلام کی ترقی زیادہ تر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔ پس اس مماثلت کے ماتحت ضروری تھا۔ کہ اشاعتِ احمدیت کی "پوری تکمیل" بھی ایسے ہی وجود کے زمانہ میں ہو۔ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشابہت تامہ رکھتا ہو۔ اور ہمارے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو الہامات میں "فضل عمر" قرار دیا گیا ہے۔ (مبشر اشتہار حاشیہ صفحہ ۲۱) جس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ جیسے حضرت عمر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفۂ ثانی ہوئے اسی طرح آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ ہوں گے۔ اور جس طرح حضرت عمر رضؓ کے عہد میں اسلام نے زیادہ تر ترقی کی۔ اسی طرح آپ کے عہد میں احمدیت کی اشاعت کی تکمیل ہوگی۔ چنانچہ یہ عجیب بات ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ولادت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اشتہار شائع فرمایا اس کا عنوان بقلم جلی حضورؑ نے "تکمیل تبلیغ" رکھا۔ جس میں تصرف الٰہی کی اسی امر کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ کہ جس بابرکت وجود کی پیدائش کا اس میں ذکر کیا گیا ہے اسی کے مبارک ہاتھوں سے احمدیت کی تبلیغ اپنی تکمیل کو پہونچے گی۔ گویا الوصیت میں صداقت کی "پوری تکمیل" کا جو ذکر ہے اس کا پورا ہونا اسی مبارک وجود کے عہد کے ساتھ تعلق رکھتا تھا جس کی پیدائش پر "تکمیل تبلیغ" کا اشتہار شائع ہوا۔ پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ "اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے"

اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ الہام نازل فرمایا۔ کہ "سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علیٰ دینِ واحد" (تذکرہ صفحہ ۵۲۷) پس خلافت ثانیہ کے عہد میں اشاعتِ احمدیت کی تکمیل مقدر ہے۔ اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دور میں احمدیت کی جو اشاعت ہوئی۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عہد میں جس قدر ادارہ ہائے تبلیغ ہندوستان اور غیر ممالک میں قائم کئے گئے وہ جماعت احمدیہ کی بے مثال مالی اور جانی قربانیوں اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زریں کارناموں کا مجیر العقول کرشمہ ہیں:

دارالتبلیغ لنڈن

اس سلسلہ میں سب سے پہلے احمدیہ دارالتبلیغ لنڈن کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس دارالتبلیغ

از مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل اسسٹنٹ ایڈیٹر "الفضل"

کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے عہد میں رکھی گئی یعنی خواجہ کمال الدین صاحب ۷ ستمبر ۱۹۱۲ء کو عازم ولایت ہوئے اور انہوں نے ووکنگ میں کام شروع کیا مگر جلد ہی ایک اور مبلغ کی ضرورت کا اظہار کیا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو وہاں بھیجنا چاہا۔ مگر خواجہ صاحب نے لکھا کہ ان کی بجائے کسی اور کو بھیجا جائے۔ اس پر حضور نے جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے کو روانہ کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضور کی وفات ہوگئی۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو منصب خلافت پر خدا تعالیٰ نے متمکن فرمایا۔ اس پر جناب چوہدری صاحب نے تو بیعت کر لی۔ مگر خواجہ صاحب نے بیعت نہ کی۔ اس اختلاف کی وجہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے چوہدری صاحب کو علیحدہ مشن قائم کرنے کی ہدایت جاری فرمائی۔ چوہدری صاحب ووکنگ چھوڑ کر لنڈن آ گئے۔ اور وہاں انہوں نے اپنا تبلیغی کام شروع کر دیا۔ ۱۹۱۵ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے قاضی محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی کو لنڈن روانہ فرمایا۔ اور چوہدری صاحب مارچ ۱۹۱۶ء میں واپس قادیان آ گئے۔ قاضی صاحب نے چار سال تک انگلستان میں تبلیغ کا کام سرانجام دیا۔ ۱۹۱۷ء میں حضور نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو لنڈن روانہ فرمایا۔ جو کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد ۲۴ جنوری ۱۹۲۰ء کو امریکہ تشریف لے گئے۔ جولائی ۱۹۱۹ء میں چوہدری فتح محمد صاحب کو دوبارہ معہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر لنڈن روانہ کیا گیا۔ اور قاضی محمد عبداللہ صاحب ۲۸ نومبر ۱۹۱۹ء کو قادیان واپس آ گئے۔ اگست ۱۹۲۰ء میں مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بنگالی کو قادیان سے نائیجیریا تبلیغی مرکز قائم کرنے کے لئے روانہ کیا گیا۔ جو ۱۸ ستمبر کو لنڈن پہونچے۔ اور ان کے متعلق آخر لنڈن میں ہی کام کرنے کا فیصلہ ہوا۔ فروری ۱۹۲۱ء میں مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کو لنڈن سے نائیجیریا روانہ کیا گیا۔ اور چوہدری فتح محمد صاحب مولوی مبارک علی صاحب کو چارج دے کر ستمبر ۱۹۲۱ء میں واپس قادیان آ گئے اس کے بعد مولوی مبارک علی صاحب کو برلن روانہ کیا گیا۔ اور مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے نائیجیریا سے واپس آ کر لنڈن مشن کا چارج لے لیا۔ ۱۱ مئی ۱۹۲۳ء کو ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے (جو دسمبر ۱۹۲۳ء میں برلن روانہ کئے گئے تھے) لنڈن آ گئے اور انہوں نے نیر صاحب کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا۔ ۱۹۲۴ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ خود لنڈن تشریف لے گئے۔ اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حضور نے مسجد فضل لنڈن کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضور کی واپسی پر نیر صاحب بھی آ گئے۔ اور لنڈن میں ان کی جگہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے امام اور ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے

ان کے نائب مقرر ہوئے۔ ۲۶ اپریل ۱۹۲۸ء کو حضور کے ارشاد کے ماتحت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب عازم انگلستان ہوئے۔ اور ملک غلام فرید صاحب جولائی ۱۹۲۸ء میں واپس آگئے اگست ۱۹۲۸ء میں صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔اے کو لنڈن روانہ کیا گیا۔ اور درد صاحب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کو چارج دے کر ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو واپس قادیان آگئے۔ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو مولوی محمد یار صاحب عارف کو لنڈن روانہ کیا گیا۔ اور صوفی عبدالقدیر صاحب ۱۶ اگست ۱۹۳۱ء کو واپس آگئے۔ اس کے بعد دوبارہ درد صاحب کو ۲ فروری ۱۹۳۳ء کو روانہ کیا گیا۔ آپ نے خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب سے چارج لیا۔ اور خان صاحب ۱۰ اپریل ۱۹۳۳ء کو قادیان آگئے۔ مولوی محمد یار صاحب عارف بھی ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء کو واپس آگئے۔ اور انکی جگہ فروری ۱۹۳۶ء میں مولوی جلال الدین صاحب شمس کو لنڈن روانہ کیا گیا۔ جو اب تک تبلیغی کام میں مصروف ہیں۔

۱۹۳۴-۳۵ء میں لنڈن میں احمدیت کی تبلیغ کا اس لحاظ سے اور زیادہ اضافہ ہوگیا۔ کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادگان مرزا ناصر احمد صاحب۔ مرزا مظفر احمد صاحب مرزا ظفر احمد صاحب اور مرزا سعید احمد صاحب مرحوم وہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے۔ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب بھی ۲۶ فروری ۱۹۳۶ء کو ترجمۃ القرآن کے لئے لنڈن روانہ ہوئے۔ تمام صاحبزادگان حضرت مولوی شیر علی صاحب اور مولانا عبدالرحیم صاحب درد ۹ نومبر ۱۹۳۸ء کو واپس قادیان آگئے۔ اب مولوی جلال الدین صاحب شمس وہاں کام کر رہے ہیں۔ مولوی محمد صدیق صاحب مولوی فاضل بھی اسی دارالتبلیغ میں ہیں۔

یہ دارالتبلیغ نہ صرف یورپ بلکہ تمام دنیا میں اسلامی مفاد کی حفاظت کر رہا ہے۔ آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کا بھی وقتاً فوقتاً اس میں جانا اس کی تقویت کا موجب ہوتا رہتا ہے۔ نومسلم عربی اردو سیکھتے۔ اور انگریزی میں مذہبی مضامین لکھتے ہیں۔ عیدین اور دیگر تقریبات پر لنڈن کے لارڈز اور ناٹس اور دیگر اکابر کئی دفعہ ہماری مسجد میں آچکے۔ اور غیر ممالک کے شہزادے اور مشہور لوگ بھی مسجد دیکھ چکے ہیں۔

۱۱ جولائی ۱۹۳۵ء کو جلالۃ الملک شاہ ابن سعود کے ولیعہد امیر سعود کو ان کے لنڈن تشریف لے جانے پر جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے امام مسجد لنڈن نے دعوت دی جسے انہوں نے بخوشی منظور فرمایا۔ اور وہ مسجد احمدیہ میں تشریف لائے۔ جہاں ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اس موقعہ پر کئی ایک دوسری اسلامی سلطنتوں کے نمائندے اور حکومت برطانیہ کے بعض اعلیٰ افسر بھی موجود تھے۔ امیر موصوف دو گھنٹہ تک وہاں رہے۔ اور بڑے شوق سے دارالتبلیغ لنڈن کی تبلیغی سرگرمیوں اور نومسلموں کی مذہبی تعلیم و تربیت ملاحظہ فرماتے رہے بالخصوص انگریز نومسلموں سے عربی میں نماز سنکر آپ نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔

پارکوں۔ سوسائٹیوں اور کلبوں میں لیکچروں کے ذریعہ ہزارہا لوگوں کو اسلام کا پیغام پہونچایا جا چکا ہے بعض نومسلم جب دوسرے ممالک میں جاتے ہیں تو وہاں بھی احمدیت کا پیغام پہونچاتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ سال ایک نومسلم دوست نے جزیرہ فجی میں احمدیت کا پیغام پہونچایا۔ اور ایک مخلص نومسلم نے البجیریا کے مسلمانوں کو احمدیت کی تبلیغ کی اس وقت نہ صرف لنڈن میں بلکہ اور بھی بہت سے مقامات میں جماعت ہائے احمدیہ پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ پورٹ سمتھ ورتھنگ۔ سرٹین۔ الفٹ۔ ڈیگنہم۔ راچسٹر کینٹ۔ سینڈرلینڈ۔ اولڈ کالون نارتھ ویلز۔ ڈربی۔ اور لورپول میں بھی احمدی پائے جاتے ہیں۔

دارالتبلیغ شکاگو (امریکہ)

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۲۰ء کے آغاز میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو جو لنڈن میں تھے امریکہ بھجوایا۔ امریکن حکام نے آپ کو داخل نہ ہونے دیا۔ مگر آخر کوشش اور جدوجہد کے بعد اجازت مل گئی۔ اس دارالتبلیغ کا مرکز شکاگو ہے۔ مفتی صاحب نے دورانِ قیام میں پہلے ڈیٹرائٹ میں احمدیہ مسجد بنائی پھر شکاگو میں۔ اور ایک سہ ماہی رسالہ مسلم سن شائز جاری کیا۔ آپ کی تبلیغ سے قریباً ایک ہزار امریکن داخل اسلام ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں مولوی محمد الدین صاحب بی۔اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کو وہاں بھیجا گیا۔ جنہوں نے دو سال کام کیا۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۸ء تک شیخ محمد یوسف صاحب جہلمی آنریری طور پر کام کرتے رہے۔ اور ۲۱ مئی ۱۹۲۸ء کو صوفی مطیع الرحمن صاحب بنگال ایم۔اے کو وہاں بھجوایا گیا۔ جو اب تک کام کر رہے ہیں۔ اس مرکز کے ماتحت خدا تعالیٰ کے فضل سے تیس کے قریب احمدیہ جماعتیں ہیں۔ شکاگو۔ پٹس برگ۔ کلیولینڈ اور انڈیانوپلس میں مساجد اماراللہ بھی قائم ہیں۔ نومسلم نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے تحریک جدید میں حصہ لیتے۔ اور سلسلہ کے کاموں کو شوق سے سرانجام دیتے ہیں۔

دارالتبلیغ نائیجیریا

یہاں تبلیغی مرکز اپریل ۱۹۲۱ء میں قائم ہوا۔ جبکہ مولانا نذیر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت انگلستان سے وہاں تشریف لے گئے۔ اور دس ہزار لوگوں کی ایک جماعت نے احمدیت قبول کی۔ یہاں پہلے ایک احمدیہ مسجد بنائی گئی۔ پھر ۱۹۲۰ء میں ایک احمدیہ سکول کھولا گیا ڈاکٹر زویمر مشہور امریکن مسیحی مشنری نے ایک دفعہ لکھا۔ کہ جماعت احمدیہ نے لیگوس کے مرکز سے تمام فرانسیسی مغربی افریقہ پر اثر جمالیا ہے۔ (الفضل ۳ فروری ۱۹۲۵ء) اس مرکز میں نیر صاحب کے بعد حکیم فضل الرحمن صاحب کو بھیجا گیا۔ جن کی جدوجہد سے تبلیغی کام بہت وسیع ہوگیا۔ اور اس علاقہ میں کئی جگہ نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ آجکل حکیم صاحب موصوف اسی علاقہ میں اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرا رہے ہیں۔ ہمارا مرکز لیگوس شہر میں ہے

دارالتبلیغ گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ)

گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ کی نوآبادیات میں اہم ادارہ تبلیغ ہے۔ پہلے پہل اس ملک میں نیر صاحب کے ذریعہ ۱۹۲۱ء میں فینٹی قوم نے احمدیت قبول کی۔ اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں حکیم فضل الرحمن صاحب کو وہاں کا انچارج مقرر کیا گیا۔

۱۹۲۶ء۔ اور چونکہ تبلیغی کام اس علاقہ میں جلد ہی بہت وسعت اختیار کر گیا۔ اس لئے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء کو مولوی نذیر احمد صاحب ابن بابو فقیر علی صاحب کو وہاں بھجوا دیا۔ حکیم فضل الرحمن صاحب ساڑھے سات سال کے بعد ستمبر ۱۹۲۹ء میں واپس آئے۔ اور مولوی نذیر احمد صاحب وہاں کے انچارج مبلغ مقرر ہوئے۔ فروری ۱۹۳۲ء میں دوبارہ حکیم صاحب کو گولڈ کوسٹ روانہ کیا گیا۔ جہاں کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد انہیں لیگوس بھجوا دیا گیا ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء کو مولوی نذیر احمد صاحب واپس آئے۔ اور ۲۲ فروری ۱۹۳۶ء کو مولوی نذیر احمد صاحب مبشر مولوی فاضل سیالکوٹی کے ہمراہ دوبارہ سالٹ پانڈ (گولڈ کوسٹ) تشریف لے گئے۔ اس علاقہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۷۰ کے قریب جماعت ہائے احمدیہ قائم ہیں۔ اور پچاس احمدیہ مساجد ہیں ۱۹۳۶ء میں گورنمنٹ نے جو مردم شماری کی اس کے رو سے صرف گولڈ کوسٹ اور اشانٹی کی جماعتوں کی تعداد اٹھارہ ہزار تھی۔ باقی علاقہ جات کے احمدی اس کے علاوہ ہیں۔

دارالتبلیغ سیرالیون (مغربی افریقہ)

سیرالیون مغربی افریقہ کی لنڈن سے جاتے ہوئے پہلی انگریزی مقبوضہ نوآبادی ہے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۲۷ء کے وسط میں دارالتبلیغ گولڈ کوسٹ کو توجہ دلائی۔ کہ مغربی افریقہ کے دوسرے ممالک میں بھی تبلیغی مرکز کھولے جائیں اور سالٹ پانڈ سے ان کی نگرانی کی جائے چنانچہ جماعت احمدیہ گولڈ کوسٹ کا کام مولوی نذیر احمد صاحب مبشر کے سپرد کر کے مولوی نذیر احمد صاحب ابن بابو فقیر علی صاحب ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو سیرالیون کے دارالخلافہ فری ٹاؤن میں پہونچے۔ اور اب تک وہیں تبلیغی کام کر رہے ہیں۔ فروری ۱۹۳۱ء میں نیر صاحب بحیثیت پہلے اسلامی مبلغ کے اس ملک میں داخل ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالتبلیغ کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ)

جنوبی افریقہ کے سنٹر کیپ ٹاؤن میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ جماعت قائم ہے۔ جماعت کے افراد میں سے حاجی سلیمان صاحب مرحوم کا خاندان خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ ان کے دو بیٹے حاجی ڈاکٹر یوسف سلیمان اور حاجی ڈاکٹر عمر سلیمان مخلص احمدی ہیں سب سے پہلے اس خاندان میں سے ڈاکٹر یوسف سلیمان چودھری فتح محمد صاحب کے ذریعہ لنڈن میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے کیپ ٹاؤن میں ان کا خاندان بہت مشہور ہے۔

دارالتبلیغ ماریشس

جزیرہ ماریشس میں احمدیہ مرکز تبلیغ ۱۹۱۵ء سے قائم ہے۔ حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے اس علاقہ کے پہلے مبلغ تھے۔ جو ۲۰ فروری ۱۹۱۵ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور روز ہاں میں اپنا مرکز قائم کیا۔ اڑھائی سال کے بعد آپ نے ایک اور مبلغ کی درخواست کی۔ جس پر حضور نے مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم ابن حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کو ۲۵ نومبر ۱۹۱۷ء کو بھجوایا۔ مولوی صاحب پانچ سال کام کرنے کے بعد دسمبر ۱۹۲۳ء میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پاگئے۔ اور صوفی صاحب قریباً بارہ سال بعد ۱۶ مارچ ۱۹۲۷ء کو قادیان واپس آئے۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے حافظ جمال احمد صاحب کو وہاں بھجوایا۔ حافظ صاحب مع اہل و عیال ۷ جولائی ۱۹۲۷ء کو تشریف لے گئے تھے۔ اور اب تک وہیں مقیم ہیں۔ فضل اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقہ میں بھی احمدیت قائم ہے۔ جس کا ثبوت اس سے مل سکتا ہے۔ کہ یہ دارالتبلیغ اپنا خرچ خود برداشت کرتا ہے۔

دارالتبلیغ دمشق (مصر)

اس ملک میں احمدیت کا پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۰۲ء میں مولوی غلام نبی صاحب پنشنر سابق مدرس مدرسہ احمدیہ مصر میں عربی تعلیم کے حصول کے لئے گئے اور لوگوں کو احمدیت کی تعلیم سے آگاہ کرتے رہے۔ جولائی ۱۹۱۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو وہاں بھیجا۔ شاہ صاحب موصوف وہاں سے بیروت چلے گئے۔ اثنائے قیام میں تبلیغ بھی کرتے رہے۔ چنانچہ ان کی سعی سے بعض آدمی سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ واپس آگئے۔ ۱۹۲۲ء میں شیخ محمود احمد صاحب عرفانی مصر میں گئے اور اثنائے قیام میں انہوں نے سرگرمی سے تبلیغی کام کیا۔ جس کے نتیجہ میں وہاں ایک مخلص جماعت قائم ہو گئی۔ ۱۹۲۴ء میں جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ یورپ تشریف لے جاتے ہوئے دمشق ٹھہرے تو حضور کو یہاں باقاعدہ تبلیغی مرکز قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ ۱۹۲۵ء میں حضور نے جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب شمس کو روانہ فرمایا۔ فروری ۱۹۲۶ء میں شاہ صاحب نے مولوی جلال الدین صاحب شمس کو چارج دے دیا۔ اور خود واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ شاہ صاحب کے بعد دمشق میں مولوی جلال الدین صاحب شمس قریباً دو سال رہے۔ وہاں کے علماء نے جب جماعت احمدیہ کو اشاعت پذیر ہوتے دیکھا تو انہوں نے سخت مخالفت شروع کر دی۔ اور لوگوں کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک بدباطن شخص نے مولوی جلال الدین صاحب کو خنجر سے زخمی کر دیا۔ اور آخر شدید مخالفت کے باعث حکومت نے آپکو دمشق چھوڑنے پر مجبور کیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو جب اس بات کا علم ہوا تو حضور نے مولوی صاحب کو حیفا (فلسطین) میں کام کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۸ء کو مولوی صاحب حیفا پہونچے۔ اور انہوں نے تبلیغ شروع کر دی۔

دارالتبلیغ بخارا (روس)

۱۹۲۱ء میں بخارا میں احمدیہ مرکز قائم کرنے کے لئے مولوی محمد امین خانصاحب افغان کو روانہ کیا گیا۔ جو کچھ عرصہ کے بعد واپس آگئے۔ جولائی ۱۹۲۴ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ انہیں اور مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل کو روانہ کیا۔ مولوی ظہور حسین صاحب تو راستہ میں ہی گرفتار کر لئے گئے۔ لیکن مولوی محمد امین خان صاحب بخارا پہونچ گئے۔ جہاں کچھ عرصہ تبلیغی کام کرنے کے بعد حاجی مردان قل بخاری کو ساتھ لے کر واپس قادیان آئے جو چند ماہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس اپنے وطن چلے گئے۔ مولوی ظہور حسین صاحب اکتوبر ۱۹۲۳ء میں رہا ہو کر قادیان آئے اور ۱۹۲۵ء میں مولوی محمد امین خانصاحب کو سہ بارہ اس علاقہ میں روانہ کیا گیا مگر جاتے ہی گرفتار کر لئے گئے اور دو سال کی قید کے بعد ۱۹۲۷ء میں آزاد ہو کر واپس آگئے۔ ان مبلغین کی مساعی سے وہاں احمدیت کا بیج بویا جا چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ جلد بڑھے گا۔ اور ایک تناور درخت کی صورت اختیار کرے گا۔

دارالتبلیغ عراق

دمشق سے واپسی پر فروری ۱۹۲۶ء کے ابتدا میں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب عراق بھی تشریف لے گئے تھے۔ اور احمدیت کی تبلیغ پر جو پابندیاں عائد تھیں ان کو انہوں نے دور کرایا۔ ۱۹۳۲ء میں اس علاقہ میں مولوی عبد اللہ صاحب بطور آزیری مبلغ کام کرتے رہے۔ یہاں کی جماعت تبلیغی خدمات میں اپنی بساط کے مطابق مشغول رہتی ہے۔

دارالتبلیغ برلن (جرمنی)

یہ تبلیغی مرکز ۱۹۲۳ء میں قائم ہوا مگر حالات کی ناموافقت کی وجہ سے ۱۹۲۵ء میں بند کر دیا گیا۔ اس مرکز میں مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے اور ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے کام کر چکے ہیں۔ اس جگہ ایک مسجد بنوانے کی بھی تجویز تھی۔ جس کی رقم جماعت احمدیہ کی خواتین نے چندہ کر کے جمع کی مگر بعد میں وہ تمام روپیہ لنڈن میں مسجد احمدیہ کے بنوانے پر صرف ہوا۔

دارالتبلیغ سماٹرا

اس تبلیغی مرکز کو ۱۹۲۵ء میں قائم کیا گیا۔ مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل اس ملک کے پہلے مبلغ ہیں جنہیں اگست ۱۹۲۵ء میں وہاں بھیجا گیا۔ مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے وہاں نمایاں کامیابی عطا فرمائی۔ اور آپ کی تحریک پر وہاں سے کئی سماٹری طلبا قادیان میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے۔ اور تکمیل تعلیم کے بعد واپس چلے گئے۔ ۱۹۲۹ء میں مولوی صاحب واپس آئے اور ۲ نومبر ۱۹۳۰ء کو پھر آپ کو مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل کے ساتھ سماٹرا بھجوا دیا گیا۔ ۱۹۳۱ء میں مولوی رحمت علی صاحب سماٹرا کے کام کو مولوی محمد صادق صاحب کے سپرد کرتے ہوئے خود جاوا تشریف لے گئے۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء کو مولوی محمد صادق صاحب واپس قادیان آئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ مع اپنی اہلیہ صاحبہ کے سماٹرا چلے گئے۔ جہاں اب تک مقیم ہیں۔ اور تبلیغ احمدیت کر رہے ہیں۔ یہاں احمدیہ مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔ اور جماعت کا ایک اخبار "اسلام" نامی بھی جاری ہے۔

دارالتبلیغ جاوا

جزائر شرق الہند میں یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ فروری ۱۹۳۱ء میں مولوی رحمت علی صاحب کے ذریعہ ہمارا یہ مشن قائم ہوا۔ یکم فروری ۱۹۳۶ء کو مولوی عبد الواحد صاحب سماٹری مولوی فاضل کو قادیان سے جاوا بھیجا گیا۔ اور مولوی رحمت علی صاحب ۳ دسمبر ۱۹۳۶ء کو واپس قادیان آگئے۔ اور کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد ۲۷ ستمبر ۱۹۳۷ء کو پھر جاوا تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کے علاوہ اب ملک عزیز احمد صاحب مجاہد تحریک جدید بھی اسی علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ جنہیں فروری ۱۹۳۶ء میں تحریک جدید کے ماتحت روانہ کیا گیا تھا۔ یہاں بھی ایک مخلص جماعت قائم ہو چکی ہے۔

دارالتبلیغ حیفا (فلسطین)

یہ تبلیغی مرکز ۱۵ مارچ ۱۹۲۸ء کو مولوی جلال الدین صاحب شمس کے ذریعہ قائم ہوا۔ اپریل ۱۹۳۱ء میں کبابیر کے مقام پر جو حیفا سے تین میل کے فاصلہ پر ہے مولوی جلال الدین صاحب شمس نے ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۲ اگست ۱۹۳۱ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری کو وہاں بھیجا گیا۔ جنہوں نے شمس صاحب سے چارج لیا۔ اور شمس صاحب قادیان واپس آگئے۔ ۱۴ جنوری ۱۹۳۶ء کو مولوی محمد سلیم صاحب بھیجے گئے۔ اور مولوی ابوالعطاء صاحب واپس آگئے۔ پھر مولوی محمد سلیم صاحب بھی واپس آگئے۔ اور ان کی جگہ چوہدری محمد شریف صاحب مولوی فاضل کو معہ اہلیہ روانہ کیا گیا۔ جو وہاں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہاں ایک مخلص جماعت قائم ہے۔ احمدیہ سکول جاری ہے۔ اور ایک ماہوار رسالہ "البشریٰ" شائع ہوتا ہے

دارالتبلیغ بغداد

یہ مرکز دارالتبلیغ حیفا کے ماتحت ہے۔ اور یہاں بھی ایک مخلص جماعت قائم ہے۔ حیفا کے انچارج مبلغ اس جگہ کا بھی دورہ کرتے۔ اور مناسب ہدایات دیتے رہتے ہیں۔

دارالتبلیغ آسٹریلیا

اس جگہ کے انچارج مبلغ صوفی محمد حسن خان صاحب تھے جو ۱۹۱۵ء سے آخر تک طور پر اشاعت اسلام کے کام کرتے رہے۔ اور بیرد میں تعلیم دیتے رہے۔ آپ باوجود ضعیف العمر ہونے کے اخلاص اور جوش سے کام کرتے رہے۔ اور تعلیم یافتہ لوگوں کو کثرت سے تبلیغی خطوط لکھ کر یہ فریضہ ادا کرتے رہتے۔ جزیرہ فجی میں بھی وہ تبلیغی لٹریچر روانہ کرتے رہتے تھے۔ افسوس ہے کہ اس سال وہ وفات پاگئے ہیں۔ اس مرکز میں "بیرسن بین" اور "آڈمیٹر" میں بڑی جماعتیں قائم ہیں۔ شیر محمد صاحب "پرتھ" میں آخری طور پر تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں۔

دارالتبلیغ کابل (افغانستان)

سرزمین کابل ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہمارے مجاہدین کو نہ صرف مالی قربانی سے کام لینا پڑا۔ بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا خون بہانے کا بھی فخر حاصل ہوا۔ اس ملک میں سب سے پہلے امیر عبدالرحمٰن کے زمانہ میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو شہید کیا گیا۔ پھر امیر حبیب اللہ خان نے صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو شہید کیا۔ اس کے بعد امیر امان اللہ خان کے حکم سے مولوی نعمت اللہ خان صاحب مولوی عبدالحلیم خان صاحب اور قاری نور علی صاحب کو شہید کیا گیا۔ اسی طرح اور کئی مجاہدین کو شہادت کا مرتبہ حاصل ہوا۔ اور بیسیوں احمدی ایسے ہیں جنہوں نے قید و بند کی تکالیف برداشت کیں۔ مگر باوجود اس کے افغانستان میں اب بھی بہت سے احمدی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں برکت دے۔ اور انہیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

دارالتبلیغ نیوزی لینڈ

نیوزی لینڈ میں بھی اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی آواز پہونچائی چنانچہ وہاں کے پروفیسر ریگ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں داخل احمدیت ہوئے۔ اور اپنے ساتھ احمدیت کا بیج لیکر وہ اپنے ملک کو واپس گئے۔ جو اب آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے۔

دارالتبلیغ سیلون (کولمبو)

یہاں احمدیہ جماعت دراصل حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے کے ذریعہ قائم ہوئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۲۱-۲۲ء میں ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے اس علاقہ میں گئے اور پھر واپس آگئے۔ ۱۹۳۱ء میں مولوی عبداللہ صاحب مالابار کو روانہ کیا گیا۔ جو چھ ماہ کولمبو اور چھ ماہ مالابار میں تبلیغ کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے ایک رسالہ "دوتن" نامی تامل زبان میں جاری کیا ہوا ہے۔ اور تقریری اور تحریری دونوں طرح تبلیغ کا کام عمدگی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

دارالتبلیغ رنگون (برما)

پہلے یہاں کوئی علیحدہ مبلغ مقرر نہیں کیا جاتا تھا بلکہ یہ علاقہ بنگال کے مبلغ کے ماتحت ہی سمجھا جاتا تھا۔ مگر ۱۹۳۵ء میں مولوی احمد خان صاحب نسیم کو یہاں روانہ کیا گیا۔ مولوی صاحب اب تک یہیں کام کر رہے اور اعلائے کلمۃ اللہ میں

شاہی طبیب حاذق حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضؓ

کے مجربات سے فائدہ حاصل کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بملک کے فائدہ کے لئے ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ دواخانہ ہذا میں وہی نسخہ جات تیار کئے جاتے ہیں۔ جو شاہی حکیم حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح اول رضؓ سابق طبیب ریاست جموں وکشمیر کے سالہا سال کے تجربہ میں آچکے ہیں۔ مریض کی شفا کی گارنٹی کا دعویٰ بیباکی اور جرأت ہے۔ مگر ہم اتنا دعویٰ ضرور کریں گے۔ کہ ہم وہی نسخہ جات تیار کرتے ہیں جو کہ حضرت مولوی صاحب رضؓ کے عام تجربہ میں مفید ثابت ہو چکے ہیں۔ ہماری ذاتی قابلیت اور تجربہ کے متعلق خود مولوی صاحب موصوف کی یہ رائے ہے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی رائے میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ فضل الرحمٰن میرے تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں مثلاً نفث الدم اور دق وغیرہ میں اس نے نہایت جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ تقویٰ سے کام لے گا تو اس کو خود بھی اور اس کے باعث بہتوں کو فائدہ پہنچیگا۔ الٰہی میرا یہ گمان سچ ہو۔ نورالدین

بایں ہمہ ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ مریض کے مفصل حالات آنے پر حضرت مولوی صاحب کے مجربات دیکھنے کے بعد نسخہ تیار ہوگا۔ ہر قسم کی خطرناک بیماریوں کا علاج ہم کر سکتے ہیں اور بڑی توجہ اور ہمدردی سے کرتے ہیں لیکن ہم عام اشتہاری طبیبوں کیطرح دھوکہ نہیں دینا چاہتے۔ کہ ہماری فلاں دوائی فلاں مرض کیلئے حکمی اور شرطیہ فائدہ کرتی ہے۔ دنیا میں طبائع مختلف ہیں اور خاص خاص طبائع میں خاص خاص ادویات فائدہ کرتی ہیں پس مفصل کیفیت آنے پر ہم دوائی تیار کر کے ارسال کر سکتے ہیں۔ اور یہی ہمارا طریق عمل ہے

مندرجہ ذیل ادویات ہر وقت ہمارے پاس تیار رہتی ہیں۔

(۱) سرمہ زنگاری آنکھوں کی بہت سی امراض مثلاً جالا۔ دھند۔ سیل۔ جرب وغیرہ میں مفید ہے قیمت فی تولہ ۱ر

(۲) سرمہ نورالابصار۔ آنکھوں کی اکثر امراض مثلاً ضعف۔ تکرے۔ دھند بیماض کیلئے مفید ہے اس کا بڑا جزو ہمیران ہیں قیمت فی تولہ ۱ر (۳) نیلی گولی ہر قسم کے بخار کیلئے اکسیر ہے۔ مزا تو یہ ہے کہ چڑھے ہوئے بخار میں دینے سے بخار ٹوٹ جاتا ہے۔ قیمت فی درجن ۱ر (۴) حبوب باؤ گولہ یا مسٹریا بہت ہی مفید ہیں قیمت فی ڈبیہ ۱۰۰ گولی ۱ر (۵) ضیق النفس قیمت فی ڈبیہ ۱ر (۶) مرض اٹھڑا کا علاج مکمل ایام حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کل دوائی کی قیمت ۱۰ر (۷) کشتہ طلاء طاقت کی بینظیر دوا ہے قیمت فی خوراک ۸ر (۸) بیاض نورالدین جو کہ حضرت مولوی صاحب رضؓ کی ساری بیاض اور مجربات سے مکمل کی گئی ہے وہ بھی ہماری پاس موجود ہے جس کی حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے کسی گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر تعریف فرمائی تھی۔ احمدی دوستوں کیلئے خاص رعایت قیمت ۵ روپے کی بجائے للہ محصول ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ مجربات سے فائدہ اٹھانے کیلئے بہت جلد خرید کر فائدہ اٹھائیں

المشتہر مفتی فضل الرحمٰن طبیب حاذق منیجر شفاخانہ فضل الرحمانی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

مصروف ہیں۔ اس علاقہ میں "مانڈے" کی جماعت خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

دارالتبلیغ مشرقی افریقہ

اس علاقہ کا تبلیغی مرکز نیروبی ہے۔ یہاں کے مبلغ شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل ہیں جو ۱۱ر نومبر ۱۹۳۴ء کو روانہ کئے گئے تھے۔ یہاں چار علاقوں میں خصوصیت سے تبلیغ ہو رہی ہے۔ (۱) یوگنڈا (۲) کینیا کالونی (۳) ٹانگانیکا (۴) زنجبار اس کے علاوہ نیاسالینڈ اور سمالی لینڈ میں بھی احمدیت کا پیغام پہونچ چکا ہے۔ نیروبی میں ایک احمدیہ مسجد اور ایک پریس بھی ہے جو اہلی زبان میں یہاں سے ایک ماہوار رسالہ شائع کیا جاتا ہے۔ جو ملکی باشندوں میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ ثابت ہو رہا ہے

دارالتبلیغ ایران

اس مرکز کی داغ بیل حضرت شہزادہ عبدالمجید خانصاحب مرحوم کے ہاتھوں پڑی جو طہران روانہ کئے گئے تھے۔ اور وہیں انہوں نے وفات پائی۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں میر مہدی حسین صاحب وہاں گئے۔ اور ۱۹۲۵ء میں واپس آ گئے۔ اس علاقہ میں کئی جگہ جماعت کے احباب ہیں جو لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کرتے رہتے ہیں

اب ان مشنوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو تحریک جدید کے ماتحت قائم ہوئے۔

دارالتبلیغ جاپان

۶ر مئی ۱۹۳۵ء کو صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز بی۔ اے کو یہاں روانہ کیا گیا جو کوبے دارالسلطنت جاپان میں مقیم ہوئے اور تبلیغ کرتے رہے۔ فروری ۱۹۳۷ء میں ایک اور مجاہد مولوی عبدالغفور صاحب جالندھری مولوی فاضل کو روانہ کیا گیا۔ صوفی صاحب تو واپس آ گئے۔ لیکن مولوی عبدالغفور صاحب اب تک وہیں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں:

دارالتبلیغ سنگاپور (سٹریٹ سیٹلمنٹس)

۶ر مئی ۱۹۳۵ء کو یہاں مولوی غلام حسین صاحب ایاز اور مولوی محمد عبداللہ صاحب اختر جتوئی کو روانہ کیا گیا۔ ۱۸ر اپریل ۱۹۳۶ء کو مولوی عنایت اللہ صاحب اور مولوی شاہ محمد صاحب ہزاروی بھی اسی علاقہ میں بھیجے گئے۔ اختر صاحب اور مولوی عنایت اللہ صاحب اب واپس آ چکے ہیں۔ یہاں بھی احمدی مجاہدین کی کوششوں سے احمدیہ جماعت قائم ہو چکی ہے۔

دارالتبلیغ ہانگ کانگ (چین)

مئی ۱۹۳۵ء میں صوفی عبدالغفور صاحب بی۔ اے کو یہاں روانہ کیا گیا۔ وسط ۱۹۳۶ء میں شیخ عبدالواحد صاحب مولوی فاضل کو بھجوایا گیا جنہوں نے ابتداءً کینٹن میں قیام کیا۔ پھر فروری ۱۹۳۷ء میں وہ ہانگ کانگ روانہ کئے گئے۔ ستمبر ۱۹۳۷ء میں چوہدری محمد اسحاق صاحب سیالکوٹی کو وہاں بھجوایا گیا۔ صوفی صاحب اور شیخ صاحب تو واپس آ گئے۔ البتہ چوہدری محمد اسحاق صاحب وہیں ہیں اور تبلیغ احمدیت میں مصروف

دارالتبلیغ بوڈاپسٹ (ہنگری)

یہاں ابتداءً چوہدری حاجی احمد خان صاحب ایاز بی۔ اے ایل۔ ایل بی کو بھجوایا گیا۔ جو ۱۶ر جنوری ۱۹۳۶ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ اس کے بعد ۲۱ر اکتوبر ۱۹۳۶ء کو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مولوی محمد ابراہیم صاحب ناقر بی۔ اے کو وہاں بھجوایا۔ اور ایاز صاحب کو پولینڈ جانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ وہ وارسا دارالسلطنت پولینڈ گئے۔ اور کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد واپس آ گئے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب ناقر بی۔ اے بھی ۲۲ نومبر ۱۹۳۸ء کو واپس آ گئے۔

دارالتبلیغ میڈرڈ (سپین)

اس علاقہ میں جنوری ۱۹۳۶ء میں ملک محمد شریف صاحب کو تبلیغ کے لئے بھجوایا گیا۔ جنہوں نے سخت خطرناک حالات کے باوجود جرأت و ہمت کے ساتھ فریضۂ تبلیغ ادا کیا۔ جب جنگ کی وجہ سے حالات سخت خراب ہو گئے تو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اٹلی جانے کا حکم دے دیا۔

دارالتبلیغ ارجنٹائن (جنوبی امریکہ)

یہ تبلیغی مرکز مئی ۱۹۳۶ء میں قائم ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شہرۂ آفاق مجرب اور نادر تحائف

شربت فولاد

امراض مستورات کیلئے عرصہ بارہ سال سے مجرب ہے حیض کی کمی بیشی ناف کی درد مرض اسقاط۔ بانجھ پن اور اٹھرا نیز جریان۔ سیلان۔ سوزش وغیرہ امراض رحم۔ اختناق الرحم۔ باؤ گولہ یا ہسٹریا اور اس کے متعلقہ عوارض کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ چہرے اور سینے کی چھائیاں بدن کی زردی اور خرابی خون کو دور کر کے جسم کو سڈول اور پھرتیلا کر دیتا ہے۔ پینے میں خوشذائقہ ہے۔ ایک بار تجربہ کریں۔ قیمت فی شیشی ۳۲ خوراک ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

اولاد نرینہ کی مجرب دوا

نور نظر

یہ اعجازی نسخہ اعلیحضرت حکیم الامت مولانا حاجی نورالدین اعظم خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے خاص برکات میں سے ہے جو حضور نے نواب خان محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کو دیا تھا۔ اور ان کا تجربہ شدہ اور مصدقہ ہے اس کے استعمال سے انشاء اللہ تعالیٰ اولاد نرینہ حاصل ہوتی ہے۔ اس دوا کا استعمال حاملہ کو ابتداء حمل سے دو تین ماہ کے اندر اندر کرانا ضروری ہے قیمت مکمل کورس دس روپے علاوہ محصولڈاک

منجن آبدار

یہ کم خرچ اور بالانشین منجن ہے۔ جس نے تمام بیش قیمت منجنوں کو اپنے فوائد اور قیمت کے لحاظ سے مات کر دیا ہے۔ دانتوں میں درد میل۔ کیڑے۔ مسوڑوں میں زخم۔ ماسخورہ۔ پائیوریا زبان کے چھالے گلے کی سوزش وغیرہ امراض دہن کیلئے حیرت انگیز فائدہ مند ہے جس نے ایک بار خریدا گرویدہ ہو گیا۔ قیمت فی شیشی ۲ تولہ ۳

طاقت کی گولیاں (کنگ آف ٹانکس پلز)

یہ گولیاں سونا۔ کستوری۔ یشقن۔ یوہمبین ڈمیانہ وغیرہ کئی ایک بیش قیمت اجزاء کا نہایت مقوی مفرح اور زود اثر مرکب ہیں۔ طاقت اعصابی و دماغی کمزوری کیلئے حیرت انگیز مفید ہیں۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک چھ روپے علاوہ محصولڈاک

نوٹ:۔ ہماری تمام ادویات قیمتی اور مفید ہوتی ہیں۔ ہمیں یہ گنجائش نہیں کہ رعائتی قیمت پر دیگر بھی نفع حاصل کریں۔

ایس احسان علی اینڈ سنز سوداگران ادویہ انگریزی قادیان (انڈیا)

یہاں کے پہلے مجاہد مولوی رمضان علی صاحب مولوی فاضل ہیں جو شب و روز تبلیغ میں منہمک ہیں۔ ہمارا مرکز بونس آئرز میں ہے

دار التبلیغ البانیہ

۱۸ اپریل ۳۶ء کو یہاں مولوی محمد دین صاحب مولوی فاضل کو روانہ کیا گیا۔ انہیں کام کرتے ابھی آٹھ ماہ ہی گزرے تھے۔ کہ انہیں حکومت کی طرف سے اس علاقہ سے نکل جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ اور آپ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بلگریڈ چلے گئے

دار التبلیغ بلگریڈ (یوگوسلاویہ)

اس جگہ بھی مولوی محمد دین صاحب کو ابتداءً بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آہستہ آہستہ تبلیغ کا کام کامیاب صورت میں ہونے لگا۔ اور کئی لوگ داخل احمدیت ہوئے جو اس علاقہ میں بیج کا کام دے رہے ہیں۔ یہ مشن دسمبر ۳۶ء میں قائم ہوا۔

دار التبلیغ روم (اٹلی)

ملک محمد شریف صاحب جنوری ۳۷ء میں سپین سے یہاں پہونچے۔ اور انہوں نے فریضہ تبلیغ ادا کرنا شروع کر دیا۔ اب تک مولوی صاحب روم میں ہی ہیں۔ اور کئی لوگوں کو حلقہ بگوش احمدیت بنا چکے ہیں۔

دار التبلیغ اسکندریہ (مصر)

مولوی محمد دین صاحب مولوی فاضل تحریک جدید کے ماتحت آجکل اسکندریہ میں مقیم اور تبلیغ احمدیت میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالے اس دار التبلیغ کا قیام اسی سال یعنی ۳۹ء میں ہوا ہے۔

دار التبلیغ کاشغر (مشرقی ترکستان)

اس علاقہ میں احمدیت کا بیج مولوی محمد رفیق صاحب کے ہاتھوں بویا گیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں بعض ایسے لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ جو بہت مخلص اور جاں نثار ثابت ہوئے۔ چنانچہ انہی لوگوں میں سے حاجی جنود اللہ صاحب ہیں جو آجکل معہ والدہ و ہمشیرہ اور اپنے بھائی اور بھتیجے کے قادیان میں مقیم ہیں۔

احمدیت دنیا کے کناروں تک

غرض خلافت ثانیہ کے عہد مبارک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت دنیا کے کناروں تک پہونچ چکی ہے۔ اور لاکھوں لوگ سلسلہ حقہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور یہ تو صرف بیرون ہند کے ادارہ ہائے تبلیغ کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے اندرون ہند میں بھی مبلغین سلسلہ کا ایک جال بچھا ہوا ہے۔ اور نظارت دعوۃ و تبلیغ اور دفتر تحریک جدید کے ماتحت تمام صوبجات اور اضلاع میں تبلیغی کام زوروں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے۔ اور لوگوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق بخشے

تبلیغی شعبہ جات

ادارہ ہائے تبلیغ کے علاوہ نظارت دعوۃ و تبلیغ کے بعض اور شعبہ جات کے ذریعہ بھی مختلف رنگوں میں تبلیغ احمدیت جاری ہے چنانچہ اس وقت حسب ذیل شعبہ جات مصروف عمل ہیں۔ اوّل **نشر و اشاعت**۔ چونکہ جس تبلیغی جد و جہد کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ کو قائم کیا ہے۔ اس کا ایک اہم جزو تبلیغ بذریعہ تحریر ہے۔ اس لئے تحریری طور پر تبلیغی فریضہ سرانجام دینے کے لئے یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ اس شعبہ کے ذریعہ (۱) رسائل و اشتہارات (۲) اخبارات و رسائل میں مضامین اور خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس صیغہ کا ایک اہم کام ممالک خارجہ میں خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ اور نئے نئے ممالک میں اشاعت لٹریچر کے راستے اور ذرائع تلاش کرنا بھی ہے۔

(دوم) **ترقی اسلام**۔ اس شعبہ کا کام (۱) بلا اختلاف تمام مسلمانوں کے سیاسی۔ مذہبی اور تمدنی حقوق کی حفاظت (۲) اچھوت اقوام میں تبلیغ (۳) اور سیرۃ النبی کے جلسے منعقد کرانا ہے (سوم) **تبلیغ قادیان**۔ مرکز سلسلہ کی اہمیت کے پیش نظر قادیان اور اس کے گرد و نواح کی تبلیغ کے لئے ایک خاص صیغہ مقرر ہے (چہارم) **انصار اللہ** اس سے مراد سلسلہ کے آنریری مبلغین ہیں جن کو سیکرٹریان تبلیغ کے توسط سے مرکزی نظام

پانچ روپیہ کی قیمتی کتاب مفت

بیسویں صدی کی مشہور عالم کتاب "یورپ و امریکہ کی تجارت کے راز" کی ایڈیشن حصہ اول و دوم جو ۹۶۱ کتابوں کا نچوڑ اور سالہا سال کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔ مشہور صنعتی رسالہ "جوبلی" کے سالانہ خریداروں (جن کا سالانہ چندہ ۳۱ جنوری سے پہلے وصول ہو جائے) کو دسمبر اور جنوری میں دو ضخیم نمبروں کی صورت میں مفت دی جائے گی۔ کتاب کے مطالعہ سے ہر جگہ معمولی سرمایہ سے شاندار آمدنی پیدا کی جا سکتی ہے۔ دو سو مفید مضامین میں سے چند سرخیاں:-

۱۵ روپے سے ۱۵ یوم میں ۴۵۵ روپے کیسے کمائے۔ شربت فولاد کی ترکیب داس کی تجارت کے راز۔ سیاہی کے نسخہ سے پانچ ہزار روپیہ کمائیے۔ لاکھوں روپیہ کمانے کا مکمل راز و ترکیب۔ ۵۰-۶۰ روپیہ سے دو روپیہ یومیہ کماؤ۔ مٹی سے سونا بناؤ۔ جامنوا دودھ بنائیے نان سین گولیاں۔ ۶۰ روپیہ کے سرمایہ سے چل سکنے والے کئی کام۔ فینائل سازی۔ سیر کریں اور روپیہ کمائیں۔ پرانے ٹکٹوں سے سکوں میں روپیہ۔ ٹریڈ مارک ایجنسی۔ ایڈورٹائزنگ ایجنسی۔ امریکہ کی سنہری تجارت۔ سمپل بزنس بغیر سرمایہ سینکڑوں روپیہ کماؤ۔ ایجنٹ ایجنسی۔ شادی دیکاروں کا اخبار بغیر سرمایہ۔ ۲ سے دو روپیہ کمانا۔ پرانے ٹائروں کی چٹائیاں۔ بال گھنگھرالے بنانے والی مشین۔ بوٹ پالش کی مشین۔ ٹرسٹ سکیم کاروبار۔ وزن کر کے روپیہ کمانا۔ کپڑے سینے کی مشین میں۔ اخبارات کی کترنوں سے بھاری روپیہ۔ نیلام گھر۔ درجنوں منی آرڈر ہر روز منگواؤ نیا سلسلہ۔ مکانات کرایہ پر دینے والی ایجنسی۔ سینکڑوں روپیہ بغیر سرمایہ۔ فیس کریم۔ پلاسٹر آف پیرس کی ترکیب۔ لاکھوں روپیہ کا راز۔ پڑول بچاؤ گولیاں صابن کا سفوف نئی ایجاد۔ ویسلین کی ترکیب۔ سن لائیٹ صابن۔ زمبک مرہم۔ دانتوں کے منجن۔ بازاری انگوری سرکہ کی تجارت یعنی ار سے ۵ رنانا۔ سٹیفن انک۔ مٹا یا دور کرنے والا صابن۔ خوشبودار تیل۔ بازاری تیل بنانے۔ کھانڈ کاست۔ سفری چائے مشین سوڈا واٹر۔ امریکہ کی نفع بخش تجارت۔ کبھی خراب نہ ہونے والا سیاہی چوس۔ کارڈوں کے سرے سنہری بنانا۔ غیر شفاف شیشے کی ترکیب۔ بجلی کے رنگدار بلب بنانے۔ اگربتیاں۔ مکھی مار دھوپ۔ بتیاں۔ فلیٹ۔ کبھی نہ اڑنے والا ٹھوس عطر۔ دیسی مقوی چاہ۔ کچھ مارتیل۔ فینائل کی گولیاں۔ دلایتی مٹھائیاں۔ سائیکل دشمنوں کا تیل۔ گرائپ واٹر۔ بال صفا پوڈر۔ عرق۔ صابن بندی۔ بوٹ پالش۔ امرت دھارا کا صحیح نسخہ کامیاب کر نیکا راز۔ سڈنلز پوڈر۔ اخبارات سے تصاویر اتارنا۔ برتنوں کو چمکانے والا پاؤڈر۔ بغیر سیاہی خود بخود لکھنے والی قلم۔ آگ بجھانیکا مقابلہ۔ فیس پوڈر۔ ترکیب میٹھا آچار شلغم تیزابی سے روپیہ۔ تمبول بہار سینما والوں سے آمدنی کے کئی ذرائع۔ خانگی اخبار سے منافع۔ اشتہاری جوتشی بننا۔ چلتی پھرتی لائبریری بغیر سرمایہ۔ بچوں کے بنک بنانا۔

روپیہ کماؤ — آمدنی بڑھاؤ

آپ مشہور رسالہ "جوبلی" سال بھر مطالعہ کر کے معمولی سرمایہ سے معقول آمدنی پیدا کر سکتے ہیں۔ یا اپنا موجودہ کاروبار شریفانہ طور پر کتنی گنا بڑھا سکتے ہیں۔ ایسا نہ ہونے پر پورا چندہ بلا حیل و حجت واپس۔ رسالہ کے مفید مضامین کا اندازہ کرنے کیلئے فہرست ملاحظہ فرمادیں۔

پیٹنٹ ادویات نمبر — ماہ نومبر ۱۹۳۹ء — قیمت ایکروپیہ

ہندوستان میں تیار ہونے اور روپوں میں فروخت ہونے والی یورپ و امریکہ اور ہندوستان کی بیشمار مشہور انگریزی و دیسی پیٹنٹ ادویات جن سے ہر سال لاکھوں روپیہ کمایا جا رہا ہے سینکڑوں ایسی دوائیں بنانے کے آسان طریقے۔ سستی اشتہار بازی و ایجنٹ مقرر کرنے داس کاروبار میں کامیاب ہونے کے گر۔ ۱۵۰ مشہور ادویات میں سے چند نام:-

شربت فولاد	زمبک مرہم	فاسفورس کا تیل	ہیضم پلنہ	بہرا پن کی دوا	جلابی گولیاں	سینہ اولاد کے لئے
امرت دھارا	چیون پراش	سیاہی پاک	موصلی چورن (برائے کمزوری)	دراکشا سیو	دھاتو پشٹ	پھل گھرت
پارہ کی گولی	نمک سلیمانی	گولڈن لوشن	طاقت کے پھولے	گرائپ واٹر	حسن یوسف	کاڈلیور آئل ایملشن (بال سنہری کرنے کی دوا)
چندر بھادوٹی	سدرشن چورن	نکٹرین پرلز	لال شربت	بال امرت	برقی نیتہ	
یوگراج گوگل	ٹوتھ پیسٹ و کریم	مچھر مار تیل		سدھ مکر دھوج	ٹنکچر آیوڈین	

ماہ اکتوبر "خوبصورتی کی اشیاء بنانا" خاص نمبر — فی پرچہ ۱۲ر

تیلوں کو بدبو سے بچانا۔ تیل اور ان کے اوصاف۔ تیلوں کو صاف کرنا۔ تیلوں میں رنگ ملانا۔ تیلوں میں خوشبو ملانا۔ دلایتی خوشبوئیں۔ بازاری خوشبودار تیل بنانا۔ برہمی ہیئر آئیل۔ گلدستہ ہیئر آئیل۔ دماغ کو فرحت دینے والا تیل۔ مصالحہ دار تیل۔ سستا خوشبودار تیل۔ بادام روغن بنانا۔ صندل کا تیل۔ چنبیلی کا تیل۔ ٹنکچر السنس بنانا۔ گلاب کا عطر بنانا۔ عطر بنانے کے انگریزی طریقے۔ لونگ کا تیل۔ مشک السنس۔ رومال میں چڑھ کنے کے عطر۔ بال صفا پوڈر۔ عرق۔ تیل صابن۔ بال سیاہ خضاب۔ فیس پوڈر۔ بدبو دور کرنے والے پوڈر۔ شمپو۔ گلیسرین۔ کریم۔ گنجا پن کی دوا۔ بال چمکانے والے تیل۔ خوبصورتی کے غازے۔ رخساروں کی سرخی۔ تل سے دور کرنے کا لوشن۔ خشک خوشبو۔ حنا شمپو۔ سیال شمپو۔ اگربتیاں۔ خوشبودار کاغذ۔ خوشبو دینے والے لیمپ بتی۔ ٹھوس عطر۔ بال سنہری کرنیکی دوا۔ گلیسرین ۳ یمانی۔ خوشبودار پانی۔ خوشبودار پوڈر۔ فیس کریم۔ خوشبویات تیار کرنے کی چند مزید مختلف اشیاء۔ ملنے کے نسخے

ماہ ستمبر کے مضامین — فی پرچہ ۵ر

غیر ممالک سے اشیاء منگوانیکا راز۔ چالیس روپیہ سے نیا کام۔ ڈرائی کلیننگ کا کاروبار۔ کونسی ایجادوں سے روپیہ کمایا جا سکتا ہے۔ چھپوائی کا کاروبار۔ نیلا کم قیمت پریس۔ صندل کا تیل بنانا۔ کپڑے پر لگانے کی پکی سیاہی۔ ٹرسٹ سکیم کاروبار۔ والٹ ڈزنی کی ترقی مٹی سے سونا بناؤ۔ بچوں کے لئے بجلی کا نیتہ۔ بچھو کاٹے کی مفید و کم خرچ دوا۔ اعلیٰ سرکہ بنانا۔ دھیلہ سے چار آنہ بناؤ۔

ماہ دسمبر کا "یورپ کی تجارت کے راز" نمبر زیر طبع ہے۔ سال میں کئی بیش قیمتی نمبر بڑھ چڑھ کر مضامین جنکے مطالعہ و عمل سے یقیناً شاندار آمدنی پیدا کی جا سکتی ہے۔ سالانہ چندہ تین روپیہ۔ بر ماسے ۲/۶/۰ غیر ممالک سے ۵ شلنگ ششماہی ۱ روپیہ

خاص رعائت:- ۳۱ جنوری تک خریدار بننے والوں کو ایکسال کی بجائے ڈیڑھ سال رسالہ بھیجا جائیگا۔

کمرشل سنڈیکیٹ نمبر ۶۰ (مالکان رسالہ جوبلی) لوہاری دروازہ چوک چکلہ لاہور

ممبر نام رسالہ جوبلی بموجب عائشی اعلان ۱ سال کیلئے جاری کر دیں۔ سالانہ چندہ ۳/۴/۰ روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال ہے
ناپسند ہونے کی صورت میں آپکا پورا چندہ بلا حیل و حجت واپس کرنا ہوگا ۳/۴/۰ بذریعہ وی پی وصول کریں

نام و پورا پتہ
. . . . . .

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانگ درا

(از علامہ اقبال مرحوم)

طبع چہارم ——— شائع ہوگئی

قیمت بلا جلد اڑھائی روپے مجلد ہے

بالِ جبریل

ڈاکٹر صاحب موصوف کے اردو کلام کا دوسرا مجموعہ مجلد تین روپے

ارمغانِ حجاز

ڈاکٹر صاحب کے آخری کلام کا مجموعہ

اکثر حصہ فارسی میں اور آخری ۱۰ صفحات اردو میں ہیں۔ قیمت بلا جلد ۸ عا مجلد ۸ ہے

ترجمان القرآن

از مولانا ابوالکلام آزاد

حصہ اول:۔ یہ حصہ ساڑھے سات پاروں کے اردو ترجمہ پر مشتمل ہے۔ ۷۶ صفحات میں دیباچہ وغیرہ پھر ۷۶ صفحات سورہ فاتحہ کی تفسیر کے ہیں۔ کتاب ساڑھے پانسو صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ ہدیہ مجلد سات روپے (معہ) حصہ دوم:۔ یہ جلد اپنی نوعیت میں جلد اول سے زیادہ مہتم بالشان ہے۔ حواشی زیادہ مفصل اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ طباعت و کتابت بھی بہتر ہے۔ یہ حصہ سورہ اعراف سے سورہ مومنون تک ہے ہدیہ بلا جلد ۸ مجلد ۸ معہ

سیرت النبی حصہ ششم

از مولانا سلیمان ندوی

اس میں اسلام میں اخلاق کی اہمیت بتائی گئی ہے۔ اور اسلامی فلسفہ اخلاق کی تشریح کی گئی ہے۔ اور اسلامی اخلاقی تعلیمات اور فضائل و رزائل اور اسلامی آداب کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

طبع اوّل کلاں سائز حجم ۶۲۰ صفحات قیمت مجلد ۸ بلا جلد چار روپے (للعہ)

حصہ اول مجلد ۸ بلا جلد للعہ ۔ حصہ دوم مجلد للعہ بلا جلد ۸ ہے ۔ حصہ سوم مجلد ۸ بلا جلد ۸

حصہ چہارم مجلد ۸ بلا جلد ۸ ۔ حصہ پنجم مجلد للعہ بلا جلد ۸ ہے

مرقع چغتائی

یعنی

دیوان غالب مصوّر

دیباچہ ہندوستانی مصوری کے مشہور نقاد ڈاکٹر کرنز پی۔ ایچ ڈی نے لکھا ہے۔ اور تعارف نامہ حضرت اقبال نے۔ جناب چغتائی کے قلم سے مصوری کے محاسن پر پُر معنی تبصرہ ہے۔ ہندوستان کے بہترین کاتب کا لکھا ہوا۔ فوٹو بلاک سے چھپا ہوا۔ اور خوشخطی اور صحت کے لحاظ سے بے نظیر چیز ہے۔ اس کے علاوہ یہ مرقع پچاس رنگین شاہکاروں کا شاندار مجموعہ ہے قیمت بارہ روپے

شاہنامہ اسلام

تیسری جلد

مصنفہ ابوالاثر حفیظ جالندھری

جن حضرات نے شاہنامہ اسلام کی دونوں جلدوں کا مطالعہ کیا ہے اور جو تیسری جلد کیلئے بیتابی سے منتظر ہیں ان کیلئے یہ خوش خبری مشتہر کی جاتی ہے کہ شاہنامہ اسلام کی تیسری جلد شائع ہو گئی ہے۔ جو حضرات پہلے لکھ چکے ہیں۔ اپنی فرمائش کی تجدید فرمائیں ضخامت وغیرہ سب پہلی اور دوسری جلدوں کے مطابق قیمت حصہ اول ہے۔ حصہ دوم ہے حصہ سوم ہے

نقش چغتائی

یعنی

دیوان غالب کا دوسرا مصوّر ایڈیشن

از

خان بہادر عبدالرحمن چغتائی

۱۷×۲۷/۸ سائز پر فوٹو بلاکس میں تیار شدہ ایک سو رنگی اور اٹھارہ دیگر تصاویر سے مزین ہے۔ جلد نہایت لچکدار اور خوبصورت۔

فن کے اعتبار سے یہ ایڈیشن بھی اپنی نظیر نہیں رکھتا ان خوبیوں کے باوجود قیمت صرف پانچ روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامع اللغات اردو

اردو۔ ہندی۔ فارسی۔ عربی اور سنسکرت الفاظ کا مخزن۔ لاکھوں محاورات اور اصلاحات کا حامل۔ پچیس ہزار سے زائد ضرب الامثال و اقوال کا مجموعہ۔

یہ لغت اسی اسی صفحات کے چونتیس حصوں میں شائع ہوا ہے۔

فی حصہ ۸ مجلد چار جلدیں میں بھی تیار ہے۔ کامل مجلد ۵ ۸

ملنے کا پتہ:۔ شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

قادیان کی ابتدائی حالت کا نقشہ

از جناب
شیخ عبدالرحمن صاحب
قادیانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

قادیان کی گمنامی

قصبات اور شہروں سے دُور گوشۂ گمنامی میں مستور ایک چھوٹا سا گاؤں بلکہ موضع اور کوردیہہ لاہور سے ستر میل شمال مشرقی گوشہ پر ضلع گورداسپور تحصیل و تھانہ بٹالہ کی حدود میں واقعہ تھا۔ جسے قصبات و شہر تو درکنار معمولی دیہات و مواضعاتِ ضلع و تحصیل میں بھی کوئی شہرت یا نمایاں حیثیت حاصل نہ تھی۔ نام اس کا اس زمانہ میں کچھ اتنا غیر معروف و نامعلوم اور دُنیا کے کان اس سے ایسے ناآشنا تھے کہ ۱۳۱۰ھ یا ۱۳۱۱ھ ہجری میں جب عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کا چرچا ہوا۔ تو میرے استفسار پر تانے والوں نے جو کچھ بتایا وُہ یہ تھا۔ کہ دُور کہیں رُوس کی سرحد پر کوئی گاؤں ہے۔ جہاں کے کسی مولوی صاحب نے ایک انگریز کی موت کی پیشگوئی کی ہے۔

پھر جب ۱۳۱۲ھ ہجری کے ماہ جون میں میں کپورتھلہ ہوتا ہوا بٹالہ پہونچا۔ تو ڈیرہ بابا نانک۔ کلانور۔ بھاگووالا۔ علیوال۔ بنگروال۔ پنج گرائیں۔ سری گوبند پور۔ ہرچووال۔ اور بھام تک کے نام تو میرے کان میں پڑے۔ مگر قادیان کے نام سے میرے کان آشنا نہ ہوئے گاڑی سٹیشن پر پہونچتے ہی یکہ بان۔ ریڑو۔ اور گڈہ والے کئی کھڑے چیختے پکارتے تھے۔ میں چند گھنٹے لنڈی سٹیشن اور کچہری کے آس پاس پھرا۔ مگر قادیان کا نام میں نے نہ سُنا۔ دوبارہ جب اللہ کریم نے سیالکوٹ میں میری دستگیری کے سامان مہیا فرمائے۔ قادیان کا نام میں نے کتابوں میں پڑھا۔ "انوار الاسلام" اور "نشان آسمانی" کا مطالعہ نصیب ہوا نور ایمان کی شعاعوں نے میرے دل اور دماغ کو منور کیا۔ اور میری خواہش اظہار اسلام پر محترم بزرگ حضرت میر حامد شاہ صاحب نے مجھے قادیان پہونچکر اس شرف سے مشرف اور سعادت سے بہرہ ور ہونے کا مشورہ دیا۔ اور میں بٹالہ اتر کر قادیان پہونچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آپ شاید تعجب کریں گے۔ اور میرے بیان کو مبالغہ سمجھیں گے۔ کہ مجھے اس وقت بھی بہت مشکلات کا سامنا ہوا۔ میں لوگوں سے قادیان کا راستہ پوچھتا۔ اور وُہ میرے مونہہ کو تکتے۔ اور سوچ بچار کر کہتے۔ کہ کادیں تو ایک گاؤں ہے۔ مگر تم جو نام لیتے ہو۔ وُہ اس نواح میں تو ہے نہیں تھانہ سے پوچھو شائد پتہ لگ جائے۔

نو بجے غالباً ٹرین بٹالہ پہونچی تھی۔ بارہ بج گئے۔ مجھے قادیان کا پتہ ملا نہ راستہ۔ حتیٰ کہ میں گھبرا کر واپس لوٹ جانے کی فکر میں تھا۔ اور اسی شش و پنج میں کہ ایک شخص میرے قریب آکر بولا۔ جی آپ نے قادیان جانا ہے۔ میں افسردہ و پژمردہ ہو رہا تھا۔ اور پریشان تھا۔ کہ کروں تو کیا اس شخص کی آواز سے ڈھارس بندھی اور امید کی ایک جھلک نظر آئی۔ میں نے اس سے قادیان کا اتا پتا دریافت کیا۔ تو اس نے جواب دیا۔ وہی نا۔ مرزا صاحب والی قادیان یہ گنوار لوگ اس کو کادیں۔ کادیں کر کے پکارتے ہیں۔ میں خود قادیان کا رہنے والا ہوں۔ مرزا صاحب گاؤں کے رئیس اور مالک ہیں۔ میں آپ کو ان کے دروازہ پہ جا اتاروں گا۔

اس تسلی کے بعد میں اس کے یکہ میں بیٹھ گیا۔ اور وُہ مجھ سے یہ کہکر بازار کو گیا۔ کہ گھوڑے کے واسطے بھوسی لے آؤں مگر کچھ ایسا گیا کہ لوٹنے کا نام ہی نہ لیا۔ کم و بیش ایک گھنٹہ میں اس کے یکہ میں ٹنگا رہا۔ نہ اس کو چھوڑ سکوں۔ نہ یکہ بان کی تلاش کر سکوں۔ جمعہ کا دن تھا۔ میں نے سیالکوٹ سے روانگی میں اسی غرض سے جلدی کی تھی۔ کہ جمعہ کی نماز میں شریک ہو کر اس برکت سے حصہ پا سکوں گا۔ مگر یکہ بان کی طمع نے مجھے نماز جمعہ میں شرکت کی برکت سے محروم رکھا۔ کیونکہ وُہ دراصل بھوسی کی بجائے سواری کی تلاش میں تھا۔

قصہ کوتاہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان پہونچا۔ وُہ زمانہ ۱۳۱۲ھ ہجری کا تھا۔ میں نے قادیان کو جس حالت میں دیکھا۔ وُہ نظارہ اپنا چشمدید لکھنے کی کوشش کروں گا۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

قادیان پر پہلی نظر

قادیان آتے ہوئے سڑک کے موڑ کے قریب پہونچکر یکہ بان نے اشارہ سے بتایا۔ وُہ ہے قادیاں۔ میری پہلی نظر مسجد اقصیٰ کے خوبصورت گنبدوں اور کونوں کے مناروں پر پڑی جن میں خدا جانے کیا تاثیر جذب اور کشش تھی۔ کہ میرا دل ایک سکینت۔ تسلی اور اطمینان سے بھر گیا۔ اور ساری کوفت۔ گھبراہٹ اور بے قراری جاتی رہی۔ دل ایک تیز پرواز کی تمنا کرنے لگا۔ کہ میسر آجائے۔ تو اڑ کر پہونچوں۔

قادیان کے اردگرد کی فصیل۔ اور اس کے اندر کی آبادی

قادیان پہونچکر بڑی لمبی چوڑی فصیل پر نظر پڑی۔ تو اس کے بھلے وقتوں کے عروج و اقبال اور عظمت و شوکت کی خیالی تصویر آنکھوں میں پھر گئی۔ کیونکہ آثار و علامات اس امر کی دلیل تھے۔ کہ یہ مقام کبھی بھاری قلعہ اور ایک مضبوط حصار ہوگا۔ بعد میں رہتے رہتے جو اچھی طرح دیکھا تو معلوم ہوا۔ بستی ایک فصیل کے اندر محدود تھی۔ جو جابجا شکستہ و خستہ تھی۔ چوڑائی اس کی تیس تیس ۳۲ فٹ۔ اور اونچائی بوجہ گر جانے کے پوری معلوم نہ ہو سکی۔ جو دیکھی وہ بعض جگہ سے آٹھ دس فٹ ضرور تھی۔

آثار اس فصیل کے سوا کے شمال مغربی کونہ کے چاروں اطراف میں نمایاں تھے۔ میں نے جو سرسری سا تخمینہ اس فصیل اور بستی کا کیا۔ اس کے نتیجہ میں یہ لکھ سکتا ہوں۔ کہ فصیل قریباً مستطیل شکل میں واقعہ تھی۔ جس کا طول بیرونی حدود تک کم و بیش گیارہ سو ۱۱۰۰ گز۔ اور عرض نو سو فٹ تھا۔ فصیل کے اندرونی جانب تخمیناً اٹھارہ بیس فٹ چوڑا ایک کوچہ گول سڑک کے طریق پر برابر چاروں طرف چھوڑا ہوا تھا جو آج کل دائیں بائیں کی دست برد کا شکار ہو کر آٹھ۔ دس۔ بارہ اور چودہ فٹ رہ گیا ہے۔ بلکہ بعض حصوں میں تو بالکل غائب اور ختم ہو چکا ہے۔ اس گول سڑک کے اندر ہی اندر اس زمانہ میں آبادی تھی۔ فصیل اور گول سڑک کو چھوڑ کر اصل زیر آبادی حصہ کی پیمائش تخمیناً ایک ہزار فٹ طویل اور آٹھ سو فٹ عریض تھی۔

فصیل کے چاروں کونوں پر چار بُرج۔ اور چار ہی اس میں دروازے تھے۔ یعنی پہاڑی دروازہ۔ ٹبالوی دروازہ۔ ننگلی دروازہ۔ اور سوری دروازہ۔ فصیل کے باہر بڑے بڑے اور پرانے بیروں کا گویا ایک گھنا جنگل کھڑا تھا۔ جہاں دن دہاڑے خوف آتا۔ رات کے اندھیرے میں تو شائد ہی کوئی فصیل کے باہر نکلتا ہوگا۔ اس خاردار جھاڑیوں کے جنگل کے بالکل ساتھ لگی ہوئی

ایک کھائی یا خندق تھی۔ جو چاروں طرف موسم سال بھر پانی سے بھرپور رہتی۔ کئی کئی میل دُور سے برسات کا پانی اسی نشیب میں آکر جمع ہوتا تھا۔ اور یہ گویا ایک قدرتی امداد اور خدا تائید تھی۔ اس قلعہ کی حفاظت کی۔ جو اسے قدرت کی فیاضی سے سنت میں میسر تھی ؛

آبادی کی بیرونی فضا

قصبہ کی رونق۔ شادابی اور خوبصورتی کے لئے قصبہ سے باہر کئی باغات تھے جو چاروں طرف دُور دور تک پھیلے ہُوئے بہت بڑے رقبہ میں لگائے اور سجائے گئے تھے۔ جن کے اشجار شیریں اور معطر و مصفا ہوا سے حاکم و محکوم برابر فائدہ اٹھایا کرے ؛

اس مرکز کی حفاظت و معنبوطی کے لئے چاروں اطراف وقتی ضروریات کے مدنظر مناسب مقامات پر دُور و نزدیک ایک اور معاون و حفاظتی قلعوں کی لائن تھی۔ جن میں سے بسرا۔ کھارا ٹھیکری والہ۔ رسُول۔ وڈالہ۔ کنڈیلا اور ڈھپئی کے قلعوں کے آثار تو آج تک بھی واضح اور عیاں ہیں۔ اور بعض زمانہ کی دست بُرد کی نذر ہو چکے ہیں۔ اس قلعہ بندی اور حفاظت و تنظیم پر نظر غائر ڈالنے سے مرکز کی معنبوطی۔ شان و شوکت اور زیرنگین ریاست کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ؛

قادیان کا عالی ہمت خاندان

نیز اس عالی ہمت اولوالعزم۔ اور اقبال مند خاندان کی حسن تدبیر۔ انتظامی قابلیت۔ قوت عمل۔ اور علو ہمتی کو جانچا جا سکتا ہے۔ جس نے ہزاروں میل سے آکر اُن جنگلوں میں منگل کر دیا۔ اور ایک مستقل ریاست کی بنیاد رکھی جس کے خودمختار رئیس ایک ایسے خوش نصیب۔ اور قابل رشک فارسی النسل وجود کی یادگار تھے جس کی قلبی کیفیت خالق ارض و سمار کے حضور پہونچکر قبول ہُوئی۔ خدا نے اس کے کسی عمل۔ اس کی کسی ادا کو پسند فرمایا اور دُنیا کے عظیم ترین اور مقدس ترین خدا کے مقبول رسُول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے محبت کی۔ اور اس کو اپنے دستِ شفقت سے نوازا۔ بالکل سچ۔ صحیح اور راست وحق ہے ؎

مصفیٰ قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا

خدا کے انبیاء و رسل نجیب الطرفین۔ اور عالی خاندان ہُوا کرتے ہیں۔ تا ان کی بیت اطاعت اور غلامی کو عار اور ذلت و توہین سمجھ کر لوگ ہدایت اور دولتِ ایمان سے محروم نہ رہ جائیں ؛

عُلماء اور صلحاء کے اجتماع کا مقام

حکمران خاندان کی جوانمردی۔ بیدار مغزی۔ ہمت و استقلال اور فہم و ذکاء کے ساتھ اس کی فیاضی۔ نیکی۔ اور عدل و انصاف کا ایسا چرچا تھا۔ کہ دور دراز سے حق و صداقت کے پیاسے اور اکثر اہل اللہ اُن کی صحبت کے فیض سے مشرف ہونے کو جمع رہتے۔ یہاں تک کہ ان کے دسترخوان پر پانچ پانچسو علماء۔ فضلاء۔ حفاظ اور صلحاء کا مجمع رہتا۔ اور اللہ اور اس کے رسُول کے اقوال و اعمال کے تذکرے رہتے اور دین داری و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ کوئی بھی ان میں تارکِ نماز نہ تھا۔ حتےٰ کہ پسنہاریاں تک تہجد گزار تھیں۔ القصہ بے دینی اور جہالت کے زمانہ میں یہ مقام علم و فضل اور نیک و پاک مقاصد کا مرکز تھا۔ طوائف الملوکی اور ضعف و ادبار کے زمانہ اور تنگی و مشکلات کے ایام میں بھی ان لوگوں نے فیاضی اور عطاء و سخا کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور بعض تفرقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو کئی گاؤں بطور مروت دے دیئے۔ اور اس طرح عُسر کی حالت میں بھی دل کھول کر شرفاء کی امداد کرتے رہے۔ ایسی ہی باتوں سے اس ظلم و فساد اور فسق و فجور کے زمانہ میں اس بستی کو لوگ اسلام پور اور مکہ کے نام سے یاد کرنے لگے تھے۔ کیونکہ اس بدامنی اور جھگڑے فساد کے زمانہ میں مسلمانوں کے لئے یہی قصبہ مُبارکہ پناہ کی جگہ تھی اس کے سوا ہر جگہ کفر اور فسق و فساد اور ظلم نظر آتا تھا۔ قادیان گویا اس زمانہ میں حامیان دین۔ صلحاء۔ علماء۔ اور نہایت شریف اور جوانمرد لوگوں سے مل کر ایک ایسا باغ بنا ہُوا تھا۔ جس کے اشجار علم و عمل۔ نیکی و تقوےٰ۔ اور عدل و انصاف کے آس پاس کے علاقے متمتع ہُوا کرتے تھے اور اس کے حکمران اپنے اوصاف و اطوار کے باعث جہانبانی کے اہل اور حکمرانی کے مستحق یقین کئے جاتے تھے۔" (ماخوذ از کتاب البریہ)

یہ تو ہُوا تصویر کا روشن پہلو۔ اور مسلمان خاندان کی حکومت کے زمانہ کا نقشہ اور فوٹو ؛

قادیان کی حالت سکھوں کے عہد میں

اب میں تصویر کا دُوسرا رُخ بھی پیش کرتا ہُوں۔ جو یہ ہے کہ خدا کی باریک در باریک اور نہاں در نہاں حکمتوں۔ اور مصلحتوں کے ماتحت حالات نے پلٹا کھایا سکھوں نے غلبہ پایا۔ اور رام گڑھیا مسل کے سکھ فریب سے قلعہ میں داخل ہو کر قابض ہو گئے۔ قادیان کی دولت و ثروت اور اقتدار و حکومت کے زوال کے ساتھ ہی امن برباد علم مفقود اور نیکی و نکوکاری معدوم ہو کر فساد۔ جہالت اور بدی و بدکاری نیز فسق و فجور کا دور دورہ ہو گیا۔ ذی عزت شریف اور امن پسند لوگ رام گڑھیوں کے آتے ہی خوف و ہراس کے مارے قصبہ کو چھوڑ عزت و آبرو لے کر خالی ہاتھ بھاگ گئے۔ اس تباہی و بربادی کا مختصر سا نقشہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں :-

"اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی۔ اور اسرائیلی قوم کی طرح وہ اسیروں کی مانند پکڑے گئے۔ اور ان کی مال و متاع سب لوٹی گئی۔ کئی مسجدیں اور عمدہ عمدہ مکانات مسمار کئے گئے۔ اور جہالت اور تعصب سے باغوں کو کاٹ دیا گیا۔ اور بعض مسجدیں جن میں سے اب تک ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ دھرم سالہ یعنی سکھوں کا معبد بنایا گیا۔ اس دن ہمارے بزرگوں کا ایک کتب خانہ بھی جلایا گیا۔ جس میں پانسو نسخہ قرآن شریف کا قلمی تھا۔ جو نہایت بے ادبی سے جلایا گیا۔ اور آخر سکھوں نے کچھ سوچکر ہمارے بزرگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام مرد و زن چھکڑوں میں بٹھا کر نکالے گئے۔ اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزین ہُوئے۔"

(کتاب البریہ)

قضاء و قدر کی نیرنگی۔ اور زمانہ کی گردش نے گویا اس فارسی النسل خاندان کو پشتوں کی حکومت اور ریاست سے ایسا محروم کیا۔ کہ خالی ہاتھ یہاں سے نکل گئے اور جو کچھ بنایا تھا۔ یہیں چھوڑ گئے۔ آنے والے لوگوں نے آتے ہی جو کچھ کیا۔ اس کا خلاصہ آپ نے پڑھ لیا۔ بعد جو کچھ ہُوا۔ اس کا اندازہ قادیان کی حالت سے کر لیں جو میں نے بچشم خود دیکھی۔ اور وہ یہ تھی۔

قادیان کی حالت کیا تھی

ادھر نظر اٹھاؤ۔ ویرانہ و کھنڈر۔ عمارات برباد اور مکانات مسمار۔ بچے کھچے اکثر مقفل و بے چراغ۔ خال خال کوئی آباد اور جو آباد بھی تھے۔ ان پر بھی ایک قسم کی اداسی برستی دکھائی دیا کرتی تھی۔ جیسے کسی اُجڑے دیار کا سوگ منا رہے ہوں۔ میرا اپنا اندازہ یہ ہے۔ کہ گاؤں کا تین چوتھائی حصہ غیر آباد یا تباہ و برباد پڑا تھا۔ اور بمشکل ایک چوتھائی حصہ آباد۔ جس میں زیادہ سے زیادہ پانچسو نفوس رہتے ہوں گے۔ بازار دو تھے۔ ایک بڑا بازار کے نام سے موسوم دُوسرا چھوٹا بانسار۔ مگر دونوں سنسان۔ چھوٹے بازار میں تو شاذ ہی کبھی کوئی دکان کھلی اور آدمی نظر آتا۔ سوائے دو منحوس اڈوں کے جو دن کی بجائے رات کو زیادہ کھلتے ہوں گے۔ باقی بازار بند اور گرا پڑا تھا۔ بڑے بازار میں چند دوکانات کھلی دکھائی دیا کرتی تھیں۔ مگر کاروبار اُن کا بھی دیکھنے میں کوئی نہ آتا۔ خالی دوکانوں پر نکمے بُت بنے بیٹھے رہتے۔ یا دفع الوقتی کے لئے گھروں کی وحشت سے گھبرا کر بازار میں آجایا کرتے۔ جہاں آنے جانے والوں کی شکل و صورت دیکھ لیتے۔ یا پاسہ۔ چوپٹ اور شطرنج وغیرہ کھیل کر دن گزار لیا کرتے۔ یا بعض اس ٹٹی کی آڑ میں فلاکت زدہ کسانوں اور مزدوری پیشہ محتاجوں کا خون چوسنے اور پیٹ کاٹنے کی غرض سے سودی لین دین کر لیا کرتے۔ بازار محض نام کو تھا۔ کام کوئی تھا نہ ہنر اور پیشہ۔

صرف تین برائے نام دوکانیں

تین دوکاندار تھے۔ جو اس ویران بستی کی زینت کہلاتے۔ ایک بزاز۔ دُوسرا عطار تیسرا حلوائی۔ ایک مسلمان اور دو ہندو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان تینوں کی آبادی بھی صرف اس گھرانے کی بدولت تھی۔ جس کو خدا نے پھر سے نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے لئے چُن لیا تھا۔ عطار کا کام حضرت نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے مطب اور مریضوں کی وجہ سے۔ اور حلوائی کا مہمانوں۔ اور بیماروں کی آمدورفت کے باعث۔ اور لالہ شکھرام بزاز کی بکری بھی محض اس گھرانے کے طفیل تھی۔ جو عموماً یتامیٰ و بیوگان اور غرباء کی ضروریات کے لئے خرید فرمایا کرتے مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ کوئی دو کانیں تھیں حلوائی کی دوکان کی تفصیل لکھ دیتا ہوں۔ اس سے دوسری دونوں دوکانوں کا بھی قیاس کرلیں۔ چار یا چھ آنہ کا دُودھ لے کر یہ لوگ صبح سے رات کے دس گیارہ بجے تک عموماً بیٹھا کرتے دودھ بکتا۔ جتنا بکتا۔ باقی سے کھوا تیار ہوتا کبھی دہی۔ دہی نہ بکتا۔ تو رات کو بھلے پکوڑیاں تیار ہوہیں۔ گاہک، کوئی آگیا۔ تو خیر۔ ورنہ وُہ بھی گھر کی مرغی دال برابر چار و ناچار یوں چکا دی جاتیں۔ یہی حال بتاشے مٹھائیوں کا ہوا کرتا۔ الغرض بازار نام کو تو تھے دو۔ مگر کام کی کوئی چیز یا ضرورت کا کوئی سامان قطعاً میسّر نہ آسکتا تھا۔ بالکل معمولی معمولی ضروریات زندگی کے لئے بٹالہ۔ امرتسر اور لاہور جانا ہوتا تھا۔ اور تو درکنار۔ زمینداری ضروریات مثل بیج بنولے تک لوگ بٹالہ سے سروں پر اٹھا کر لایا کرتے علاقہ کی پیداوار بھی بمشکل فصل کے ایام میں مل سکتی۔ بنئے مہاجن اور ساہوکار شہروں کو لے جاتے۔ تو چند ہی روز بعد پھر بے چارے کسانوں اور مزدوروں بلکہ ہر طبقہ کے لوگوں کو شہروں سے جا کر لانی پڑتی تھیں۔ گوشت اور سبزی کا بھی یہی حال تھا۔ قصاب دوسرے تیسرے روز بکرا کرتے۔ وہ بھی نہ بکتا۔ تو دیہات میں لے جا کر غلّہ نکلنے کے وعدہ پر ادھار دے آتے۔ گوشت ایسا خراب ہوا کرتا۔ کہ دیکھنے کو جی نہ چاہتا۔ قصابوں کی بڑی جائیداد کالی بھیڑیں ہوا کرتی تھیں۔ بکرا شاذونادر

افعال قبیحہ کا ارتکاب

بے کاری عام تھی۔ کیونکہ کام کے لوگ اپنی عزت بچانے کی غرض سے بستی کو چھوڑ کر جا چکے تھے پیچھے بے کار یا بدقماش رہ گئے تھے۔ یا سست اور کاہل۔ جس کے نتیجہ میں مختلف قسم کی عادات قبیحہ میں لوگ مبتلا تھے۔ قمار بازی کا بازار گرم رہتا۔ جس کے کئی اڈے قائم تھے۔ گردونواح کے بدقماش اور آوارہ لوگ آتے۔ پولیس چھاپے مارتی۔ لوگ دیوانہ وکنگال ہوا کرتے تھے۔ رونق ہوا کرتی ٹھیکہ کی دوکانوں پر ام الخبائث کا ٹھیکہ موجود۔ بھنگ و چرس۔ گانجا کے دم لگا کرتے۔ اور چنڈو کا استعمال ہوتا۔ افیون اور دھتورہ کا استعمال عام تھا حقہ نوشی اور سگریٹی و سیفر وشی کی تو کوئی انتہا نہ تھی۔ اور ان کے نتائج تلخ بھی لوگوں کو چکھنے پڑا کرتے تھے۔

صفائی کا یہ حال تھا۔ کہ جا بجا کوڑا کرکٹ اور نجاست کے تودے۔ گوبر اور گندگی کے انبار لگے رہا کرتے۔ جن کی وجہ سے ہر گھر سنڈاس اور کوچہ و گلی گندے نالے کا منظر پیش کرتے۔ بڑے بڑے کھنگر گلی کوچوں کو ناہموار بنائے ہوئے تھے۔ گندہ پانی۔ اور مویشیوں کا بول و براز مل کر ایسا تعفن اور عفونت پیدا کرتے۔ کہ دماغ سڑا کرتا تھا۔

بعض میلے بھی ہوا کرتے۔ جن میں جاہلیت کے کمالات اور ہنروں۔ جوہروں کا ایسا مظاہرہ ہوتا۔ کہ شرافت تو درکنار انسانیت بھی سر پیٹ لیتی۔ اور مارے ندامت کے پانی پانی ہو کر بہہ نکلتی۔ خصوصاً میلہ "قدم شریف" جو کہ بستی کے بالکل متصل ہندو حصہ آبادی کے پاس لگا کرتا۔ ایک رات اور دن لوگ دُور دُور سے آکر اکٹھے ہوتے۔ رات کو آتے ہوئے مرد اور عورتوں کی ٹولیاں گندی بکتیں اور ننگے گیت گاتیں۔ بستی کے گلی کوچوں میں رات بھر وُہ اودھم مچا کرتا۔ کہ الامان الحفیظ لڑائی۔ دنگہ اور فساد جو عموماً چھیڑ خوانی کے نتیجہ میں ہوا کرتا۔ سر پھٹول اور پگڑ دھکڑ پر منتج ہوا کرتا تھا۔

عرب جاہلیت کے میلے جہالت و بدتہذیبی کے لئے مضرب المثل سنے جاتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ میلے ہر رنگ میں ان پر سبقت لے جایا کرتے تھے۔ کیونکہ ان میلوں میں اکثر حصہ علم اور ادب۔ فصاحت اور بلاغت کے لئے وقف ہوا کرتا۔ جوا بھی کھیلا جاتا۔ تو اس کی تہ میں غریب نوازی اور خدمت خلق کا جذبہ پنہاں ہوا کرتا تھا۔ مگر یہاں سرتاپا گالی۔ گلوچ۔ گند اور ہزلیات دیکھو اس۔ حیاسوز حرکات اور غیرت کش افعال جس پر طرفہ قمار بازی اور فتنہ و فساد خدا کی پناہ۔

میں جس زمانہ کے چشمدید واقعات بیان کر رہا ہوں۔ وُہ ۱۳۱۲ھ یا ۱۸۹۵ء کا زمانہ تھا۔ جبکہ یہ بستی خدا کے الہام اور کلام کے نزول اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد کا زمانہ ہے اور اس زمانہ میں یہ بستی قادیان کی مقدس بستی بن چکی تھی۔ نیک دل اور شریف تعلیم یافتہ لوگوں کا مرجع اور خدا شناسی کا مرکز ہونے کی وجہ سے ترقی کی راہوں پر گامزن تھی۔ اور بہت کچھ اصلاح بھی عمل میں آچکی تھی۔ باوجود اس کے ان حالات کی موجودگی بستی کی کچھ ہی عرصہ پہلے کی ابتر حالت کی مظہر ہے۔ کہ نوبت کہاں تک پہونچی ہوگی

منگل سے جنگل

گیدڑ۔ لومڑ اور بڑے بڑے جنگلی بلّے تو سرِ شام ہی غلاظت اور سنڈاس کے ڈھیروں پر منڈلانے لگتے۔ ان کے علاوہ بعض درندے اور وحوش رات کی تاریکی میں آتے۔ اور بھیڑ۔ بکری۔ مرغی۔ بلونگ کو اُٹھا کر لے جاتے۔ احمدیہ چوک کے شمال مشرقی کونہ کی دوکان جس میں آجکل شیخ احمد الدین صاحب ڈنگوی بیٹھتے ہیں۔ کسی وقت حضرت نواب صاحب قبلہ کا باورچی خانہ تھا۔ جس کے آگے ایک چھپر لٹک لگا ہوا تھا۔ گوشت چونکہ بہار عموماً خراب ملا کرتا تھا۔ اور بعض اوقات ضرورت کے وقت مل ہی نہ سکتا تھا۔ لہذا حضرت نواب صاحب کے ہاں اس کا انتظام رہتا ایک رات کا ذکر ہے۔ کہ ایک بکرا وہاں بندھا تھا۔ رات کو ایک بھیڑیا آیا۔ اس نے چھپر کا ایک حصہ توڑا۔ اور بکرا اٹھا کر لے گیا۔

اس سے بھی بڑھ کر ایک اور چشمدید واقعہ سناتا ہوں۔ ایک روز دن دہاڑے ایک لمبے دانتوں والا جنگلی خنزیر شرقی ڈھاب میں پانی پی اور نہا کر شکستہ فصیل کی راہ سے جہاں آج کل حضرت عرفانی کا مکان اور دفتر الحکم ہے۔ بستی میں داخل ہوا۔ اور سیدھا ایک شخص مسمی دھنتو کے گھر میں جا گھسا۔ جہاں اس کی بیوی بیٹھی چرخہ کات رہی تھی عورت اس بدصورت خونخوار بد کو دیکھ کر گھبرائی۔ گھبراہٹ میں اور کچھ نہ بن پڑا۔ تو ہاتھ سے دھتکارنے لگی۔ اس نے ہاتھ پکڑ کر چبا لیا۔ اور پھر شور و غوغا سے خائف ہو کر گاؤں کے گلی کوچوں میں سے ہوتا ہوا۔ بستی کی غربی جانب سے نکل کر گنے کے کھیتوں میں جا گھسا۔ اور آخر شکاری کتوں اور شکاریوں کا شکار ہو کر اس جرأت کی پاداش کو پہونچا۔

بھیڑیا جسے پنجابی میں بگھیاڑ کہتے ہیں۔ اس کثرت سے تھا۔ کہ موجودہ مشین اور بستی کے درمیان ایک جوہڑ کا نام ہی بگھیاڑاں والا چھپڑ مشہور تھا۔ نہ صرف یہی بلکہ گاؤں کے باہر بعض حصے ویرانی و بربادی کے باعث اتنے بھیانک۔ اور ڈراؤنے ہو چکے تھے۔ کہ بھوت چڑیل کا مرکز کہلاتے۔ جہاں دن دہاڑے لوگ جانے سے گھبرایا کرتے تھے۔ اس طرح گویا یہ بستی جو ایک قوم کے ذریعہ جنگل سے منگل بنی تھی۔ دوسری قوم کے ذریعہ پھر تنزل کر کے منگل سے جنگل آباد سے ویران۔ اور علم و فضل۔ ہنر و حکمت۔ اور نیکی و تقوے کی بجائے جہالت و رذالت۔ بیکاری و فحالت اور بدی و بدکرداری کا مرکز ہو چکی تھی۔ جہاں علم و دانہ دولت۔ تجارت رہی نہ حرفت۔ زراعت رہی۔ نہ حکمت۔ غفلت و سستی۔ بیکاری بیماری۔ اور بدی و بدکاری کا دور دورہ اور جہالت و ضلالت کا عملی تسلط تھا۔ جنگلی جانوروں اور درندوں کی وجہ سے کھیتیاں برباد ہوا کرتیں۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ شکاری لوگ اور شکاری کتے ان دنوں قادیان میں کثرت اور عزت سے پالے اور رکھے جاتے تھے۔

ذرائع آمد و رفت کا فقدان

بات لمبی ہوئی جاتی ہے۔ مگر بے کہے تسلی ہوتی ہے نہ حقیقت کھلتی ہے۔ لہذا نہایت ہی اختصار سے اشاروں پر اکتفا کرتے ہوئے کچھ عرض کرتا ہوں۔ سب سے پہلی مشکل اس بستی کی گمنامی کی وجہ سے اس کی تلاش کی تھی۔ تو دوسرا بڑا بھاری مرحلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان پہونچنے کا تھا۔ ذرائع آمدورفت کا اتنا فقدان تھا۔ کہ سواری کا میسر آنا ہی مشکل ہو جایا کرتا۔ سواری آجا کر اس زمانہ میں۔ ریڑہ۔ بیل گاڑی اور گدڑا۔ زیادہ سے زیادہ دقیانوسی یکہ ہوا کرتا تھا۔ جس کی وضع قطع اور شکل وبناوٹ اس امر کی مقتضی ہوا کرتی تھی۔ کہ اسے یکہ کی بجائے شیطانی چرخہ کے نام سے پکارا جائے۔ اور حقیقت بھی اس سواری کی اسی نام سے پوری طرح واضح ہوتی ہے۔ چلنے میں دھکوں کا لگنا جتنے کہ پسلیاں دکھ جایا کرتیں۔ پیٹ میں درد اٹھنے لگتا۔ اور جسم اس طرح معلوم ہونے لگتا۔ کہ کسی نے اوکھلی میں دے کر کوٹ دیا ہو۔ یکہ کا چلتے چلتے سیخ پا ہو جانا۔ الٹ جاتا۔ سواریاں نیچے۔ چرخہ اوپر یہ باتیں خالی یکا لکھ دینے سے کیسے معلوم پڑ سکتی ہیں ؎

یکہ مل جانے کے بعد دوسری مشکل یہ ہوا کرتی۔ کہ یکہ بان غائب۔ وہ نہاری لینے چلا جایا کرتا۔ اور جب تک کئی سواریاں ہاتھ نہ آجاتیں۔ اسکی نہاری تیار نہ ہو سکتی۔ اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت یکہ بان کے انتظار یا تلاش میں ضائع ہو جایا کرتا۔ سڑک کی کیفیت لکھنے کی تو ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کی تفصیل خود خداوند عالم الغیب نے فجج عمیق کے کلام میں فرما دی ہے سڑک کچی تھی۔ مرمت کا کبھی کوئی سامان نہ ہوا کرتا تھا۔ غلہ وغیرہ اجناس تمام گڈوں کے ذریعہ ڈھالہ جایا کرتی تھیں۔ جس کی وجہ سے سڑک نہایت خستہ ناہموار اور خراب تھی۔ یکہ کی ہیئت ترکیبی کچھ ایسی تھی۔ کہ اچھے سے اچھا۔ موٹا تازہ اور نو بنو گھوڑا یکے میں لگنے کے چند ہی روز میں دبلا پتلا اور ایسا مریل ہو جایا کرتا۔ کہ دیکھنے والوں کے دل رحم سے بھر جاتے۔ راستہ کا اکثر حصہ سواریاں پیدل چل کر پہونچتیں اور برسات کے موسم میں تو خدا کی پناہ بعض اوقات پورا پورا دن چلنے سے بھی قادیان نہ پہونچ سکتے۔ یکے پھنس جایا کرتے۔ تو ایسی مصیبت ہوا کرتی۔ جو برداشت سے باہر ہو جاتی۔ سامان مزدوروں کے سروں اٹھوا کر منگایا جاتا۔ سواریاں پیدل آتیں۔ یکہ بان مجبور ہو کر گھوڑا اکھول کر لے آتا۔ اور یکہ سڑک میں کھڑا رہتا اس کیفیت کی اگر تفصیل کروں۔ تو پوری ایک کتاب بن جائے۔

موسم برسات میں قادیان کی حالت

قادیان کی بستی نشیب میں واقع ہے۔ برسات کی وجہ سے چاروں طرف سے پانی کا سیلاب آیا کرتا۔ جس سے گاؤں کے گرد کی ڈھابیں۔ کھائیاں اور خندقیں بھر جایا کرتیں۔ اور زائد پانی ڈیڑھ میل تک قریباً بٹالہ قادیان کی سڑک میں سے گزرا کرتا۔ جو بعض اوقات اتنا گہرا تیز اور زور سے چلتا۔ کہ اس میں سے سلامت گزر جانا ہر کسی کا کام نہ تھا۔ گاؤں صحیح معنوں میں ایک جزیرہ ہو جایا کرتا۔ دیہات ومضافات سے آنے والے اور مسافر کیا عورت کیا مرد کپڑے اتار۔ برہنہ ہو کر گاؤں میں پہونچا کرتے۔ اور یہ منظر نہایت ہی ناگوار اور غیرت کش ہوا کرتا تھا ؎

جائداد غیر منقولہ کی بے قدری

اس زمانہ میں جائداد کی کوئی قیمت تھی نہ قدر۔ زمین ومکان کوڑیوں کے مول بکتے۔ کوئی خریدار تھا۔ نہ گاہک۔ چنانچہ قلعہ کی فصیل جو گورنمنٹ برطانیہ کی ملکیت قرار پا چکی تھی۔ اور کاغذات سرکار میں نزول رقبہ کہلاتا تھا۔ جب حکومت نے نیلام کرنا چاہی۔ تو کئی مرتبہ ناکامی ہوئی۔ اور نیلام کنندہ حکام ناکام واپس چلے گئے۔ کیونکہ کوئی خریدار نہ بنتا۔ آخر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے ابتدائی زمانہ میں آخری مرتبہ نیلام ہوا۔ اور فصیل کی زمین مفت کے برابر برائے نام قیمت پر لوگوں کے گلے منڈھ دی گئی۔ مرزا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارندہ تھے۔ انہوں نے بھی خاندانی مکانات کے سامنے کی زمین کی بولی دے کر بہت ارزاں خرید لی۔ مرحوم بیان کیا کرتے تھے۔ کہ میں خوشی خوشی حضرت کے حضور گیا۔ اور اپنی طرف سے بطور خوشخبری یہ خبر سنائی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اسمٰعیل تم نے یہ زمین کیا کرنی تھی۔ آپ نے بے پوچھے کیوں خرید لی؟ ہمارے کس کام کی ہے۔ اور ہمارے پاس تو روپیہ بھی نہیں ؎

مرزا اسمٰعیل صاحب بیان کیا کرتے تھے۔ کہ میں بولی دے چکا تھا۔ انکار ہو سکتا تھا نہ واپس کی جا سکتی تھی۔ اور نہ ہی کوئی اور اسے خریدنے کو تیار تھا۔ مجبوراً میں نے قرض دام کر کے قیمت ادا کر دی مگر جب حضور کو میرے اس فعل کا علم ہوا تو حضور نے ساری رقم ایک یا دو مرتبہ کر کے مجھے ادا کر دی۔ اور وہ زمین اب سلسلہ کی اہم ضروریات میں کام آئی۔ میرا اندازہ ہے۔ کہ اگر آج یہ خریدنی پڑتی۔ تو موقعہ کے لحاظ سے کم از کم سو گنا زیادہ قیمت ادا کرنا پڑتی ؎

تعلیم

تعلیم کا یہ حال تھا۔ کہ اس خاندان اور اس سے تعلق رکھنے والوں کو الگ کر کے بمشکل ایک یا زیادہ سے زیادہ دو فیصدی معمولی نوشت وخواند کے آدمی مل سکتے ہوں گے۔ صرف ایک بالکل ہی چھوٹا سا دیہاتی پرائمری سکول تھا۔ جو ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے چلایا جا رہا تھا۔ دوسرا کوئی مکتب تھا۔ نہ کوئی مدرسہ ؎

ڈاک کا انتظام

اسی سکول کے ایک ماسٹر کو دو چار روپیہ الاؤنس دے کر ڈاک خانہ کا انچارج یا برانچ پوسٹ ماسٹر بنا دیا جایا کرتا۔ جو صبح وشام ایک گھنٹہ ڈاک کی آمد اور روانگی نیز دیگر کاموں کے لئے دیا کرتا۔ ڈاک بٹالہ سے ایک ہرکارہ کے ذریعہ ایک مرتبہ ایک چھوٹی سی تھیلی میں آیا کرتی۔ جو تقریباً تمام کی تمام ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضور کے غلاموں کی ہوا کرتی تھی۔ گاؤں میں شاذ ہی کسی کا کوئی خط ہوا کرتا تھا۔ اور اگر کسی کا خط آبھی جاتا۔ تو پڑھانے کے لئے اس کو در بدر۔ اور کو بکو پھرنا پڑتا تھا ؎

نیم برہنہ لباس

لباس اس علاقہ کے لوگوں کا اتنا مختصر کہ عریانی اور ستر عورت بھی نہ ہوا کرتی۔ نیم برہنہ کہنا گویا لغت میں تصرف کرنا ہوگا۔ کیونکہ حقیقتاً عوام بالکل ننگے اور برہنہ ہوا کرتے تھے۔ چار انگل کی ایک لنگوٹی ان کا لباس تھا۔ جس کو دیکھ کر بعض اوقات سیدنا حضرت نورالدین اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ایک سوال کیا کرتے۔ مگر تعجب ہے۔ کہ وہ کچھ ایسے بے حس ہو چکے تھے۔ اس کا جواب ان کے لباس سے بھی زیادہ مکروہ اور ننگا ہوتا تھا ؎

کرخت زبان

زبان اتنی موٹی۔ بھدی۔ اور کرخت تھی۔ کہ کان اس کی برداشت نہ کر سکتے۔ گالی کے بغیر ان کی بات مکمل نہ ہوا کرتی۔ اور کلام میں حلاوت وشیرینی پیدا کرنے کے لئے پھکڑ بازی لازمی تھی۔ بچوں کو بچپنے ہی سے اس کا مشاق بنایا جاتا اور گالی گلوچ کی باقاعدہ تعلیم دی جایا کرتی۔ اور جب بچہ اس علم میں طاق ہو کر باپ یا بڑے بوڑھوں کو منہ پر گالی دینے کے امتحان میں کامیاب ہو جاتا۔ تو واہ وا کی صدا گونج اٹھتی۔ اور ہر طرف سے داد ملنے لگتی ؎

غرض گالی لوگوں کی عادت۔ اور لازمہ سخن ہو چکی تھی۔ اور اظہار محبت وپیار کے لئے تو یہ چیز ایسی ضروری تھی۔ جیسے کھانے میں نمک ؎

قادیان کی مساجد

مساجد اس زمانہ میں چار تھیں۔ مسجد مبارک جو دراصل مسجد البیت تھی۔ جس کا نام بیت الذکر تھا۔ یہ مسجد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بنوائی تھی۔ دوسری مسجد اقصیٰ تھی۔ جو حضور پر نور کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے بنوائی۔ انہی کا مزار مبارک آج کل مسجد اقصیٰ کے وسط میں واقعہ ہے۔ انہوں نے یہ مسجد کن حالات اور کس نیت سے بنائی؟ وہ خدا تعالیٰ کے فعل اور مسجد کی قبولیت سے ظاہر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت سے بڑھ کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کیا چیز انسانی اعمال اور اس کی قلبی کیفیات کے نیک و بد کی گواہ ہو سکتی ہے حکم خاتمہ و انجام کی نوعیت پر لگا کرتے ہیں۔ کون جانتا ہے۔ کہ اس مقدس انسان نے خاندانی ریاست اور آبائی جائداد کے حصول کی کوششیں کس نیت اور ارادہ سے کی تھیں۔ کون سمجھ سکتا ہے۔ کہ اُن کی یہ ساری تگ و دو کن اغراض و مقاصد کے لئے تھی۔ کس کو اس بات کی خبر ہے کہ انہوں نے اپنی عمر کا بیشتر اور نہایت قیمتی حصہ کس چیز کے حصول میں خرچ کر دیا۔ اس بات سے کون مطلع ہے۔ کہ انہوں نے اپنی عمر کا سارا اندوختہ اور ستر ہزار روپیہ کس غایت و مرام کی تلاش میں اڑا دیا؟ اور کون اس امر سے آگاہ ہے۔ کہ وہ یہ کہتے ہوئے کہ:-

"ورنہ میں جانتا ہوں۔ کہ جس طرف اس کی (مسیح موعود کی) توجہ ہے۔ یعنی دین کی طرف۔ صحیح اور سچ بات یہی ہے۔ ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں"

حضور کو بھی اپنے ساتھ دُنیوی کاموں میں شریک کر کے دُنیا دار اور رو بخلق بنا لینے کی کوشش کس خیال سے فرمایا کرتے تھے۔ اللہ اور صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔ جو اُن کے قلب کی گہرائیوں اور اندرونی بھیدوں سے واقف۔ قلبی کیفیات سے آگاہ اور نیت کی حقیقت کا راز دان ہے۔ اس کی میزان صحیح اور ناپ درست۔ اس میں غلطی ناممکن ہے۔

پس خدا تعالیٰ جس طرح اپنی قدرت نمائی سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کی مرضی اس کی فعلی شہادت سے پائی جا سکتی ہے:-

حضرت مرزا صاحب مرحوم کا دُنیوی ناکامیوں اور نامرادیوں کے بعد مغموم و محزون رہنا اور یہ کہتے رہنا کہ "جس قدر میں نے اس پلید دُنیا کے لئے سعی کی ہے۔ اگر میں وہ سعی دین کے لئے کرتا تو شائد آج قطب وقت یا غوث وقت ہوتا"

ایک پاک تبدیلی اور تبتل الی اللہ کی دقیع دلیل اور قوی برہان ہے۔ اور عرفت ربی بفسخ العزائم کا مقولہ اُن کے نور معرفت پا جانے کا ثبوت۔

اس کے علاوہ ؎

عمر بگذشت و نماند است جز ایامے چند
بہ کہ در یار کنم صبح و شامے چند

نیز ؎

از درے تو اے کس ہرگز نہ رمیدے
نیست امیدم کہ ردم نا امید

اور ؎

بآب دیدۂ عشاق وضو کنائے کسے
مرادے است کہ در خون تپد بجائے کسے

ان اشعار کی حقیقت سے آشنا اور جس دل سے نکالے اور بار بار پڑھے جایا کرتے تھے۔ اس کی کیفیت کا واقف علیم و خبیر۔ قادر و توانا خدا ہے۔ کہ عجل جسدہٗ لہ خوار۔ خدا تعالیٰ کے حضور خالی ہاتھ جانے کی حسرت کا احساس ایک سلیم دل اور قلب صافی کی سچی ٹیس ادخلوا الجنۃ خالدین کے حضور شرفِ قبولیت پائے بغیر نہیں رہ سکتی۔ خدا نے ان کی دُنیا اور دُنیا کے سارے ہموم و غموم کو دینِ خالص اور اپنی ذات کی جستجو و طلب میں سعی و کوشش بنا کر قبول فرما لیا تھا۔ ان سب باتوں کے ساتھ سب سے اہم۔ اور بڑی بات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعائیں جو حضور اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور کیا کرتے تھے۔ کس اضطراب۔ گدازش اور سوز و نیاز سے کی جاتی ہونگی وہ انسانِ کامل جو نہ صرف بیگانوں اور غیروں بلکہ اپنے جانی دُشمنوں تک کے لئے انتہائی درد رکھتا ہو۔ اور ان کی بہبودی کے واسطے اپنی جانِ عزیز تک گداخت کر دینے کا عادی ہو۔ اپنے شفیق باپ کے لئے کیا نہ کرتا ہوگا۔ خصوصاً جبکہ ناکامیوں کی وجہ سے وہ دردمند۔ مغموم اور مہموم رہتے ہوں۔ تو حضرت کارحیم کریم اور سلیم دل ان کی شفاعت کے لئے کیوں نہ گداز ہو کر آستانۂ الٰہی پر جھکنے لگتا ہوگا۔ ان باتوں اور ان کے دیگر احوال کو یکجائی نظر سے دیکھنے سے ان بزرگ مرحوم و مغفور کا مقامِ عالی قرب اور وصال سامنے نظر آنے لگتا ہے اور دل اُن کی محبت سے بھر جاتا۔ ان کی عظمت سے ڈر جاتا۔ اور بے ساختہ دل سے دُعائیں نکلنے لگتی ہیں علی الخصوص جبکہ اُن کے نیک انجام۔ خاتمہ بالخیر اور وصال الی اللہ کا سانحہ۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزیٰ پرسی کے معاملہ پر غور کیا جائے۔ تو اس بزرگ ہستی کی قدر و قیمت اور مرتبہ و مقام کی رفعت و بلندی معلوم ہوتی ہے۔ کتنے ہیں۔ دُنیا میں ایسے انسان جن کی وفات پر خدا نے اولاد کو پیغام ہمدردی بھیجا ہو؟ سبحان اللہ ما اعظم شانہ۔ ان کا آخری عمل یعنی تعمیر مسجد اور آخری خواہش کہ اسی:-

"مسجد کے ایک کونہ میں میری قبر ہو۔ تا اللہ جل شانہٗ کا نام میرے کان میں پڑتا رہے۔ کیا عجب کہ یہی ذریعہ مغفرت ہو"!

قادیان کے عروج کے زمانہ کی مساجد کے حالات اور تذکرے۔ ان کی خوبصورتی۔ وسعت اور شان و شوکت کی روایات اور آبادی و معموریت کی داستانیں آپ نے اپنے بزرگوں سے سُنی ہوں گی جن میں قادیان آ بیٹھنے والے علماء۔ فضلاء۔ حفاظ۔ اور اولیاء و اقطاب کے علاوہ آس پاس کے قلعوں کے حکام و اُمراء نیز افواج اور ان کے سردار ہر جمعہ کو جمع ہوتے۔ اور نمازیں گزارا کرتے تھے۔ ان کی یاد کتنی دلدوز اور رُوح فرسا ہوتی ہوگی۔ جن میں سے حضرت مرزا صاحب مرحوم نے کوئی بھی نہ دیکھی۔ اور جو ایک مسجد البیت دیکھی۔ تو ایک دھرم سالہ کی شکل۔ اور سکھوں کے قبضہ میں۔ کتنا درد اُٹھتا ہوگا۔ ان کے دل میں اور کیا حالت ہوگی ان کے قلب کی؟ اپنی کوئی مسجد نہ دیکھ کر ان کے دل میں مسجد بنانے کا جوش پیدا ہوا۔ خدا نے توفیق بھی رفیق فرمائی۔ اور وہ مسجد بن گئی۔ مسجد موجود ہے۔ اس کی شکل و صورت اور بناوٹ خوابیدگی و مضبوطی اس عظیم انسان کے جذبات کی مظہر ہے۔ گئے گزرے دنوں۔ اور عمر بھر کی ناکامیوں اور مایوسیوں کے بعد جس خاندان کے ایک فرد نے ایسی مسجد تعمیر کرائی۔ اس کے برسر حکومت و اقتدار بزرگوں نے کیسی خوبصورت۔ وسیع۔ اور شاندار مساجد بنائی ہوں گی؟ لوگوں نے مقامی حالات اور بستی کے مسلمانوں کی بے دینی و جہالت کے مدنظر عرض بھی کیا۔ کہ اتنی بڑی مسجد بناتے ہیں۔ نمازی کہاں سے آئیں گے۔ کتنے ہنگامے کریں گے۔ مگر آپ نے ایسی مسجد بنائی جسے خدا نے قبول کیا۔ اور بڑھایا۔ اور ابھی بہت بڑھائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ:-

تیسری مسجد محلہ ارائیاں اور چوتھی حلقہ خوجیاں میں تھی۔ اور یہ دونوں بالکل چھوٹی ویران اور غیر آباد پڑی تھیں۔ ان کی بناوٹ اور وضع سے معلوم ہوتا کہ پرانی اور قدیم نہیں۔ بلکہ ایام امن اور قریب زمانہ کی بناوٹ تھیں۔ ایک عرصہ تک ہم لوگ عموماً غسل وغیرہ کے لئے وہیں جایا کرتے۔ کیونکہ غسل خانے صرف انہی میں تھے۔ نوافل بھی ادا کر لیا کرتے یا بعض آس پاس رہنے والے دوست فرائض بھی ان میں پڑھاتے رہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ اس زمانہ میں ان کی مرمت و آبادی اور ڈول رسی کے چندوں میں بھی احمدی غیر احمدی کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ سبھی حسب توفیق حصہ لیا کرتے:-

آبنوشی اور دیگر ضروریات کے لئے کنواں صرف ایک وہی جو مسجد اقصیٰ کے صحن میں حضرت اقدس کے والد بزرگوار حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے اپنی عمر کے بالکل آخری حصہ میں بنوایا۔ حضور کے حصہ میں آیا۔ دیوان خانہ میں بھی ایک کنواں تھا۔ مگر وہ حضور پُر نور کے بڑے بھائی صاحب کے حصہ میں چلا گیا۔ حضرت کے گھر اور مہمانوں کے ہاں تو سقے بہشتی جہاں سے چاہتے پانی لے آتے۔ مگر ہم لوگوں کو اپنی ضرورت کے لئے مسجد اقصیٰ ہی کے کنوئیں پر جانا پڑا کرتا تھا۔ کیونکہ ایک طرف حضرت نانی صاحبہ محترمہ۔ تو دوسری طرف مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین صاحبان ڈانٹا ڈپٹ کیا کرتے۔ اور بعض اوقات تو ناقابل برداشت طعن و تشنیع تک نوبت پہنچا دیتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اس طرح ہمارے لئے صرف ایک خدا کے گھر کا کواں کھلا تھا۔ جس طرح خدائے عالم و عالمیان نے اس مقدس و مقبول الٰہی بزرگ کے دو بیٹوں میں سے ایک کو اپنے نور کا سرچشمہ اور فیوض کا منبع بنا کر ہمیں اس تک پہونچایا اور وہ اکیلا ہی خلق و جہان کے ورثہ میں آیا [illegible] آپ کے ترکہ مادی کے دو کور [illegible] سے ایک اور صرف ایک ہی کواں آنے والی پیاسی دنیا کے لئے کھلا تھا۔ جو فضل الٰہی سے اس نواح میں اپنے پانی کی لطافت پاکیزگی صحت افزائی و خنکی نیز بعض اور خواص کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے۔

مہمان خانہ

مہمان خانہ اس زمانہ میں ابھی کوئی نہ تھا۔ سیدنا حکیم الامت حضرت مولانا نورالدین اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مطب ہی میں آنے والے مہمان قیام کرتے۔ اور یہی جگہ سب کے لئے کافی اور وافی ہوا کرتی تھی۔ لنگر خانہ بھی علیحدہ کوئی نہ تھا۔ بلکہ حضرت اقدس کے مکان کے اندر ہی ملک غلام حسین صاحب سالن وغیرہ تیار کرتے۔ اور روٹی خادمات تیار کر دیا کرتیں۔ دفتر تھا اس زمانہ میں کوئی نہ محکمہ و نظارت و وزارت۔ مہمان نوازی مسافر نوازی اور غریب نوازی اور تالیف تصنیف۔ طباعت و اشاعت۔ بیمار پرسی و عزا پرسی۔ الغرض تمام دینی کام تنہا سیدنا حضرت اقدس ہی کو کرنے پڑتے۔ سب افکار۔ سارے انتظام صرف اور صرف حضور کے ذمے تھے۔ جن کو نہایت خوش اسلوبی اور بطریق احسن سرانجام پہونچایا جاتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حالت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گاؤں کی اراضیات اور جائداد کے علاوہ بعض دیہات کی تعلقہ داری میں بحیثیت ایک رئیس و مالک تھے۔ مگر حضور چونکہ دنیا اور اس کی عظمت و شہرت مال و منال اور شغل و اشغال نیز علائق سے منقطع ہو کر صرف خدا اور اس کے دین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مخلوق کی ہمدردی و خدمت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و عظمت اور خدا کے نام کے اعلاء اور جلال کے اظہار کے لئے وقف ہو چکے تھے حضور کو اپنی کسی زمین کا علم تھا نہ جائداد کا پتہ۔ جو جس کے قبضہ میں تھی وہی اس کو استعمال کرتا اور فائدہ اٹھاتا۔ حضور کو لینے کی بجائے دینے پڑا کرتے۔ خرچ آمد سے زیادہ ہو جاتا۔ اور مالیہ و لگان بھی حضور کو اکثر اپنی گرہ سے ادا کرنا پڑا کرتا۔ اس طرح حضور اس جائداد کے لحاظ سے مزارعین یا کارندوں کے رحم پر تھے۔ شرکاء حضور کے دنیوی لحاظ سے اپنے فن کے ماہر۔ علم کے پکے اور گانٹھ کے پورے تھے۔ وہ برسر اقتدار تھے۔ اور ان کا دبدبہ و لاٹھی چلتی تھی۔ اللہ تعالےٰ کی تجلی رجوع خلق اور حضور کے فنا فی اللہ۔ فنا فی الرسل اور فنا فی الدین ہو جانے اور اپنے بیگانوں کو اسی رنگ میں رنگین کرنے کی مساعی کی وجہ سے اور استقبال الی اللہ کے باعث ان کو حضور سے خدا واسطہ کا بغض قلبی عناد اور دلی عداوت تھی۔ حضور کا عروج ان کو ایک آنکھ نہ بھاتا اور وہ ہمیشہ دُپٹے آزار رہتے۔ ہنسی مذاق اور تمسخر و استہزاء سے بھی بہت آگے نکل جایا کرتے زیر لب خرابات کا نقشہ دکھائی دیا کرتا۔ اور ان حالات کو دیکھ کر ہمارے تو ایمان اور بھی بڑھ جایا کرتے۔ کیونکہ قول خداوندی اذا نصر اللہ المومن جعل لہ الحامدین فی الارض الخ کی صداقت روزانہ آنکھوں سے دیکھنے کا موقعہ ملا کرتا۔ ملکیت کے لحاظ سے وہ تینوں بھائی ملکر بھی حضرت اقدس کی ملکیت سے قریباً ۱/۲ پر تھے۔ مگر زور و جور کے لحاظ سے ایسا نظر آیا کرتا۔ کہ گویا وہی مالک و حاکم تھے۔ اور تفاصیل کو چھوڑتا اور ان کی ایذا رسانی کی صرف ایک ہی مثال درج کرتا ہوں۔

احمدیوں پر ظلم

جماعت میں مقدمہ دیوار کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ کہ یہ کام حضور کے شرکاء نے محض حضور کو اذیت پہونچانے اور دکھ دینے کی غرض سے سینہ زوری کرتے ہوئے کیا ورنہ ان کا قطعاً کوئی حق نہ تھا انہوں نے ایک دیوار کھڑی کر کے مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ دونوں کا راستہ بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے حضور کے خدام غاموں اور مہمانوں کے علاوہ خود حضور پر نور کو سخت اذیت پہونچی۔ کیونکہ حضور کو اپنے دوستوں اور خدام کی تکلیف کا احساس اپنی تکلیف سے بھی کہیں بڑھ کر ہوا کرتا تھا۔ مساجد میں پہونچنے کے لئے ایک لمبا چکر کاٹ کر لوگوں کو جانا پڑتا۔ اور برسات کے ایام میں تو کیچڑ گارے کے باعث اکثر لوگ پھسلنے گرنے سے چوٹیں کھاتے تھے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازراہ شفقت اپنے مکان کے گول کمرہ کے دروازے کھول کر رستہ بنوا دیا۔ جس سے بہت حد تک تکلیف اور مشکل میں کمی ہو گئی۔ مگر تاہم یہ ایک بھاری ستم اور انتہائی ظلم تھا۔ جو ان لوگوں نے روا رکھا۔ اسی پر بس نہ تھی۔ ان شرکاء کا دیکھا دیکھی اور شہ پر بعض وہ لوگ جو کبھی کہلاتے اور رذیل و ارذل ہوا کرتے وہ بھی دلیر ہو رہے تھے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی۔ کہ اگر کوئی احمدی کسی ایسے افتادہ کھیت میں بھی رفع حاجت کے لئے چلا جاتا جو ملکیت تو ان کے آقا کی مگر یہ لوگ بطور مزارعہ کبھی اسمیں قلبہ رانی کر چکے تھے تو یہ بدبخت اس کو اس بات پر مجبور کرتے کہ وہ غلاظت اٹھا کر لے جائے۔

کہیاں۔ پھاوڑے اور ٹوکریاں کام کرتے مزدوروں سے چھین کر لے جاتا تو ایک معمولی بات ہو گئی تھی۔ انفرادی طور پر لڑائی جھگڑا مار پیٹ اور تذلیل و تحقیر کے سلوک کے علاوہ ایک مرتبہ تو حملہ کر کے غریب احمدیوں کے گھروں تک میں آن گھسے تھے ان مشکلات و مصائب اور بے پناہ مظالم کے مقابلہ میں ہمیں حکم یہ تھا کہ صبر سے سب کچھ برداشت کرو۔ اور اُف تک نہ کرو۔ جس میں برداشت کی تاب نہیں اور اس کا نفس اس کو انتقام و مقابلہ پر آمادہ کرتا ہے تو بہتر ہے کہ وہ یہاں سے چلا جائے ؎

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اپنوں اور رعیت و محکوم لوگوں کا یہ حال تھا تو غیروں کی مخالفت۔ ان کے مظالم اور سلسلہ کو نابود و معدوم کر دینے کی کوششوں اور منصوبوں کا کیا حساب و شمار ہو سکتا ہے۔ یہ داستان ظلم و ستم نہایت ہی دردناک۔ کہانی طولانی اور قصے رقت آمیز ہیں جن کا یہ موقعہ نہیں ؛

سیدنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاندانی ترکہ سے جو ورثہ پایا اس کا اندازہ اللہ تعالےٰ کے اس تسلی آمیز اور محبت بھرے کلام سے ہو سکتا ہے جو حضرت کو اپنے والد صاحب بزرگوار کی وفات کے باعث بتقاضائے بشریت بعض وجوہ معاش کے بند ہو جانے کے خیال سے پیدا ہونے والے فکر پر آپ کو الہام فرمایا الیس اللہ بکاف عبدہ۔ ترکہ مرحوم کا قادیان کی اراضیات میں تخمیناً تین آنہ تھا۔ بارہ آنہ بعض پیچیدگیوں میں مرزا اعظم بیگ صاحب کی طرف چلا گیا۔ اور تقریباً ایک آنہ باقی تینوں شریک بھائیوں کا تھا بس

تشکر و اعتذار

الحمد للہ حملہ "الفضل" کو خلافت جوبلی کی مبارک تقریب پر خلافت جوبلی نمبر شائع کرنے کی توفیق ملی۔ اور ہم جماعت احمدیہ کے مخلصانہ جذبات اور جاں نثارانہ خدمات کا ایک نہایت ہی مختصر مرقع اپنے اولوالعزم امام حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے قابل ہو سکے۔

جن بزرگوں اور دوستوں نے ہماری درخواست پر اس پرچہ کے لئے مضامین ارقام فرمائے ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور جن کے مضامین دیر سے پہونچنے کی وجہ سے ہم شائع کرنے سے قاصر رہے۔ ان سے معذرت خواہ ہیں۔

کاغذ کی غیر معمولی گرانی اور طباعت کی ناقابل عبور مشکلات نے اگرچہ ہمارے حوصلے پوری طرح نہیں نکلنے دیئے۔ تاہم خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے جوبلی کی مبارک تقریب پر نہایت شاندار نمبر نکالنے کی توفیق بخشی۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہد کے جان نثار شہداء

اور اس

از:-
شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر
اسسٹنٹ ایڈیٹر "الفضل"

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شہادت کا درجہ ایک فضل الٰہی ہے ایک انعام ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف نے بیان فرمایا ہے۔ روحانی مدارج میں ایک ممتاز درجہ شہداء کا ہے۔ اور کسی قوم میں شہداء کا وجود اس کی زندگی۔ سرارتِ ایمانی۔ اور دین سے محبت و فدائیت کا ایک زندہ ثبوت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کے اندر ایسی روح پیدا کر دی تھی۔ اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ محبت کی ایسی آگ لگا دی تھی۔ کہ جس کے سامنے دنیوی تعلقات اور جذبات کی تمام خواہشیں سرد پڑ گئیں۔ وہ شمع ایمان کے پروانے بن گئے۔ اسلام ان کے لئے عزیز ترین متاع تھی۔ اور وہ ایسی لاپروائی۔ اور بے باکی کے ساتھ اپنی جانیں اس کے لئے فدا کرنے لگے۔ کہ جس کی مثال دنیوی معاملات میں نہیں مل سکتی۔ بعد میں چونکہ یہ جذبہ مفقود ہو گیا۔ اس لئے مسلمان ہر پہلو سے ذلیل و رسوا ہو گئے۔ اور آخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے از سر نو یہ پاکیزہ جذبہ اور اسلام کے لئے قربانی اور فدائیت کی روح پھونکی اور اسلام کے لئے ایسا جوش اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پیدا کر دیا۔ کہ ان میں سے جس کو بھی ایسا موقعہ ملا اس نے نہایت شوق کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ اور نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی ؛

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے انفاسِ قدسیہ کا اثر

غرض حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی قوتِ قدسیہ نے جماعت میں اس روح اور اس شوق کو تیز تر کر دیا۔ اور جہاں آپ کے عہد سعادت مہد میں جماعت احمدیہ کو دوسرے پہلوؤں سے شاندار ترقیات نصیب ہوئیں۔ وہاں اس میدان میں بھی اس نے بہت ترقی کی۔ اور ایسے فدا کار پیدا کئے۔ جو دینِ اسلام کی خاطر ہر وقت کفن بردوش رہتے ہیں۔ کئی سعادت مندوں کو یہ مرتبہ شہادت حاصل ہو چکا اور بہت ہیں۔ جو اس انتظار میں ہیں۔ کہ کب موقعہ ملے۔ اور ان کے ارمان نکلیں ؛

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی جوبلی کی مبارک تقریب پر جبکہ حضور کے عہد میں جماعت کی شاندار ترقیات کے مختلف پہلو پیش کئے گئے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور کے جان نثاروں میں سے جن خوش بخت شیدائیوں کو مرتبۂ شہادت نصیب ہوا ہے۔ ان کا مختصر تذکرہ کر دیا جائے۔ تا اندازہ کیا جا سکے کہ حضور کے انفاسِ طیبہ نے جماعت کے اندر قربانی کا کیسا شاندار جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ اور محبوبِ حقیقی کا دل ربا چہرہ ایسی صفائی کے ساتھ اپنے ماننے والوں کو دکھا دیا ہے۔ کہ اس نور پر پروانہ وار نثار ہونے کے لئے وہ ہر وقت بے قرار و مضطرب رہتے ہیں ؛

مولوی عبید اللہ صاحب شہید

حضور کے عہد میں سب سے پہلا شہید ایثارِ مجسم اور اخلاص کیش نوجوان مولوی عبید اللہ ابن حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی تھا۔ جس نے ۲۳ء کو دسمبر ۲۳ء کو مارلیشس میں جہاں وہ بغرض تبلیغ مع اہل و عیال مقیم تھے۔ درجۂ شہادت پایا۔ آپ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت مع اہلیہ و چھوٹی ہمشیرہ کے جس کی پرورش آپ کی اہلیہ کے سپرد تھی عازمِ مارلیشس ہوئے۔ آپ مدرسۂ احمدیہ کے پہلے طالب علم تھے۔ جو تبلیغ کے لئے ہندوستان سے باہر گئے۔ وہاں قریباً چھ سال کام کرنے کے بعد ۵ دسمبر ۲۳ء کو وفات پائی۔ ۷ دسمبر کو یہ اطلاع قادیان پہونچی۔ اس روز جمعہ تھا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اسی واقعہ پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں فرمایا۔ کہ مولوی صاحب جماعت کے پہلے شہید ہیں۔ اور ہمیں ان کی موت پر فخر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی اس قربانی کو قبول فرمایا اور اس ملک میں احمدیت کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔

مولوی نعمت اللہ خان صاحب

۲۱ اگست ۲۴ء کو مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو کابل میں امان اللہ خان والئے افغانستان کے حکم سے سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا شہادت سے قبل ان کو کچھ عرصہ تک زندان کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں مقید رکھا گیا سخت تکالیف دی گئیں۔ اور احمدیت کا انکار کرانے کی ہر ظالمانہ کوشش کی گئی۔ مگر وہ صداقت سے بال بھر بھی نہ سرکے بلکہ ان کا ایمانی جوش روز بروز بڑھتا ہی گیا۔

موجودہ طب جدید مشرقی کی پچاس سالہ ریسرچ کا نچوڑ

یقینی سو فیصدی مجرب۔ بے خطا۔ حیرت انگیز اثرات کے حامل مرکبات

اکسیر بواسیر

مرض بواسیر خواہ خونی ہو۔ یا بادی اسے حیرت انگیز طور پر چند دنوں میں نیست و نابود کر کے زندہ درگور مریض کو حقیقی زندگی بخشنے والا بہترین تریاق ہے۔ سینکڑوں مایوس العلاج مریض اس کی بدولت صحت جیسی دولت حاصل کر چکے ہیں۔ قیمت مکمل خوراک تین ہفتہ مبلغ پانچ روپے صرف ؛

تریاق اعظم یا پتھری توڑ

اندرونِ بدن کسی اعضاء۔ پتہ۔ گردہ۔ ثانہ وغیرہ میں پتھری پیدا ہو جانے کا نہایت تسلی بخش علاج۔ اس کے استعمال سے پتھری ریزہ ریزہ ہو کر خارج ہو جاتی ہے۔ اس دوا نے اپنے حیرت انگیز اثرات کی وجہ سے بڑے بڑے ڈاکٹروں حکیموں سے خراجِ تحسین حاصل کیا ہے۔ ایک بار نہیں۔ سینکڑوں بار کی مجرب دوا ہے۔ قیمت مکمل خوراک مبلغ پانچ روپے صرف ؛

ملنے کا پتہ:- دواخانہ طب جدید اندرون دہلی گیٹ لاہور

کے جرم میں گرفتار کر کے جیل خانہ میں ڈال دیا تھا۔ وہاں انہیں طرح طرح کی تکالیف دی گئیں۔ حتےٰ کہ کھانے کے لئے نمک کی روٹی دی جاتی تھی۔ مگر اس پیکرِ استقلال اور خدائے صداقت نے ان تمام مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ اور اُف تک نہ کی۔ اور انہی مصائب کے نتیجہ میں جام شہادت نوش کیا۔

شیخ احمد فرقانی صاحب شہید

ماریشس۔ افغانستان اور ایران کے بعد عراق کا نمبر ہے۔ جہاں ہمارے ایک مخلص بھائی شیخ احمد فرقانی صاحب کو ۱۳۵۳ھ میں بعض ظالموں نے شہید کر دیا۔ آپ عرصہ دس سال سے احمدی تھے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے دوسروں تک پیغامِ حق پہونچانے میں نہایت مستعد اور سرگرم۔ مخالفین نے ایک لمبے عرصہ تک ان کا بائیکاٹ کئے رکھا۔ اور شدید مظالم کا تختہ مشق بنایا۔ اور آخر کار شہید کر دیا۔ آپ لوائے کرکوک میں واقعہ اپنے گاؤں میں رہتے تھے۔ جو بغداد سے قریباً دو سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

مولوی ولی داد صاحب شہید

۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے سلسلہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جن نوجوانوں نے اپنی زندگیاں پیش کیں۔ ان میں سے ایک مولوی ولی داد خان صاحب افغان تھے۔ جو علاقہ خوست میں افغان و برطانوی حدِ فاصل پہاڑ کی چوٹی پر واقعہ ایک آزاد گاؤں کے رہنے والے تھے۔ قریباً تین سال مجاہد تحریک جدید رہنے کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے منشائے مبارک کے مطابق آپ اپنے گاؤں میں جا کر بغرض تبلیغ مقیم ہوئے۔ اور وہیں اپنے چچا زاد بھائی کی لڑکی سے شادی کی۔ جس سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک لڑکا عطا فرمایا۔ آپ بتقاضائے حالات وہاں نہایت خاموشی کے ساتھ تبلیغ کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب لوگوں کو اس کا علم ہو گیا۔ تو انہوں نے ان کے رشتہ داروں کو ان کے خلاف اکسانا شروع کیا۔ مولوی صاحب بعض ادویات وغیرہ کی خرید کے لئے انگریزی علاقہ میں آئے ہوئے تھے۔ کہ ان کی غیر حاضری میں ان کی بیوی کے ظالم بھائیوں نے ان کے ڈیڑھ ماہ کے معصوم بچے کو نہایت بے دردی سے قتل کر دیا۔ اور جب مولوی صاحب واپس پہونچے۔ تو غالباً ۱۵ فروری ۱۹۳۹ء کو سفاکوں نے ان پر بھی فائر کر کے تین گولیاں ان پر چلائیں۔ اور شہید کر دیا۔ اور پھر ان بدبختوں نے ان کی نعش کو بے گور و کفن تین روز تک کھلے میدان میں پڑا رہنے دیا اور بعد میں کہیں پھینک دیا۔

عدالت خان صاحب شہید

حضور کی تحریک کے ماتحت ۱۹۳۴ء میں ایک نوجوان عدالت خان صاحب نے بھی جو ضلع شاہ پور تحصیل خوشاب کے رہنے والے تھے۔ اپنی خدمات اشاعتِ دین کے لئے وقف کیں۔ اور بغیر کسی کو اطلاع کئے افغانستان جا پہونچے۔ ۱۹۳۴ء میں وہ قادیان میں تعلیم پاتے تھے۔ اور یکایک غائب ہو جانے پر یہ خیال کیا گیا۔ کہ پڑھائی سے گھبرا کر بھاگ گئے ہیں۔ انہیں پاسپورٹ وغیرہ کے متعلق بھی کوئی واقفیت نہ تھی۔ اس لئے بغیر پاسپورٹ کے حدودِ افغانستان میں داخل ہونے پر گرفتار کر کے قید میں ڈال دیئے گئے۔ جیل خانہ میں انہوں نے قیدیوں کو تبلیغ شروع کر دی۔ ایک ماہ کے بعد افسرانِ جیل نے حکامِ بالا کو لکھا، کہ اس شخص کو رہا کر دینا چاہیئے۔ ورنہ قیدیوں کو احمدی بنا لے گا۔ اس پر انہیں ہندوستان کی سرحد پر لا کر چھوڑ دیا گیا۔ واپس پہونچ کر انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو اپنے اس سفر کی اطلاع دی۔ اور آئندہ کے لئے حضور سے ہدایات کے لئے درخواست کی۔ حضور نے ۱۹۳۶ء کے آخر میں ان کو چین جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپ چین کے لئے روانہ ہوئے۔ مگر اب بھی مالی مشکلات اور بعض دیگر وجوہ سے پاسپورٹ کا انتظام نہ کر سکے۔ اس لئے کشمیر میں روک لئے گئے۔ اس پر وہیں ایک گاؤں میں موقعہ کی انتظار میں ٹھہر گئے۔ سردی شدید تھی۔ اور ان کے پاس سامان بہت کم تھا۔ اس لئے ڈبل نمونیا ہوا۔ اور دو روز کے اندر اندر شہید ہو گئے۔ ان کی ایمانی حالت کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ جب مرض بہت بڑھ گیا۔ تو کہا۔ اب میرے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔ ہاں اگر کوئی غیر احمدی اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مباہلہ کے لئے آمادہ ہو سکے۔ تو میں یقیناً بچ جاؤں گا۔

آپ نے روانہ ہونے کے وقت اپنے طور پر ایک اور نوجوان محمد رفیق صاحب کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے آمادہ کر لیا تھا انہوں نے پاسپورٹ وغیرہ کا انتظام کر لیا۔ اور جب عدالت خان صاحب کو کشمیر میں روک لیا گیا۔ تو وہ آگے چلے گئے۔ اور کاشغر میں پہونچکر تبلیغ شروع کر دی۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے وہاں کے ایک نوجوان حاجی جنود اللہ صاحب کو قبولِ حق کی توفیق عطا فرمائی۔ اور وہ قادیان آ گئے۔ بعد میں ان کی والدہ اور ہمشیرہ بھی احمدی ہو کر تشریف لائیں۔ اس خاندان نے اس ہجرت کی راہ میں نہایت دشوار گزار رستے طے کئے اور سخت مشکلات میں سے گزر کر یہاں پہونچے۔ اور اس طرح گو عدالت خان صاحب خود کشمیر سے آگے نہ بڑھ سکے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے ثواب جاریہ کا انتظام فرما دیا۔

یہ مختصر اور اجمالی تذکرہ ہے۔ ان خوش بخت اور جان باز دلاوروں کا جنہوں نے شمعِ احمدیت پر اپنی جانیں پروانہ وار فدا کیں۔ لیکن جس طرح دنیا کے مختلف علاقوں میں بسنے والے احمدیوں کی مکمل تعداد کا کوئی علم نہیں۔ اور ہزاروں لاکھوں احمدیوں کا وجود غیر معلوم علاقوں میں ممکن ہے۔ اسی طرح یہ بھی یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ کہ صرف یہی شہداء ہیں۔ عین ممکن ہے کہ اور بھی کئی ایک ہوں جن کا ابھی تک ہمیں علم نہیں ہو سکا۔ مگر ان کی قربانیاں ہمیشہ کے لئے دنیا سے پوشیدہ نہیں رہ سکیں گی وقت آنے والا ہے۔ جب ان کی شہادت کے واقعات کی تفاصیل تاریخ کے اوراق کو مزین کر کے ان کے نام کو دیگر شہدائے احمدیت کی طرح ابد الآباد تک زندہ کر دیں گی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے خون سے صفحۂ عالم پر ایسے نقوش قائم کر دیئے ہیں۔ جو کبھی مٹ نہیں سکتے۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما۔

نہایت مفید مشورہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عالیجناب سراج الاطباء حکیم مختار احمد صاحب ممتاز احمدی صدر آل انڈیا انجمن خادم الحکمت

پرنسپل طبیہ کالج دارالعلوم شاہدرہ لاہور

کی زیر نگرانی

ایک شاندار دواخانہ اور کتب خانہ قائم ہے

کسی طبی کتاب یا کسی مرکب و مفرد دوا کے لئے

احمدیہ فرم

دواخانہ و کتب خانہ طب جدید اندرون دہلی گیٹ لاہور

کی خدمات حاصل کریں

نہایت دیانتداری سے آپ کے ہر آرڈر کی تعمیل ہو گی۔

تقریب خلافت جوبلی

یعنی

خطبات النکاح

پر علمی تحفہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو از قلم خان ذوالفقار علی خانصاحب گوہر

مہاشہ فضل حسین صاحب کی تالیفات کسی مدح و توصیف کی محتاج نہیں ہیں۔ وہ جو کتاب بھی تالیف کرتے ہیں۔ وہ وقتی اعتبار سے بھی اور تاریخی طور پر بھی نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہر شائق علم کے لئے انمول موتیوں کا ذخیرہ ہوتی ہے۔ کشمیر کے مسلمانوں کی سیاسی زندگی کے تاریک لمحات میں "ڈوگرہ راج" ان کی کتاب بے نظیر خادم ثابت ہوئی۔ اسی طرح سائمن کمیشن کے وقت جب کہ ہندو مسلم کشمکش جاری تھی اور گاندھی کی میشل تحریک پولیٹیکل حلقوں میں اثر پیدا کر رہی تھی اور مسلمانوں کا ایک تعلیم یافتہ طبقہ نیشنل انڈیا کے خواب شیریں کے نشے اثر میں گرفتار تھا۔ اور جمعیۃ العلماء ہند کے چوٹی کے سربرآوردہ ہندو پروپیگنڈا کر رہے تھے۔ عام تعلیم یافتہ نوجوان کالجوں اور اسکولوں میں نیشنل انڈیا کے دلفریبی جال میں اپنی گردنیں شوق سے پھنسانے کے لئے آگے بڑھ رہے تھے کہ اس وقت مہاشہ فضل حسین کی تالیف "ہندو راج کے منصوبے" اور "ہندو سیاست کے داؤ پیچ" نے نیشنل انڈیا کی تحریک کا پول کھول دیا۔ مہاشہ صاحب نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا بلکہ ہندو سیاستدانوں کے اقوال جو مرور زمانہ سے عام نظروں سے اوجھل تھے سامنے لاکر کھڑے کر دیئے۔ جس سے مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ ہندوستان کے سیاسی حل کے وقت راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں گاندھی جی نیشنل کانگرس کے علمبردار اقلیتوں کے حقوق پر ملمع سازی فرما رہے تھے۔ اور خود اچھوتوں کو ہندوؤں کے ساتھ ملانے کے لئے جتن کر رہے تھے۔ اور خود اچھوتوں کے لیڈر بنے ہوئے تھے۔ اور کمیونل ایوارڈ کو خاک میں ملانے کے درپے تھے۔ یہاں تک کہ موت کے دروازہ پر فاقہ کشی کر کے لیٹ گئے تھے۔ تاکہ اچھوتوں کو ہندوؤں کے ساتھ ملا دیں۔ مسٹر امبیدکر اچھوت لیڈر جنہوں نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے وقت گاندھی جی کو چیلنج دیا تھا۔ کہ میں اچھوتوں کا لیڈر ہوں۔ دوسرے کو حق نہیں ہے۔ اور اچھوتوں نے اس کی پُرزور تائید کی تھی وہ بھی اس موت برت کے آگے سرخمیدہ ہو گئے اور اچھوتوں کی قسمت گاندھی جی کے ہاتھوں میں دیدی۔ مگر ایسے وقت مہاشہ فضل حسین نے "اچھوتوں کی دردبھری کہانیاں"۔ "اچھوتوں کی حالت زار" "دیدشاستر اور اچھوت ادھار" لکھ کر ان غریبوں کا ساتھ دیا۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے سے وہ زرین پردۂ فریب سیاست اٹھا دیا۔۔۔۔

اسلام کے وہ نوعمر للہا جو مغربیت کی دلفریبیوں اور شیطانی آزادیوں کی بدولت اسلام سے بے بہرہ مذہب سے متنفر پہلے ہی سے تھے۔ اپنے رسول کریم کے خلاف لٹریچر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے کہ ایسے وقت میں مہاشہ فضل حسین صاحب نے "برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول" "چہار حصص" اور "رسول خدا کی غیر مسلموں کے متعلق رواداری کی تعلیم" اور پانچ چھ اور رسالہ جات مختلف اوصاف حمیدہ و تعلیم برگزیدہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اظہار حقیقت کے لئے اسلامی دنیا کے سامنے پیش کر دیئے۔ اور ہندو پبلک جو ناواقف تھی اس کو باخبر کر دیا۔ یہ تمام تالیفات ایسے وقت میں نمودار ہوئیں۔ جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ان تمام امور پر مسلمانوں۔ سیاستدانوں اور گورنمنٹ ہند کی راہ نمائی کی۔ آپ کی تقریروں اور تحریروں کی تائید میں خود اہل ہنود کی کتب و اقوال سے جو اشاعت میں آچکے تھے۔ مہاشہ فضل حسین صاحب نے شہادات کا ایک بے نظیر ذخیرہ مہیا کر دیا ایک بات اُن کے آقا کی تقریر میں حقیقت آشکار کرنے کے لئے آئی اور فوراً ہی اس سعادتمند فرزند احمدیت نے اپنے آقا کی بیان کردہ حقیقت کے ثبوت کے لئے شہادتیں جمع کر دیں۔ پس مہاشہ فضل حسین صاحب کی تالیفات ہر اہل نظر اور ہر علم دوست اور ہر سیاسی لیڈر اور ہر تاریخ کے شیدائی کے لئے اور ہر مبلغ اسلام کے لئے مخلص اور وفادار خادم کا کام دیتی ہیں۔ یا یوں کہئے کہ اس جنگ میں بے مثال تیز دم اسلحہ کا کام کرتی ہیں۔

اسی طرح مندرجہ عنوان تحفہ نہایت ہی کارآمد اور اشد ضروری ہتیار ہے یہ نئی تالیف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے فرمودہ خطبات نکاح کا مجموعہ ہے۔ یہ خزانہ عام نگاہوں سے دور تھا۔ نکاحوں کے وقت لوگ سنتے تھے اور بھول جاتے تھے۔ ہر وقت کی ضروریات کی فہرست میں یہ ضرورت نگاہوں کی دسترس سے دُور گوشہ میں موجود تھی۔ مگر نمایاں مضامین میں اس کا ہونا اور ہر وقت احمدیوں کے سامنے ان حقائق و دقائق بیش قیمت کا موجود رہنا اور بار بار توجہ میں آنا ضروری تھا۔ یہ کام مہاشہ فضل حسین صاحب نے عین وقت پر سرانجام دیا۔ مخلوق کے باہمی تعلق میں جو قدرت کے تعلقات کے مادر اخود انسان پیدا کرتا ہے۔ عقد نکاح یا زناشو کا تعلق سب سے زیادہ اہم اور ضروری اور لابدی ہے اس تعلق پر انسان کی فلاح دارین نسل و قوم کا عروج و اتفاقات عالم کا ظہور پذیر ہونا۔ ملکوں کی ترقی و تنزل کا انحصار ہے۔ نہ صرف مسلمان بلکہ اقوام عالم کا ہر مرد اور عورت ان خطبات کو پڑھ کر اللہ تعالےٰ کی اس نعمت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جو تعلیم قرآن نے اس بارہ میں دی ہے۔ اور جسے علمائے اسلام نے ایک معمولی طور پر پڑھ کر چھوارے اور نذر نکاح لینے کا ذریعہ ٹھہرا رکھا تھا۔ اور کوئی حقیقت اس تعلیم نبوی کی خود مسلمانوں میں نہ تھی۔ نہ دولہا دلہن۔ نہ برأتی اس عظیم الشان خزانہ برکات کو سمجھتے تھے۔ بلکہ اسے ایک معمولی منتر سمجھتے تھے۔ جیسے ذبیحہ کے لئے اللہ اکبر کہہ کر چھری پھیر دی۔ اور بس۔ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی نے جہاں اور ارتقائے انسانی کے راز دنیا پر کھولے ہیں۔ وہاں ان خطبات کے ذریعہ وہ جواہرات مکنون بھی مہیا کر دیئے جو اسلام کی عالمگیر مذہبی تعلیم میں پوشیدہ تھے۔ آفرین ہے مہاشہ فضل حسین صاحب پر کہ انہوں نے ایسا جواہر ریزوں کا ہار پرویا اور جوبلی کے موقعہ پر یہ تحفہ قوم کے سامنے پیش کر دیا۔ احمدیوں میں ہزاروں ہیں جو ان کی تالیفات کی قدر کرتے ہیں۔ اور اگر ان تالیفات کا یا اکثر حصہ کا انگریزی میں ترجمہ ہو جائے اور ممالک مغربی کے سامنے جائے تو ہاتھوں ہاتھ بک جائے اور خدا جانے کتنے ایڈیشن حضرت کے خطبات اور دوسرے لیکچروں کے شائع کرنا پڑیں۔۔۔۔ یہ کتاب (خطبات النکاح) باعتبار جسامت و کاغذ و طباعت بہت موزون ہے پہلی جلد چھپ چکی ہے۔ جسے میں نے دیکھا ہے۔ دوسری زیر طبع ہے۔ جو جلسہ سے پہلے بازار کی زینت بنے گی۔ احباب کرام۔ خلافت ثانی کے عشاق۔ علم کے قدردان فائدہ اٹھائیں۔ یہ میرے تاثرات ہیں۔ جو میں نے پیش کر دیئے ہیں۔

عاجز خادم ذوالفقار علی خان گوہر

ملنے کا پتہ:- احمدیہ کتابستان قادیان

حجم حصہ اول و دوم چھ سو صفحہ سے زائد قیمت ۴ عہ مگر مستقل خریداروں سے صرف اکیروپیہ ہی لیا جائیگا

خلافت سلور جوبلی کی خوشی میں ۱۵ جنوری تک حیرت انگیز رعایت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۲۵ کتب صرف پچیس روپیہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور جماعت کا فرض

فرمایا ہر وقت یہ امر ہمارے مدنظر رہنا چاہئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سم قاتل سے نہایت درجہ خطرہ میں پڑ گئی ہو۔ بلا توقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جاویں اور ہر متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔ (فتح الاسلام) احباب کرام کا فرض ہے کہ اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر حضرت اقدس کی اس خواہش کو پورا کریں۔

	سابقہ قیمت	رعایتی قیمت
(۱) حقیقۃ الوحی	۵ر	۴ر
(۲) براہین احمدیہ ہر سہ حصہ	۶ر	۴ر
(۳) تریاق القلوب	۴ر	۳ر
(۴) براہین احمدیہ حصہ پنجم	۸ر	۶ر
(۵) آئینہ کمالات اسلام	للعرب ۱۲ر	۸ر
(۶) خطبہ الہامیہ	۸ر	۶ر
(۷) تحفہ گولڑویہ	۱۲ر	۸ر
(۸) کتاب البریہ	۱۲ر	۸ر
(۹) سرمہ چشم آریہ	۱۰ر	۸ر
(۱۰) شحنۂ حق	۵ر	۴ر
(۱۱) ازالہ اوہام	۱۸ر	۱۲ر
(۱۲) چشمہ معرفت	۸ر	۶ر
(۱۳) شہادت القرآن	۴ر	۳ر
(۱۴) اعجاز احمدی	۶ر	۴ر
(۱۵) تذکرۃ الشہادتین	۱۲ر	۷ر
(۱۶) انجام آتھم	۴ر	۳ر
(۱۷) منن الرحمن	۸ر	۷ر
(۱۸) آریہ دھرم	۴ر و ۳ر	۳ر
(۱۹) اربعین کامل	۱۲ر ۴ر	۳ر
(۲۰) ایام الصلح فارسی	۸ر	۶ر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا فرمان کتب سلسلہ کے متعلق

فرمایا۔ جو لوگ سلسلہ کی کتب کو نہیں پڑھتے وہ یاد رکھیں کہ محض سلسلہ میں داخل ہو جانا کوئی بات نہیں جب تک سلسلہ سے کما حقہ واقفیت نہ پیدا ہو۔ اخبار الفضل ۱۹ جون ۱۹۱۷ء

(۱) ذکر حبیب	۴ر و ۱۲ر	(۱۱) تسہیل العربیہ	مجلد للعرب و غیر مجلد ۳ر
(۲) تاریخ مسجد فضل لنڈن	۸ر	(۱۲) تمدن اسلام	۳ر
(۳) چشمہ عرفان	عہ	(۱۳) احمدیت یعنی حقیقی اسلام انگریزی	۵ر
(۴) برق احمدیت	عہ و ۱۰ر	(۱۴) ٹرتھ ابوٹ دی سپلٹ	عہ
(۵) ہمارا مذہب	عہ ۱۲ر و ۸ر	(۱۵) تحفۃ الملوک انگریزی	۱۲ر
(۶) جامع صحیح بخاری اول و دوم ہر پارہ	۱۲ر	(۱۶) احمدیہ موومنٹ	عہ و ۸ر
(۷) بہائی مذہب کی حقیقت	۱۰ر ۵ر	(۱۷) ابنائے فارس	۵ر
(۸) قتل مرتد اور اسلام	۱۲ر	(۱۸) تفسیر پارہ اول انگریزی	عہ و ۸ر
(۹) حق الیقین بمبل صاحب	عہ	(۱۹) حدیث انگریزی	۶ر
(۱۰) القول المحمود	۵ر	(۲۰) ٹیچنگ آف اسلام	۵ر

حضرت خلیفۃ اول رضؓ کا فرمان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق

فرمایا۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے۔ تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ (منقول از فتح اسلام)

	سابقہ قیمت	رعایتی قیمت
(۱) فصل الخطاب	عہ	عہ
(۲) تصدیق براہین احمدیہ	عہ	عہ
(۳) احمدیت یعنی حقیقی اسلام	ہے	۱۳ر
(۴) دعوۃ الامیر اردو	ہے	۱۱ر
(۵) دعوۃ الامیر فارسی	عہ	۸ر
(۶) حقیقۃ النبوت	عہ	۸ر
(۷) تحفۃ الملوک	عہ	۸ر و ۱۲ر
(۸) ملائکۃ اللہ	عہ	۷ر
(۹) نجات		۷ر
(۱۰) ہستی باری تعالیٰ	عہ	
(۱۱) منہاج الطالبین	۱۲ر	۸ر
(۱۲) حق الیقین	۱۲ر	۸ر
(۱۳) منصب خلافت	۱ر	
(۱۴) حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے	۶ر	۴ر و
(۱۵) دنیا کا محسن	۶ر	۴ر و
(۱۶) سیرت خاتم النبیین حصہ اول و دوم		ہے
(۱۷) سیرت المہدی حصہ اول و دوم و سوم		ہے
(۱۸) ہمارا خدا	عہ	۱۲ر
(۱۹) تبلیغ ہدایت	۸ر	۶ر
(۲۰) سورسز آف دی سیرت	۱۲ر	۸ر و

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی شاندار تصنیف تازہ

سلسلۂ احمدیہ

جس میں سلسلہ احمدیہ کے پچاس سالہ تاریخی واقعات کے علاوہ احمدیت کے مخصوص عقائد اور اس کے مستقبل کے متعلق سیر کن بحث کی گئی ہے خلافت سلور جوبلی کے موقعہ پر احمدی احباب کے لئے ایک شاندار تبلیغی تحفہ ہے کتاب ہر رنگ میں مکمل ہے۔

(نعمت اللہ مہتمم طبع و اشاعت بک ڈپو قادیان)

بہترین علمی و ادبی منتخب تازہ ترین مطبوعات

میری جدوجہد

ہٹلر کی خود نوشت سوانحیات جس میں اس نے نازی ازم پر بھی مفصل بحث کی ہے۔ اس کتاب میں آپ کو ہٹلر کے خوفناک عزائم کی تصویر نظر آسکے گی۔ دنیا کی ہر زبان میں منتقل ہو چکی ہے موجودہ صورت حال کو سمجھنے کے لئے ضرور مطالعہ کیجئے قیمت ۸ عہ

مسولینی کی آپ بیتی

اٹلی کے ڈکٹیٹر کی کہانی خود اس کی زبانی - فاسزم کی ارتقائی تاریخ اور اس کا فلسفہ قیمت ۸ عہ

کیلے کا چھلکا اور دوسرے مضامین

سندباد جہازی کے بہترین مزاحی افسانوں کا مجموعہ۔ ہر افسانہ زعفران ظرافت اور گلستان کشمیر ہے۔ اس سے دلچسپ کتاب آپ نے آجتک نہ پڑھی ہوگی۔ قیمت ۸ عہ

دو ڈاکٹر

ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر عالم کے متعلق سندباد جہازی کے مضامین جنہیں کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے سیرت نگاری کا یہ انداز اردو میں بالکل انوکھا ہے قیمت ۸ عہ

لقلقہ

پنجاب کے مشہور ظرافت نگار حاجی لق لق کی پولیٹیکل اور ماڈرن غزلیں اور نظمیں پڑھئے اور حاجی لق لق کو داد دیجئے قیمت ۸ عہ

ہلال و صلیب

ادیب شہیر ایم۔ اسلم کا تازہ شاہکار قرون اولیٰ کی تمام صلیبی جنگوں کا آئینہ سلطان صلاح الدین ایوبی کی مکمل سوانحیات اور نایاب فوٹو۔ نقشہ جات جنگ۔ دیباچہ میں حفیظ جالندھری کی شعلہ آفرین نظم قیمت ۸ عہ

اندھا دیوتا

انگلستان کے شہرہ آفاق شاعر جان کیٹس کے رومان پرور منظوم افسانوں کا ترجمہ۔ پنجاب کے تین مایہ ناز ادیبوں کے قلم سے (جناب شبلی بی کام مدیر خیام و عالمگیر لاہور۔ جناب میرزا ادیب بی۔ اے مدیر ادب لطیف لاہور۔ جناب سید احسان علی شاہ صاحب بی۔ اے) قیمت ۸ عہ

ہر قسم کی علمی و ادبی اور تعلیمی کتابیں ہمیشہ ہم سے خریدیں نیز ادیب فاضل اور منشی فاضل وغیرہ کی کتب برعایت ہم سے طلب کریں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیے

ملنے کا پتہ

اردو اکیڈمی (پنجاب) لوہاری دروازہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا یہ کافی نہیں؟

کہ

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب
حضرت مفتی محمد صادق صاحب قبلہ
حضرت میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت
حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب
ایڈیٹر صاحب الفضل
ایڈیٹر صاحب فاروق
ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز
ایڈیٹر صاحب مصباح
ایڈیٹر صاحب الحکم
مولانا عبدالرحیم صاحب نیر

اور بہت سے دیگر بزرگان سلسلہ ہمارے کاروبار کے متعلق پورے اطمینان کا اظہار کر چکے ہیں جسکی تفصیل ہمای مفصل فہرست میں موجود ہے۔ اور جس کا مطالعہ آپکے معلومات میں ایسے شاندار اضافہ کا موجب ہوگا کہ آپ خوش ہو جائیں گے بطور نمونہ چار شہادتیں ملاحظہ ہوں:

مروارید خالص

زمرد

نیلم

پکھراج

کہربا

یاقوت

فیروزہ

سنگ لیشب

عقیق

زبرجد

کشتہ جات

زعفران

سرٹیفکیٹ

صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب

میں طبی عجائب گھر سے ایک عرصہ سے ادویہ وغیرہ لیتا رہا ہوں جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ مالک طبیہ عجائب گھر نہایت شوق محنت اور دیانتداری سے ادویہ تیار کرتے ہیں۔ اور پوری کوشش سے خالص اور اعلیٰ درجہ کے مفردات مہیا کرتے ہیں۔ یونانی اور ویدک ادویہ یہاں سے نہایت اعلےٰ درجہ کی مل سکتی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں جو دوست بھی ان سے ادویہ خرید فرمائیں گے۔ وہ ہر طرح سے مطمئن ہوں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے مستند نسخہ جات اعلےٰ درجہ کی ادویہ سے تیار کئے جاتے ہیں:

خاکسار مرزا شریف احمد

سرٹیفکیٹ

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب

میں عام طور پر ادویہ دھلی کے دوائی خانوں سے منگوایا کرتا تھا لیکن جب سے حکیم عبدالعزیز خان صاحب نے اپنا طبیہ عجائب گھر پبلک کی بہی خواہی اور ہمدردی کے لئے کھولا ہے۔ تب سے اپنی تمام ضروریات اسی دوائی خانہ سے پوری کرتا ہوں۔ میں نہایت وثوق اور یقین کے ساتھ اس بات کی تصدیق کرتا ہوں۔ کہ حکیم صاحب موصوف ادویہ نہایت درجہ خالص اور اعلیٰ درجہ کی مہیا کرتے ہیں۔ جو لوگ ادویہ کی پہچان سے بے بہرہ ہیں۔ ان کے لئے آپ کا دوائی خانہ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ کیونکہ آپ جو دوائی بھی مہیا کرینگے حقیقتاً اصلی ہوگی اور جو معجون تیار کر کے ارسال کریں گے وہ سو فیصدی اصل اور عمدہ ادویہ کی ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکیم ہونیکے علاوہ آپ اعلیٰ درجہ کے متدین اور محتاط آدمی واقع ہوئے ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ پبلک آپکی حوصلہ افزائی کر کے دیانت اور امانت پر قائم شدہ کاروبار کی حوصلہ افزائی کریگی اور بہترین ادویات حاصل کر کے اپنے اور اپنے بیوی بچوں پر رحم اور احسان کریگی۔

محمد عبداللہ خان

سرٹیفکیٹ

حضرت میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت

مجھے خان صاحب حکیم عبدالعزیز صاحب کا طبیہ عجائب گھر دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت تصدیق کرتا ہوں کہ خانصاحب موصوف کو اعلیٰ ستھری اور مفید ادویہ رکھنے کا شوق حد افراط تک پہنچا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے بنفشہ الائچی خورد یا لعبض اور ادویہ جن کی مجھے ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ ہمیشہ حکیم صاحب سے ہی خریدتا ہوں۔ امید ہے کہ احباب ان کی ادویہ سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔ والسلام

سید محمد اسحاق ناظر ضیافت

سرٹیفکیٹ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب

سابق مبلغ امریکہ و انگلستان

حکیم عبدالعزیز خان صاحب کے طبی عجائب گھر کو میں نے دو دفعہ ملاحظہ کیا ہے حکیم صاحب نے قیمتی ادویہ مثلاً مشک۔ عنبر۔ زعفران۔ مروارید۔ نیلم زمرد۔ پکھراج۔ لعل وغیرہ اور معدنی اشیاء و نباتاتی ادویہ بہت عمدہ خالص اور اصلی بہت محنت اور جانفشانی سے مہیا کی ہیں۔ قیمتیں بھی بازاری نرخ سے کم رکھی ہیں۔ یونانی طرز علاج میں آج کل یہ بڑی مشکل ہے۔ کہ دوائی اصل نہیں ملتی۔ اور اس کا الزام ناحق نسخہ لکھنے والے کی گردن پر رکھا جاتا ہے۔ حکیم عبدالعزیز خان صاحب اس مشکل کو عمدگی سے حل کر رہے ہیں۔ جن احباب کو ضرورت ہو۔ ان سے منگوائیں۔ اور فائدہ اٹھائیں

محمد صادق عفی اللہ عنہ

عنبر مختلف اقسام

زجاج عشق

سفوف عنبری

منجن بے نظیر

سرمہ جواہرات

گودہری

کیمیائے عشرت

فوری علاج

روح نشاط

سفوف صحت

مشک خالص مختلف اقسام

سرت سلاجیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قوی الاثر جڑی بوٹیوں کا مرکب ہونے کی وجہ سے

عرق نور

رجسٹرڈ

ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز کا تیار کردہ

اعضائے رئیسہ کی کھوئی ہوئی قوتوں کو بحال کرنے یا بیکار پٹھوں اور نحیف جسموں میں بجلی پیدا کرنے اور نیم جانوں میں نئی روح پھونکنے کی وجہ سے بے نظیر ثابت ہو چکا ہے۔

اس کے استعمال سے زرد چہرے سرخ ہو جاتے ہیں

اگر آپ یا آپ کے عزیزوں کو بڑھی ہوئی تلی۔ ضعف جگر و سوء ہضم۔ یرقان۔ کمی بھوک۔ کمزوری مثانہ۔ دائمی قبض۔ پرانا بخار یا کھانسی۔ پٹھوں اور جوڑوں کے درد جیسے منحوس امراض سے تکلیف ہے۔ تو عرق نور کے استعمال سے فائدہ اٹھائیں۔

عورتوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے

اس کا استعمال ایام ماہواری کی بیقاعدگی اور درد کو دور کر کے بچہ دانی کو قابل تولید بناتا ہے بانجھ پن اور اسقاط کیلئے لاجواب دوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور قادیان

زندہ باد امیر المومنین

اس عنوان سے جوبلی کے لئے ایک خاص چارٹ تیار کیا گیا ہے۔ جو نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔ دیکھ کر آنکھوں میں نور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایسی شاندار اور خوبصورت چیز ہے جس کی تعریف لفظوں میں نہیں کی جا سکتی۔ جس دیوار پر آویزاں ہوگا۔ زیبائش اس کی دوبالا ہو جائے گی۔ جس گھر میں لٹکایا جائے گا۔ وہ گھر نور اور برکت سے بھر جائے گا۔

احباب اسے نوٹ کر لیں اور جلسے پر آتے ہی سب سے پہلے اسے خریدیں۔ ورنہ پچھتانا پڑیگا سالانہ جلسہ پر احمدیہ چوک میں ملے گا۔ قیمت صرف ۱؎

احمدیت کی پہلی کتاب باتصویر

خدا تعالےٰ کا بے حد شکر ہے۔ کہ اس نے اس کتاب کی مقبولیت ایسی جلدی اور نمایاں طور پر کی۔ کہ صرف دو ماہ کے قلیل عرصے میں پہلے ایڈیشن کا بیشتر حصہ نکل گیا۔ اور صرف ڈیڑھ سو کتب باقی رہ گئیں ہیں۔ احمدی بچوں کو ابتدا سے مخصوص احمدی مسائل سکھانے کے لئے یہ کتاب بے حد مفید ہے۔ سلسلے کی بزرگ ہستیوں نے اس کتاب کی بڑی تعریف کی ہے۔

قیمت صرف ۱؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کی تربیت

یہ کتاب پچھلے سال ملک کے ہر مذہب و ملت کے معزز ترین لوگوں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ دوسرا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ فن تربیت کی یہ اردو زبان میں پہلی کتاب ہے۔ بچوں کی اصلاح کے دلچسپ عملی طریقے اس میں درج ہیں۔ اولاد سے کس کو ہمدردی نہیں۔ لیکن اکثر لوگ اصلاح و تربیت کے طریقوں سے ناواقف ہونے کے سبب اولاد کی درستی نہیں کر سکتے اور یہ کتاب ان کے لئے بہترین رہنما ہے۔ قیمت ۸؎

قاسمیہ کتابت ہوس ریلوے روڈ جالندھر

موٹر گاڑی کے سامان کی بہترین دوکان

ہمارے ہاں ہر قسم کی گاڑیوں کے سامان عموماً اور انٹرنیشنل چوراٹ۔ فورڈ۔ اولڈس موبل۔ ڈاج اور بیڈ فورڈ۔ لاریوں کا خصوصاً ہر وقت اور نہایت مناسب قیمتوں پر مل سکتا ہے۔

میسرز کونٹی نینٹل موٹر ہوس ۹ اسوتوش مکرجی روڈ کلکتہ

تار کا پتہ: ٹرک پارٹ ٹیلیفون P.K ۲۹۹

TELEGRAMS TRUCK PARTS

TELEPHONE: PARK 299

CONTINENTAL MOTOR HOUSE

NO 9 ASHUTOSH MUKHERJE ROAD

CALCUTTA.

قادیان میں بارعایت سکنی اراضی

خریداروں کے لئے خاص موقع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ اور بوجہ خلافت جوبلی یہ جلسہ انشاء اللہ خاص طور پر بارونق اور شاندار ہوگا اس تقریب کی خوشی میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس موقعہ پر قادیان کی سکنی اراضی کی قیمت میں دس فیصدی کی رعایت کر دی جائے یہ رعایت ۱۶ر دسمبر ۱۹۳۹ء سے لیکر ۱۵ر جنوری ۱۹۴۰ء تک رہے گی۔ اور صرف نقد قیمت ادا کرنے والوں کو دی جائیگی امید ہے کہ دوست اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر ہم خرما و ہم ثواب کے مستحق بنیں گے۔ اس وقت قادیان کے مختلف محلوں میں قطعات موجود ہیں اور دوکانوں کے قطعات بھی ہیں۔ اور ہر موقعہ کے لحاظ سے الگ الگ قیمت مقرر ہے۔ فروخت کے لئے ہماری طرف سے مکرمی مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل مقرر ہیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

حیرت انگیز ایجاد

ماءاللحم انگوری وطیوری دواتشہ

نہ صرف یہی کہ انگور وطیور کا ہی جوہر ہے۔ بلکہ اس میں عنبر و کستوری وغیرہ بیش بہا چیزیں شامل ہیں۔ غرضیکہ پورے اجزاء کا بہترین نچوڑ ہے۔ جو ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف ہاضمہ۔ کمزوری اعصاب۔ دل کی دھڑکن۔ بے چینی۔ سستی اعضاء رئیسہ و شریفہ کیلئے بیحد مفید مانا گیا ہے۔ دماغی کام کرنے والوں اور بوڑھوں کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جس نے ایک دفعہ استعمال کیا۔ وہ ہمیشہ کا گرویدہ ہوگیا قیمت بڑی بوتل چوبیس خوراک پانچ روپے۔ کثیر شہادتوں میں سے بطور نمونہ صرف ایک دو ملاحظہ فرمایئے۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب (امیر جماعت) بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور فرماتے ہیں۔ کہ "میں نے دواخانہ رفیق مریضان موچی دروازہ لاہور کا تیار کردہ ماءاللحم استعمال کیا۔ دماغی کام کرنے والوں کیلئے غیر مترقبہ نعمت ہے۔ طبیعت میں کوفت ہو کام کو دل نہ چاہتا ہو۔ تو اس کی ایک خوراک بحالئے طبیعت کے لئے کافی ہے۔ اور فوری اثر کرتی ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ اور دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ کارخانہ نے واقعی پوری احتیاط اور پورے اجزا سے کشید کیا ہے۔ میں دماغی کام کرنے والوں کو سفارش کرتا ہوں۔ کہ اس قابل اعتماد دواخانہ کا تیار کردہ ماءاللحم استعمال کر کے ضرور فائدہ اٹھائیں"۔ جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج فرماتے ہیں۔ کہ آپکا تیار کردہ ماءاللحم انگوری وطیوری میں نے استعمال کیا اور بہت مفید پایا۔ خدا تعالےٰ آپکو جزائے خیر دے۔ غرضیکہ جس صاحب نے بھی اس چیز کو استعمال کیا وہ اس کی خوبیوں کا ہمیشہ گرویدہ ہوگیا۔

نوٹ:۔ قادیان میں دواخانہ رحمانی احمدیہ بازار سے بھی مل سکتا ہے۔

ملنے کا پتہ: منیجر رفیق مریضان میڈیکل ہال اندرون موچی گیٹ لاہور

ہومیوپیتھک علاج میں قوت شفا زیادہ ہے

یہی وجہ ہے کہ تمام امراض بہ سہولت جلد شفا پاتے ہیں۔ کم خرچ زود اثر۔ مقبول عام ہے۔ جہاں دوسرے علاج ناکامیاب رہتے ہیں۔ وہاں ہومیوپیتھک کامیاب ہوتا ہے تجربہ کریں۔ شافی خدا ہے اس علاج میں اللہ تعالےٰ نے مخلوق خدا کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں قلیل دوا زیادہ فائدہ روپوں کا کام پیسوں سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں انہی دواؤں سے ہوتا ہے۔ سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجرب ہزاروں بار ہزاروں مریضوں پر تجربہ شدہ کھانے میں مزیدار بے ضرر بیماری کو جڑ سے کھونے والی چیر پھاڑ کی تکلیف سے بچانے والی مایوس العلاج بفضل خدا صحت یاب ہوئے ہیں۔ آپ بھی استعمال کریں تو انشاء اللہ سریع التاثیر پائیں گے۔ کوئی تکلیف ہو۔ کیسا ہی مرض ہو۔ پوری کیفیت لکھ کر دوا حاصل کیجئے۔ امراض مخصوصہ مردان کے لئے بہترین ادویات موجود ہیں۔ مستورات اور بچوں پر یہ علاج خاص اثر کرتا ہے۔ دیرینہ پیچیدہ و گندہ امراض کے زہر کو جلد زائل کر کے تندرست کرتا ہے۔ خونی وبادی بواسیر۔ دمہ۔ کنٹھ مالا۔ ناسور۔ فیل پا۔ سوکھا جریان کے لئے خاص مجرب ادویات موجود ہیں۔ مقویات بہت فائدہ مند ہیں۔ روز افزوں ترقی اس علاج کو ہے۔ کفایت شعاری کو مدنظر رکھتے ہوئے توجہ کریں۔

ڈاکٹر ایم۔ ایچ۔ احمدی معرفت الفضل قادیان

رعایت جلسہ سالانہ و تقریب جوبلی کیلئے خاص

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے مجرب نسخہ جات حضور کے شاگرد کی دوکان سے ۱۵ دسمبر ۳۹ء سے ۱۵ جنوری ۴۰ء تک جو خطوط ڈاک میں پڑیں ان کو یہ رعایت ملے گی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیوب عنبری (رجسٹرڈ) یہ گولیاں عنبر مشک موتی زعفران اور دیگر قیمتی اجزاء سے مرکب ہیں۔ ان کا استعمال ان لوگوں کیلئے ہے جن کی قوتِ رجولیت کم ہو چکی ہو۔ اعصاب سرد پڑ چکے ہوں۔ دل ٹھنڈا ہو گیا ہو۔ سرور مٹ گیا ہو۔ چہرہ بے رونق۔ حافظہ کمزور اعضائے رئیسہ سرد پڑ گئے ہوں۔ کمر درد ہوتا ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ جیوب عنبری کا استعمال بجلی کا اثر دکھاتا ہے۔ گئی ہوئی طاقت واپس آجاتی ہے۔ دل میں خوشی و سرور پیدا ہوتا ہے۔ اعضاء یعنی پٹھے طاقت ور ہو جاتے ہیں۔ جسم فربہ اور چست چالاک ہو جاتا ہے گویا ضعیفی کی دشمن ہے جوانی کی محافظ ہے۔ جائز حاجت مند آرڈر روانہ کریں۔ جیوب عنبری کے ایک بار کھانے سے ۴ سال تک مقوی ادویات سے چھٹی ہوتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی پندرہ روپے رعائتی ۱۲ر

محافظ جنین حب اٹھرا (رجسٹرڈ) اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے۔ جن کے بچے پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یا جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور لڑکیاں زندہ رہتی ہیں۔ لڑکے اول تو کم پیدا ہوتے ہیں اور پھر معمولی صدمہ سے فوت ہو جاتے ہیں۔ یا ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست۔ قے پیچش۔ بخار۔ نمونیہ۔ سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسیاں چھالے نکلنا۔ بدن پر خون کے دھبے پڑنا وغیرہ میں مبتلا رہ کر داعی اجل ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں جو والدین پر صدمہ گزرتا ہے۔ خداوند کریم اس سے محفوظ رکھے آمین۔ اس بیماری کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس کیلئے حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ ام نور الدینؓ شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر نے حضور کی مجرب دوا حب اٹھرا رجسٹرڈ حضور کے ارشاد سے خلق خدا کی بہتری کے لئے تیار کر کے اس کا فیض عام کیا ہے۔ جو ۱۹۱۰ء سے آجتک جاری ہے ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ اب جن گھروں میں اٹھرا کی بیماری نے ڈیرہ جمایا ہوا ہے۔ وہ خدا پر بھروسہ رکھیں۔ اور حب اٹھرا رجسٹرڈ فوراً استعمال کرا دیں۔ اس کے استعمال سے بچہ وہین خوبصورت تندرست مضبوط اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اور والدین کے لئے ٹھنڈک قلب اور باعث شکریہ ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر لسر روپے نصف منگوانے پر ۱۲ اس سے کم عمر فی تولہ علاوہ محصول ڈاک۔

حب نظامی (رجسٹرڈ) یہ گولیاں موتی مشک زعفران کشتہ شب عقیق مرجان وغیرہ سے مرکب ہیں۔ پٹھوں کو طاقت دینے میں بے مثل ہیں۔ حرارت غریزی کے بڑھانے میں بیحد اکسیر ہیں۔ جس پر انسان کی صحت کا دارومدار ہے۔ طاقت مردمی کے بڑھانے میں لاجواب ہیں۔ کمر بھدی کی دشمن ہیں۔ طاقت اور توانائی کی دوست ہیں۔ دل و دماغ۔ جگر سینہ۔ گردہ۔ مثانہ کو طاقت دیتی اور امساک پیدا کرتی ہیں۔ قوت باہ کے مایوسوں کے لئے تحفہ خاص ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی چھ روپے رعائتی چار روپے۔

نعمت الٰہی لڑکے پیدا ہونیکی دوائی یہ دوائی مرد کو کھلائی جاتی ہے۔ ایسا کون ہے جس کو نرینہ اولاد کی خواہش نہ ہو۔ اس بہترین ثمر کا ہر ایک انسان خواہشمند ہے۔ جس گھر میں نرینہ اولاد نہ ہو۔ کیا امیر کیا غریب ہر وقت اولاد کی خواہش رکھتے ہوئے اداس غمگین وغیرہ مصائب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور جن کو مولا کریم نے نرینہ اولاد دی ہے۔ وہ بھی اور کی خواہش رکھتے ہیں۔ لہذا جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی ضرورت ہو۔ وہ ارسطوئے زماں استاذی المکرم حضرت مولانا شاہی طبیب حکیم نور الدینؓ کی مجرب لڑکے پیدا ہونے کی دوائی کا استعمال کر کے بے ثمری کا داغ دور کریں مکمل خوراک چھ روپے رعائتی چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک دواخانہ معین الصحت سے مل سکتی ہے۔

قبض کشا گولیاں قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے کبھی کبھار کی قبض بھی ناک محفوظ دامن میں رکھے آمین۔ دائمی قبض سے بواسیر ہو جاتی ہے۔ حافظہ کمزور نسیان غالب ضعف بصر۔ دھند۔ لگرے آشوب چشم ہوتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں پھولتے ہیں۔ کام کو جی نہیں چاہتا۔ ہاضمہ بگڑا جاتا ہے۔ معدہ جگر تلی کمزور ہوتے ہیں۔ اور کئی قسم کی بیماریاں آن موجود ہوتی ہیں۔ ہماری تیار کردہ قبض کشا گولیاں مذکورہ بالا بیماریوں کے لئے اکسیر سے بڑھ کر ثابت ہو چکی ہیں۔ ان کے استعمال سے متلی گھبراہٹ وغیرہ نہیں ہوتی رات کو کھا کر سو جائیں صبح کو اجابت مکمل کر آتی اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے ان کا استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت یکصد گولی ۱۲ رعائتی ۸ر

مقوی دانت منجن اگر آپ کے دانت کمزور ہیں۔ مسوڑھوں سے خون یا پیپ آتی ہے۔ منہ سے بدبو آتی ہے۔ دانت ہلتے ہیں۔ گوشت خورہ یا پائیوریا کی بیماری ہے۔ دانت میلے ہیں۔ ان کی وجہ سے معدہ خراب ہے۔ ہاضمہ بگڑ گیا ہے دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے۔ تو ان امراض کے لئے ہمارا تیار کردہ مقوی دانت منجن استعمال کرنے سے بفضل خدا تمام شکایات دور ہو جاتی ہیں۔ اور دانت مضبوط ہو کر موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ قیمت دو اونس شیشی ۱۲ر رعائتی ۸ر

تریاق گردہ درد گردہ ایسی موذی بلا ہے۔ کہ الامان جس کو ہوتا ہے۔ وہی اس کی تکلیف کو جانتا ہے۔ اس کا دورہ جب شروع ہوتا ہے اسوقت انسان زندگی کا خاتمہ سمجھتا ہے۔ اس کے لئے ہمارا تیار کردہ تریاق گردہ و مثانہ بیحد اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ اس کی پہلی خوراک سے آرام شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا پتھری یا کنکری خواہ گردہ میں ہو۔ خواہ مثانہ میں۔ خواہ جگر میں ہو سب کو باریک پیس کر بذریعہ پیشاب خارج کرتا ہوا بیمار کو آگاہ کر جاتا ہے۔ اس کے بعد بیمار کو درد کی شکایت نہیں ہوتی قیمت ایک اونس دو روپیہ رعائتی ۱۲ر

حب مفید النساء یہ گولیاں عورتوں کی مشکلکشا ہیں۔ ان کے استعمال سے ایام ماہواری کی بیقاعدگی۔ کم آنا۔ زیادہ آنا۔ نلوں کا درد۔ کمر کا درد کولہوں کا درد۔ متلی قے چہرہ کی بے رونقی۔ چہرہ کی چھائیاں۔ ہاتھ پاؤں کی جلن اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی رعائتی ۸ر

دواخانہ ہذا نے ان کے علاوہ تمام ادویات میں رعایت کر دی ہے۔ ضرورت مند اصحاب موقعہ سے فائدہ اٹھائیں

خاکسار حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نور الدین اعظم دواخانہ معین الصحت قادیان

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت چوہدری نصر اللہ خانصاحب رضی اللہ عنہ
والد بزرگوار آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب

حضرت ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تاریخ وفات ۲۰ ستمبر ۱۹۲۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم و مغفور
خلف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر

حضرت منشی روڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ (تاریخ وفات ۲ اکتوبر ۱۹۱۹ء)

حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ (تاریخ وفات ۲۳ جون ۱۹۲۹ء)

Only Title & picture's pages printed at the Eastern Art Press, Brandreth Road, Lahore, and other pages printed at Zia-ul-Islam press, Qadian by Abdur Rahman Qadiani Printer & Published by him from Qadian.

قادیان کی مسجد اقصیٰ میں منارۃ المسیح

بہشتی مقبرہ میں مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا منظر

مسجد مبارک قادیان کا منظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عملہ "الفضل" دائیں (۱) شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر اسسٹنٹ مینیجر (۲) چودھری عبدالمجید صاحب بی۔ اے آنریری اسسٹنٹ منیجر
(۳) غلام نبی ایڈیٹر و منیجر (۴) جناب بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر (۵) مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر مولوی فاضل اسسٹنٹ ایڈیٹر

Title & Photos Printed at The Eastern Art Press Brandreth Road Lahore.
Published by Abdur Rahman Qadiani from Qadian.

هوالشافی

تریاق چشم (ممیرہ والہ) رجسٹرڈ

سرکاری اعلیٰ افسران سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

سندات متعلقہ تریاق چشم غلط ثابت کرنیوالے کو مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام

ہندوستان کے بہت بڑے ماہر امراض چشم لنڈن کے سند یافتہ سرکاری اعلےٰ افسر یعنے

لفٹنٹ کرنل ایس۔ ایم فاروقی۔ ایم۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس آئی سپیشلسٹ چھاؤنی

کلکتہ تحریر فرماتے ہیں۔ (نقل ترجمہ انگریزی) میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میرزا حاکم بیگ ساکن گجرات (پنجاب) کا تیار کردہ تریاق چشم میں نے اپنے چند بیماروں پر آزمایا اور اسے آنکھوں کے زخم۔ پانی بہنا اور کگرے کے لئے بہت مفید اور موثر پایا۔ اس کے اجزاء امراض چشم کیلئے بہت مشہور ہیں۔ ان اجزاء کی مقدار ہر طرح صحیح اور درست نسبت سے ملائی گئی ہے۔ موجد تریاق چشم کے تیار کرنے کا طریق نہایت حال کے مروجہ طریق کے مطابق صاف اور ستھرا ہے۔"

۲۔ جناب خانبہادر میاں محمد شریف صاحب سول سرجن صاحب بہادر کیمل پور (نقل ترجمہ انگریزی) میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں یعنی ڈاکٹروں اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا اور میں نے موصوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص کگروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سرٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔"

۳۔ جناب ڈاکٹر دھنپت رائے صاحب ورما۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ ایل۔ ایم۔ ایف۔ آر۔ آئی۔ پی۔ ایچ (لنڈن) پی سی۔ ایم۔ ایس سول سرجن صاحب بہادر گڑگاؤں تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کا تریاق چشم اپنے ایک عزیز پر استعمال کر رہا ہوں۔ اس سے کافی تسلی بخش فائدہ ہو رہا ہے۔ براہ مہربانی آدھ تولہ سرمہ بذریعہ وی۔ پی پارسل ارسال کریں۔"

۴۔ جناب ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس اسسٹنٹ سرجن جنہوں نے حال ہی میں ریڈیولوجی اور ایم۔ آر۔ سی پی کی ڈگریاں لنڈن سے حاصل کی ہیں تحریر فرماتے ہیں۔ کئی دن سے ارادہ تھا۔ کہ آپ کو خط لکھوں۔ مگر رسول سے تبادلہ کی وجہ سے کئی دن ادھر ادھر پھرنا پڑا۔ اور اطمینان سے بیٹھ کر خط لکھنے کا موقعہ نہ ملا۔ میں نے آپ کا ارسال کردہ تریاق چشم رسول ہسپتال میں بہت سے مریضوں پر استعمال کیا ہے۔ واقعی بہت مفید ہے۔ خصوصاً سرخی اور آنکھوں کی جلن دور کرنے میں بہت زود اثر ہے۔ اتنے تھوڑے تجربہ سے میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ آپ کی دوائی کگروں کو جڑ سے دور کرنے کا اثر رکھتی ہے۔ یا نہیں اور اگر رکھتی ہے تو کتنے عرصہ کے استعمال کے بعد مگر یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے۔ کہ جو مریض کگروں کی وجہ سے شدید تکلیف میں ہو۔ آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی ہوں۔ پانی بہتا ہو اور جلن سوزش ہو۔ اس کو آپ کی دوائی (تریاقی چشم) کے ایک دو دن کے استعمال سے کافی فائدہ محسوس ہوگا۔

۵۔ جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ بی سی ایم۔ ایس۔ بیرون بھاٹی دروازہ لاہور (جو گورنمنٹ کے محکمہ میں اسسٹنٹ سرجن اگزیمنر پنجاب بھی ہیں۔) تحریر فرماتے ہیں۔ "تریاق چشم" تیار کردہ مرزا حاکم بیگ صاحب گڑھی شاہ ولہ گجرات ایک خاکی رنگ کا پوڈر ہے۔ جو امراض چشم کے لئے خصوصاً کگروں کے لئے نہایت زود اثر اور مفید ہے۔ لفٹنٹ کرنل ایس۔ ایم۔ اے فاروقی۔ ایم۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ آئی سپیشلسٹ سول سرجن صاحبان۔ اسسٹنٹ سرجن صاحبان انسپکٹر ڈسپنسریان اضلاع مختلفہ پنجاب کالج کے پروفیسران انسپکٹر صاحبان محکمہ تعلیم وکلاء وجج صاحبان اور دیگر معززین اخبارات نے بھی اس کو آزمایا ہے۔ اور مفصلہ ذیل امراض چشم۔ دھند غبار۔ کگرے۔ خارش سرخی پلکوں کا گر جانا وغیرہ وغیرہ میں مفید پا کر سرٹیفکیٹ مرزا صاحب موصوف کو دیئے ہیں۔ ہم نے ان سندات کو دیکھ کر اپنے مریضان چشم پر سلور آزمائش اس کو استعمال کیا اور اس کو امراض مذکورہ بالا میں نہایت مفید پایا۔ ذاتی طور پر ہم نے اس کو بجائے بورک ایسڈ کے اپنی آنکھوں میں استعمال کیا۔ جس سے ہم کو بہت ہی فائدہ ہوا۔ آنکھیں جو کثرت کام کی وجہ سے بھاری رہتی تھیں۔ اس کے استعمال سے بالکل ہلکی اور صاف ہو جاتی ہیں۔ شیر خوار بچوں کی آنکھوں کے لئے بھی بالکل بے ضرر ہے۔ اس کے اجزاء بے ضرر ہیں۔ اور اس کو بڑی محنت سے نفیس طور پر تیار کیا گیا ہے جس کے لئے مرزا صاحب مستحق مبارکباد ہیں۔ ہم یہ سرٹیفکیٹ بخوشی خود مخلوق خدا کی بہتری کے لئے مرزا صاحب موصوف کو دیتے ہیں۔ اور سفارش کرتے ہیں۔ کہ یہ ہر مرہر گھر میں رہنا چاہئے۔ اور آنکھوں کی تکلیف کے شروع ہی میں استعمال سے خطرناک امراض چشم کے حملہ سے بچاؤ ہو جائے گا۔ ہماری رائے میں اس کا ہر ایک گھر میں ہونا لازمی ہے۔

۶۔ جناب ڈاکٹر پنڈت ادو صورام صاحب پی سی۔ ایم۔ ایس جو آج کل قائم مقام سیکنڈ اگزیمنر گورنمنٹ پنجاب لاہور وصوبہ سرحد ہیں نے بھی بندات خود اپنے خاندانی بچوں پر آزمائش کے بعد اظہار مسرت فرمایا ہے چونکہ بموجب قانون ان کیلئے سرٹیفکیٹ تصدیق لکھنا ممنوع ہے۔ اس لئے جو صاحب اپنی مزید تسلی کرنی چاہیں۔ وہ ان سے براہ راست تریاق چشم کے موثر ہونے کے متعلق دریافت فرما سکتے ہیں۔

نوٹ:- ۱۔ موتیا بند کے لئے مفید نہیں
۲۔ قیمت پانچ روپیہ فی تولہ محصول ڈاک و پیکنگ موازی ۸ ربذمہ خریدار ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المشتہر خاکسار **مرزا حاکم بیگ موجد تریاق چشم گڑھی شاہ ولہ صاحب گجرات (پنجاب)**

حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب شاہی طبیب خلیفۃ المسیح اولؓ کے مجربات

جلسہ سالانہ اور سلور جوبلی کی خوشی میں خاص رعایت سے فائدہ اٹھائیں

دواخانہ رحمانی کی سرتاج محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو ۔ اس غم سے ہر شیر کو الٰہی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو ۔ دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں ۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں یا حمل گر جاتا ہو ۔ اس کو اٹھرا کہتے ہیں ۔ جن کے گھر میں یہ مرض لاحق ہو وہ فوراً حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب اعظم رضی اللہ عنہ طبیب شاہی سرکار جموں و کشمیر کا نسخہ محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ استعمال کریں ۔ حضور کے حکم سے یہ دواخانہ ۱۹۱۱ء سے جاری ہے ۔ قیمت فی تولہ سوا روپیہ مکمل خوراک گیارہ تولہ ایک مشت منگوانے والے سے ایک روپیہ تولہ علاوہ محصول ڈاک لیا جائے گا ۔ استعمال شروع حمل سے آخیر رضاعت تک رعائتی ایک روپیہ تولہ مکمل خوراک ۹ روپیہ

عبدالرحمن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کی نعمت (نرینہ اولاد)

۱۹۱۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مولانا مولوی نورالدین صاحب نے میری شادی کرائی بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کیلئے رحمت تھے ۔ آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے ۔ کیونکہ ۱۹۰۷ء سے میں نے آپکے پاس رہنا شروع کیا تھا ۔ آپ مجھے پڑھاتے اور شفقت فرماتے رہے ۔ ایک روز مجھ کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا "میاں بچے" تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں ۔ اور یہ بیماری ہے ۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں ۔ یہ عجیب علاج ہے ۔ میں نے خیال نہ کیا ۔ پھر میری گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی تب میں نے آپکی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی ۔ اسکے استعمال کے بعد خدا کے فضل سے تین لڑکے ہوئے ۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی انکے ہاں بھی اللہ تعالےٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو یہ دوائی منگا کر استعمال کریں خدا کے فضل سے اولاد نرینہ ہوگی ۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے (بیسے) رعائتی پانچ روپیہ آٹھ آنہ عبدالرحمن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان

سرمہ نورافزا رجسٹرڈ

یہ بےنظیر سرمہ قدرتی اجزا سے مرکب ہے ۔ بینائی کو قائم اور آنکھوں کو مختلف عوارض سے محفوظ رکھتے ہیں یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے آنکھوں کے جملہ امراض دھند ۔ غبار ۔ جالا ۔ کلرے ۔ پھولا ۔ خارش چشم آنکھوں سے پانی بہنا ۔ لیس دار رطوبت کا نکلنا ۔ پرانی سرخی ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرض کل امراض کا واحد علاج ہے ۔ جو لوگ کثرت مطالعہ اور باریک بینی سے قوت بینائی کمزور کر بیٹھے ہوں ۔ یا عینک کے عادی ہو کر قدرتی طاقت کو بیکار کر دیا ہو ۔ انہیں اس سرمہ کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے یہ سرمہ جملہ شکایات چشم دور کر کے آئندہ آنیوالے عوارض سے آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے ۔ جنکی نظر روز بروز کمزور ہوتی ہو وہ اس سرمہ کے استعمال سے زائل شدہ طاقت کو بحال کر لیں اس بےنظیر سرمہ کے استعمال کے بعد آپکو اشاء اللہ پھر کسی اور سرمہ کی تلاش نہ رہیگی قیمت فی تولہ دو روپیہ (عہ) رعایتی عہ

حب راحت (عورتوں کی بیماری)

یہ بات درست ہے کہ جب تک ایام ماہواری بےقاعدہ ہوں اولاد کا ہونا مشکل ہے ہزاروں مستورات آئے دن اسی مشکل میں رہتی ہیں کہ حیض کے دنوں میں بےقاعدگی ایام سے کم یا زیادہ دنوں میں حیض آتا ہے ۔ اور وہ بھی کم یا زیادہ آتا ہے ۔ کمر ۔ پیڑو ۔ جانگھ اور سر میں درد ہوتا ہے ۔ جی متلاتا تمام بدن میں تکلیف ہونا پھوڑے پھنسی خرابی خون حمل کا نہ ٹھیرنا ان تکالیف سے بچنے کے لئے ہماری تیار کردہ حب راحت استعمال کریں ۔ انشاء اللہ ایام ماہواری کی تکلیف سے نجات ہوگی قیمت خورد ایکماہ تین روپیہ آٹھ آنہ رعائتی دو روپیہ آٹھ آنہ

سرمہ زنگاری

یہ وہ بابرکت سرمہ ہے جس کو حضور نے سب سے اول علاج میں استعمال کرنا شروع کیا ۔ یہ سرمہ آنکھوں کا رفیق ہے اس سے دھند ۔ جالا ۔ کلرے ۔ خارش لیس دار پانی ۔ پلکوں کی خارش پلکوں کے بال گرنے پلکوں پر دانے نکلنے سرخی چشم کے لئے اکسیر ہے ۔ قیمت فی تولہ عہ رعائتی عہ

ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب مدظلہ العالی

حکیم عبدالرحمن صاحب کاغانی حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے شاگردوں میں سے تھے ۔ ان کے کارخانہ میں حضرت ممدوح کے تجارب کے نسخہ جات بڑی صفائی سے خالص اور عمدہ تیار ہوتے تھے ۔ اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت کرے ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے عبدالقدیر کاغانی اور مرحوم کے بعض دیگر شاگردوں نے کارخانہ کے کام کو بڑی عمدگی سے جاری رکھا ہے ۔ اور تمام ادویہ خالص اور عمدہ تلاش کر کے سب نسخے بڑی محنت اور درستگی سے تیار کئے جاتے ہیں ۔ کاغانی صاحب مرحوم کا کام بدستور جاری ہے ۔ ان کے قدیمی خریداروں کو چاہیئے کہ کارخانہ کی بدستور سرپرستی کرتے رہیں اور نئے خریدار بھی بنائیں ۔ میں نے خود بھی اس کارخانہ کی بعض ادویہ کا تجربہ کیا ہے اور مفید پایا ہے ۔ (مفتی) محمد صادق عفی عنہ ۔ قادیان

سفوف رحمانی (اکسیر معدہ)

ہاضمہ کو درست رکھنے کیلئے اکسیر صفت ہے معدہ کو تقویت دیکر درست طریق پر ہضم کے قابل بناتا ہے ۔ تراقر قے متلی نفخ ۔ بدہضمی ۔ غذا کا ہضم نہ ہونا منہ سے بدمزہ پانی آنا کھٹے ڈکار آنا ۔ ان سب امراض کے لئے مفید ہے قیمت فی شیشی بارہ آنہ رعائتی آٹھ آنہ ۔

سفوف سیلان الرحم

عورتوں کے سیلان الرحم کے لئے نہایت مفید ہے ۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک تین روپیہ آٹھ آنہ رعائتی دو روپیہ آٹھ آنہ

سفوف نادر

گنوریا کیلئے از حد مفید ہے ۔ قیمت ایک ماہ تین روپے آٹھ آنے ۔ رعائتی دو روپے آٹھ آنے

منجن دندان

دانتوں کے کل امراض کیلئے مفید ہے ۔ قیمت فی شیشی بارہ آنہ رعائتی آٹھ آنے

عبدالرحمن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا ۔ ایڈیٹر ۔ غلام نبی